ماہنامہ
جہد حق
پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - May 2017 - Registered No. CPL-13
جلد نمبر 24...... شمارہ نمبر 05 ...... مئی 2017..... قیمت 5روپے

جہدِ حق جاری رہے گی

لاہور، 20 اپریل 2017: ''مذہبی اقلیتوں کے حقوق پر عدالتِ عظمیٰ کا فیصلہ: بہتر نفاذ کے لیے حکمتِ عملی'' کے عنوان پر ایک مشاورت کا اہتمام کیا گیا

مئی

انسانی حقوق کے عالمی دن

3 مئی	آزادیِ صحافت کا عالمی دن
9-8 مئی	دوسری جنگِ عظیم میں جاں بحق ہونے والے افراد کو یاد کرنے اور ان سے یکجہتی کا دن
10- مئی	نقل مکانی کرنے والے پرندوں کا عالمی دن (یو این ای پی)
13 مئی	''ویساک'' پورے چاند کا عالمی دن
15 مئی	کنبوں کا عالمی دن
17 مئی	ٹیلی مواصلات اور معلوماتی اداروں کا عالمی دن (آئی ٹی یو)
21 مئی	بحث مباحث اور ترقی کے لیے ثقافتی تنوع کا عالمی دن
22 مئی	حیاتیاتی تنوع کا عالمی دن
23 مئی	زچگی کے دوران پیدا ہونے والے گھاؤ کے خاتمے کا عالمی دن
29 مئی	اقوامِ متحدہ کے امن فوجی دستوں کا عالمی دن
31 مئی	تمباکو نوشی کی ممانعت کا عالمی دن

فہرست

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ پریس ریلیزیں	5
باتیں جہدِ حق کی	5
جہدِ حق کی ٹیم کو سلام	8
جبری گمشدگی کی اذیت	9
سرخ کتاب سے قائداعظم کی جعلی ڈائری تک	10
بچے/اقلیتیں	11
اپنی گڑیا کے ساتھ کوئی یہ سلوک کرتا ہے؟	12
ملالہ پاکستان کی مگر پاکستان ملالہ کا نہیں	13
تعلیم	14
شدت پسندی کا تعاقب	15
ذہنی پسماندگی	16
یہ دن ضرور آئے گا	21
کیا پاکستان ایک گروہی ریاست ہے؟	22
ثقافتی ورثہ اور ترقی	23
خودکشی کے واقعات	24
اقدام خودکشی	32
پُرتشدد مافیا، انصاف اور عدالت	35
زندگی اور موت کے معاملات	36
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا	37
جنسی تشدد کے واقعات	38
پاکستان میں بچوں کا جنسی استحصال	42
گلگت۔ بلتستان میں خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان	43
عورتیں	44
صحت	49

قومی سلامتی کے نام پر انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں: ایچ آر سی پی

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حکومت اور عدلیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شہریوں کے حقوق کو محفوظ کرنے میں مزید دلچسپی لیں اور ریاست کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ انسانی حقوق کے فروغ کے حوالے سے پہچانی جائے اور حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لیے مزید اقدامات کرے۔

اتوار کو ایچ آر سی پی کونسل کی میٹنگ اور سالانہ عمومی اجلاس کے اختتام پر جاری ہونے والے ایک بیان میں کئی تحفظات کا ترجیحی بنیادوں پر ازالہ کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے: ''ایچ آر سی پی کو تشویش ہے کہ ہمارا ملک بڑی تیزی کے ساتھ ایک سکیورٹی ریاست بنتا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں انسانی حقوق کی پامالیاں سرزد ہو رہی ہیں۔ ہم پر امید ہیں کہ جمہوریت کی طرف سفر کے اس عرصہ میں عدلیہ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے پہلے سے زیادہ فعال کردار ادا کرے گی۔

حکومت کے قائم کردہ کمیشن برائے انکوائری میں زیر التواء جبری گمشدگی کے کیسز حل ہوتے نظر نہیں آ رہے۔ ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ کمیشن لاپتہ افراد کا سراغ لگانے اور انہیں آزاد کروانے، مزید برآں ان کی گمشدگی میں ملوث مجرموں کو سزا سے جو تحفظ حاصل ہے اس کا خاتمہ کرنے میں بے بس اور غیر موثر ہے۔ حتیٰ کہ صورتحال یہ ہے کہ کمیشن پر اعتماد کے فقدان کے باعث بہت سے کیسز اب بھی اسے رپورٹ ہی نہیں کئے جا رہے۔

ایچ آر سی پی کا حکومت سے پرزور مطالبہ ہے کہ وہ 'جبری گمشدگی سے تمام افراد کو تحفظ فراہم کرنے کے معاہدے' پر دستخط کرے اور اس کی توثیق کرے اور 'اذیت رسانی کے خلاف معاہدے کے اختیاری پروٹوکول' (OPCAT) پر بھی دستخط کرے۔ کمیشن نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ پاکستان نے انسانی حقوق کے جن معاہدات کی پہلے سے توثیق کر رکھی ہے ان پر موثر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

خواتین، مذہبی اقلیتوں کے لوگ اور بچے بدستور تشدد کا نشانہ بن رہے ہیں۔ ان کی اذیت کو کم کرنے کے لیے صرف یہ ہی کافی نہیں کہ جب کوئی پرتشدد واقعہ رونما ہو جائے اس کے بعد کارروائی کر لی جائے۔

حال ہی میں اپنے گھروں کو پلٹنے والے اندرون ملک نقل مکین افراد اپنے تباہ شدہ گھروں، غیر تسلی بخش انفراسٹرکچر اور معیشت کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں۔ ان کی حالت زار سے چشم پوشی کرنا دانشمندانہ فعل نہیں ہے۔

کسی بھی بنیاد پر ہونے والے امتیازی سلوک کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے۔ لسانی بنیاد پر نسلی کردار کشی کے واقعات کی تحقیقات کی جائے اور جہاں ضرورت پڑے حکام کی تربیت اور دیگر اقدامات متعارف کئے جائیں۔

ایچ آر سی پی کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تعلیمی اداروں میں منتخب طلباء یونینیں اور صحت مند سیاسی سرگرمیاں بحال کی جائیں اور ان جتھوں کا فوری خاتمہ کیا جائے جو طالب علموں کے خلاف دھمکیوں، دھونس اور حملوں کے ذریعے تعلیمی اداروں پر اپنا اثر و نفوذ قائم کئے ہوئے ہیں۔

ایچ آر سی پی کچھ معاملات کو مقدس قرار دینے اور انہیں جانچ پڑتال سے مستثنیٰ سمجھنے کی پالیسی کا اصولی طور پر مخالف ہے اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ چین۔ پاکستان اقتصادی راہداری کو بھی مقدس معاملے کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ علاقائی تجارتی راہداریوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اقتصادی مواقع پورے ملک کے لیے خوش آئند ہیں مگر یہ بہت ضروری ہے کہ شفافیت اور فوائد کی منصفانہ تقسیم کے موثر طریقہ کار وضع کیے جائیں۔ اس امر کو یقینی بنانا بھی ضروری ہے کہ سی پیک کا ان علاقوں کے لوگوں کے حقوق پر کوئی بر اثر نہ پڑے جہاں سے یہ گزرے گا۔

فوجی عدالتوں کا قیام بھی نہایت تشویشناک ہے جن کے ججز نے نہ تو قانون کی تربیت حاصل کی ہوئی ہے اور نہ ہی وہ عدالت عظمیٰ کے اختیار کے تابع ہیں۔

باضابطہ قانونی کارروائی اور حفاظتی انتظامات کے فقدان کی کثیر شکایات کے باوجود فوجی عدالتوں کی بحالی سے ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل میں بھی باضابطہ عدالتوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے جائیں گے۔

اگر پاکستان کسی بھی قسم کے فوجی اتحادوں کا حصہ بننے پر رضامندی ظاہر کرتا ہے تو اس بارے میں ایچ آر سی پی کا موقف ہے کہ ان معاملات پر بحث اور ان کا فیصلہ پارلیمنٹ میں ہونا چاہئے اور ملک کو ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہئیں جن پر فرقہ وارانہ یا جانبداری پر مبنی ہونے کا گمان ہو بلکہ اسے ایک غیر جانبدارانہ موقف اپنانا چاہئے اور اسے مسائل کے حل کے لیے استعمال کرنا چاہئے۔

''ایک ایسے وقت میں جب امن و امان کی بگڑتی صورتحال اور باضابطہ قانونی کارروائی سے انحراف کے باعث انسانی حقوق کے کارکنوں کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوا ہے، عین اسی وقت ان پر دباؤ اور خطرات بھی بڑھ گئے ہیں۔ ایچ آر سی پی کو ایسی کئی اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ انٹیلی ایجنسیوں کے اہلکار این جی اوز کا دورہ کرتے ہیں اور ایسے سوالات پوچھتے ہیں جن کا کسی بھی طرح سے سکیورٹی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے حربے خوف و ہراس پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں لہٰذا یہ سلسلہ بند ہونا چاہئے۔

''ایک اور انتہائی تشویش ناک امر غیر سرکاری گروہوں کی روک ٹوک کی کارروائی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسے اکثر چند ریاستی عناصر کی حمایت حاصل ہوتی ہے ، اور شہریوں کے معاملات میں دخل دینے والے ان اعتدال پسندوں کو ہراساں کرتے ہیں اور انہیں دھمکاتے ہیں جو چاہتے ہیں کہ پاکستان ایک ایسا مضبوط اور پرامن ملک بنے جس کے اپنے ہمسائیوں کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں اور جو اس خطے کے لوگوں کے درمیان رابطوں کو فروغ دے۔ ایچ آر سی پی خاص طور پر انسانی حقوق کے ان محافظین اور میڈیا کے ان افراد کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتا ہے جنہیں محض لبرل نظریات رکھنے کی بنا پر خطرات اور جان سے ماردینے کی دھمکیوں کا مسلسل سامنا رہتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 02 اپریل 2017]

مردان میں طالبعلم کے قاتلوں کے خلاف کارروائی؛ اور معاشرتی بربریت کے خاتمے کے لیے اقدامات کیے جائیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے جمعرات کے روز عبدالولی خان یونیورسٹی مردان میں ہجوم کے ہاتھوں ایک طالبعلم کی ہلاکت پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ کمیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعے میں ملوث تمام افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے اور وحشیانہ قتل کے بعد شہریوں، خاص طور پر طالبعلموں اور اساتذہ میں پھیلنے والی دہشت اور خوف پر قابو پانے کے لیے تمام مئوثر اقدامات کیے جائیں۔

مردان میں ایک طالبعلم کی ہلاکت اور دوسرے کے شدید زخمی ہونے کے واقعے نے پہلے سے عیاں حقیقت کو ایک بار پھر آشکار کردیا ہے کہ ہمارا معاشرہ کس حد تک خون کا پیاسا ہو چکا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کسی کو بلا جھجک مارنے کے لیے مذہب کا استعمال، چاہے وہ ناجائز ہی کیوں نہ ہو، کتنی آسانی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ریاست کا شہریوں کو تشدد سے تحفظ کا عزم اُن کے عزم سے کمزور ہے جو انسانوں کے قتل عام کے لیے مذہب کا نام استعمال کررہے ہیں۔ الفاظ اس صورتحال کی مذمت سے قاصر ہیں۔

ایچ آر سی پی کے لیے یہ بات انتہائی دکھ کا باعث ہے کہ رونگٹے کھڑے کرنے والی بربریت اعلی تعلیم کے ادارے میں پیش آئی ہے جہاں طالبعلموں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ دوسروں کے خیالات کو برداشت کریں گے جو کہ خیالات کے آزادانہ تبادلے کے لیے ناگزیر ہے۔ مشعل خان کی زندگی کے حق کے تحفظ میں ریاست کی مکمل ناکامی سے طالبعلموں اور اساتذہ میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ اگر مشعل خان کے بہیمانہ قتل میں ملوث تمام عناصر کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو اس بربریت میں صرف اضافہ ہی ہوگا۔

مردان میں جس انتشار کا اظہار ہوا ہے یہ صرف یونیورسٹی کی چند روز بندش سے ختم نہیں ہوگا۔ مُثبت انسانی اقدار پر یقین رکھنے والے تمام لوگوں کو بولنا پڑے گا اور اُن لوگوں کے ہاتھوں مذہب کے نام پر ہونیوالی قتل و غارت کو ختم کرنے کے لیے تجاویز دینا ہوں گی جو مذہب کے نام نہاد محافظ بنے ہوئے ہیں۔ ایسی بربریت کے سامنے ہماری خاموشی شریک جرم ہونے کے مترادف ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 14 اپریل 2017]

قمر ظفر اے۔ چوہدری کی اہلیہ کی وفات دکھ کا باعث ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے مسز قمر ظفر اے۔ چوہدری کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحومہ ایچ آر سی پی کے گھرانے کا ایک اہم فرد تھیں۔

مسز چوہدری کمیشن کی سرگرمیوں، خاص طور پر فکر کی آزادی اور خواتین کے حقوق جیسے معاملات میں ہمیشہ سے سرگرم رہی ہیں۔

ان کی دیرینہ بیماری نے گذشتہ چند برسوں سے انہیں ایچ آر سی پی کی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے محروم رکھا، تاہم جب بھی انہوں نے لاہور میں کمیشن کی ماہانہ اجلاسوں میں شرکت کی، اپنی قابل قدر آرائے کا اظہار ضرور کیا۔

ایچ آر سی پی کے عہدیداران اور عملے کے اراکین ایئر مارشل ظفر اے چوہدری اور ان کے بچوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ حقیقت اپنی جگہ موجود ہے کہ ایئر مارشل چوہدری نے کمیشن کے قیام سے لے کر اب تک اس کے لیے جو شاندار خدمات سرانجام دی ہیں، اس سارے عمل میں مرحومہ نے ان کا بھرپور ساتھ دیا مگر اس حقیقت کو ایک طرف رکھ دیں تو پھر بھی ایچ آر سی پی مسز چوہدری کے احسانات کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

ایسے دوست اور خیرخواہ جو ایئر مارشل چوہدری کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا چاہتے ہوں، وہ zafar.chaudhry@gmail.com پر براہ راست ای میل کرکے یا 0345-4672527 پر فون کرکے ایچ آر سی پی کے مینیجر ایڈمنسٹریشن مسٹر الیاس کے ذریعے اظہار ہمدردی کرسکتے ہیں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 17 اپریل 2017]

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔

جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوانِ جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،
نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے اپنے قیام کے ابتدائی دنوں سے ہی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے اہم واقعات کی چھان بین پر مبنی رپورٹوں کی اشاعت کا اہتمام کیا۔کمیشن نے انسانی حقوق سے متعلق ایک انگریزی بلیٹن بھی شائع کرنا شروع کیا۔یہ انتہائی معیاری اشاعت تھی لیکن اس کی اشاعت چندسو کاپیوں پر مشتمل تھی۔کمیشن کے اغراض و مقاصد کو فروغ دینے اوراس کی آواز وسیع حلقوں تک پہنچانے کے لیے قومی زبانوں میں کمیشن کے ترجمان کی ضرورت محسوس کی گئی۔ابتدائی دنوں میں کمیشن کے انتظامی امور آئی۔اے۔رحمان صاحب اور(مرحوم) عزیز صدیقی صاحب کے سپرد تھے اور کمیشن کی منتخب قیادت کی جانب سے اس کے اغراض ومقاصد کوفروغ دینے کا فریضہ بھی انتظامیہ کے اختیار میں تھا لہٰذا ابتداً اردو میں ایک ماہنامہ نکالنے کا فیصلہ ہوا۔اس کے لیے عزیز صدیقی صاحب نے ’’جہدحق‘‘ نام تجویز کیا اور ندیم فاضل صاحب کو پبلشر مقرر کیا گیا۔عامر ریاض کو اس کی چھپائی کی ذمہ داری دی گئی۔

ابتدائی دنوں میں کمیشن کے انتظامی امور آئی۔اے۔رحمان صاحب اور (مرحوم) عزیز صدیقی صاحب کے سپرد تھے اور کمیشن کے اغراض ومقاصد کوفروغ دینے کے لیے ابتداً اردو میں ایک ماہنامہ نکالنے کا فیصلہ ہوا۔اس کے لیے عزیز صدیقی صاحب نے ’’جہدحق‘‘ نام تجویز کیا اور ندیم فاضل صاحب کو پبلشر مقرر کیا گیا۔عامر ریاض کو اس کی چھپائی کی ذمہ داری دی گئی۔

اسی دوران آئی۔اے۔رحمٰن صاحب کی خواہش پر میں نے کمیشن میں کام کرنا شروع کیا تھا۔رحمٰن صاحب نے عزیز صدیقی صاحب کی نگرانی میں مجھے اس میں شائع ہونے والے موادکی تیاری کی ذمہ داری سونپی۔ساتھ ہی ساتھ ملک کے مختلف اضلاع میں جہاں انسانی حقوق کے حوالہ سے صورت حال زیادہ خراب تھی اعزازی نامہ نگاروں کی تلاش کا کام بھی حوالہ کیا،جس کا تجربہ مجھے خبررساں اداروں میں کام کرنے کے سبب حاصل رہا تھا۔اس وقت تک ایچ آر سی پی کے صوبائی چیپٹر قائم ہو چکے تھے اور ایک دو کارکنوں پر مشتمل دفاتر بھی۔حیدرآباد،سندھ میں جبری مشقت کے خلاف ایک ٹاسک فورس بھی بن چکی

نامہ نگاروں کو انسانی حقوق کے بارے میں آگہی کی فراہمی اور ان کی تربیت کے لیے ورکشاپس کا آغاز ہوا۔عموماً یہ ورکشاپس انسانی حقوق کے موضوع پر کمیشن کے زیراہتمام منعقد ہونے والے کسی اجلاس کے ساتھ رکھی جاتیں تاکہ تربیت دینے کے لیے رحمان صاحب، عزیز صدیقی صاحب اور کچھ مقامی ماہرین کی خدمات حاصل رہیں۔ورکشاپس میں شرکت کے لیے مقامی اخبارات میں بامعاوضہ یا بلامعاوضہ اشتہار کے ذریعہ درخواستیں مانگی جاتیں اوران میں سے منتخب افرادکو ورکشاپ میں بلایا جاتا۔

کچھ سبق آموز واقعات

کمیشن کے کارکن نامہ نگاروں کی ورکشاپوں میں بعض سبق آموز واقعات بھی سامنے آئے۔مثال کے طور پر پشاور کی ورکشاپ میں ضلع کرک سے مکمل طور پر باپردہ لڑکی شرکت کرنے آئی۔یہ ورکشاپ زرعی اکیڈمی میں منعقد ہورہی تھی جہاں تمام شرکاء کے ٹھہرنے کے لئے بہت چھوٹے لیکن نہایت صاف ستھرے کمرے بھی تھے اور وسیع وعریض سرسبز گراؤنڈ بھی۔سادہ خوراک کا بھی نہایت ارزاں نرخ پر بندوبست تھا۔یہ پانچ روزہ ورکشاپ تھی۔تیسری شام کرک سے شریک لڑکی نے پیغام بھیجا کہ اس کی والدہ جو اس کے ساتھ آئی ہیں (کیونکہ ورکشاپوں میں خاتون شرکاء کے لئے کمیشن نے یہ سہولت رکھی کہ ان کے ساتھ کوئی بزرگ یا سگا رشتہ دار بھی کمیشن کے خرچ پراُس کا مہمان ہوگا) ان کی طبیعت بہت خراب ہوگئی ہے۔اس کی وجہ یہ تھی کہ والدہ محترمہ صاحبہ تین دن اور راتوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی کمرہ سے باہر نہیں نکلی تھیں۔کیونکہ ان کے شوہر صاحب نے پردہ کی سخت تائید کی تھی۔کرک صوبہ خیبر پختونخواہ کا سب سے پسماندہ ضلع اور خواتین کے لئے انتہائی سخت گیر بھی ہے۔لہذا میں نے تمام شرکاء کوفوری طور پر اپنے کمروں کے اندر رہنے اور محترمہ کو کمرہ سے باہر نکال کر بیٹی کے ساتھ گراؤنڈ میں چہل قدمی کرانے کے لئے کہا۔بمشکل محترمہ کو یہ یقین آیا کہ ان کی پردہ داری کا مکمل اہتمام کیا جاچکا ہے۔اس لئے انہوں نے کافی وقت گراؤنڈ میں چہل قدمی کی۔

ایک اور واقعہ کالام میں منعقد ہونے والی اس ورکشاپ میں پیش آیا جس میں نامہ نگاروں کی آمادگی اور مشاورت سے فعال کارکنوں پر مشتمل ضلعی اور قبائلی ایجنسی کی سطح پر کورگروپ تشکیل دینا تھا۔ورکشاپ میں ایک خاتون اپنے شوہر کے ساتھ آئی تھیں۔خاتون پشاور کے ایک کالج کے استاد کی صاحبزادی تھیں اُنہوں نے گریجویشن کی ہوئی تھی۔جب کہ شوہر صاحب ایک قبائلی سردار کے صاحبزادے تھے اور میٹرک تک ہی

تھی جس کے سربراہ شکیل پٹھان (مرحوم) تھے۔

نامہ نگاروں کو انسانی حقوق کے بارے میں آ گہی کی فراہمی اور ان کی تربیت کے لیے ورکشاپس کا آغاز ہوا۔ عموماً یہ ورکشاپس انسانی حقوق کے موضوع پر کمیشن کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کسی اجلاس کے ساتھ رکھی جاتیں تا کہ تربیت دینے کے لیے رحمٰن صاحب، عزیز صاحب اور کچھ مقامی ماہرین کی خدمات حاصل رہیں۔ ورکشاپس میں شرکت کے لیے مقامی اخبارات میں بامعاوضہ یا بلا معاوضہ اشتہار کے ذریعہ درخواستیں مانگی جاتیں اور ان میں سے منتخب افراد کو ورکشاپ میں بلایا جاتا۔ چونکہ اب ''جہدحق'' کی اشاعت کا آغاز بھی ہو چکا تھا لہٰذا رضا کار نامہ نگاروں کی فوری ضرورت بھی تھی۔ کمیشن کو ان ورکشاپوں کے نتیجہ میں تقریباً تمام ہی متاثرہ اضلاع اور قبائلی ایجنسیوں میں فعال رضا کار نامہ نگار حاصل ہو گئے۔ اس سلسلہ میں کراچی، حیدر آباد، پشاور، لاہور میں ابتدائی ورکشاپس ہوئیں جن کا دورانیہ پانچ یا کم از کم تین دن ہوتا۔ کیونکہ ملک میں انسانی حقوق کے بارے میں بنیادی معلومات سے آ گہی کا بھی فقدان تھا۔ ایک چوتھائی صدی تک ہمارے ان ساتھیوں نے جن کی تعداد ضلعی اور ایجنسی کور گروپس کے قیام کے بعد مزید بڑھ گئی تھی، ''جہدحق'' کے لیے اپنی رپورٹوں کے ذریعہ کمیشن کو اپنے علاقوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور عمومی صورت حال سے آ گاہ رکھا اور کمیشن کا پیغام مقامی لوگوں تک پہنچایا۔ اشاعت کے ابتدائی سالوں میں سندھی، پشتو، براہوی / بلوچی میں بھی 'جہدحق' شائع کیا گیا۔ رضا کار ترجمہ کرنے والے ساتھی مستقل مزاجی سے کام نہ کر سکے لہٰذا ان اشاعتوں کو روکنا پڑا۔

''جہدِ حق'' کم وبیش دو دہائیوں کے دوران ہر ماہ آٹھ ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا تھا اور عمومی ڈاک کے

''جہدحق'' کے لیے نامہ نگاری کے فرائض انجام دینے والوں میں ایچ آر سی پی کے شہید کیے جانے والے ساتھی صدیق عیدو، زرطیف آفریدی، راشد رحمٰن، نعیم صابر اور زمان محسود نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ ان ساتھیوں کو جنہوں نے تمام صوبوں اور قبائلی ایجنسیوں نیز گلگت بلتستان کے دشوار گزار علاقوں تک سے انسانی حقوق کے بارے میں معلومات برائے اشاعت ''جہد حق'' کو بھیجیں ان میں سے آج بھی درجنوں ساتھی ان علاقوں میں انسانی حقوق کے حصول کے لیے عملی طور پر کوشاں ہیں اور اپنے علاقوں میں انسانی حقوق کے حصول کی جدوجہد کے سلسلے میں نمایاں شناخت کے حامل بھی۔

''جہدحق'' اُن انسانوں کی آواز کی ترسیل میں پیش پیش رہا جن کی آواز میڈیا کا بیشتر حصہ نشر کرنے میں پس وپیش کرتا ہے۔ اور اکثر تو سننا تک گوارہ نہیں کرتا۔ ان میں بالعموم خواتین، بچے، محنت کش کسان اور مزدور نیز پاکستان کے مذہبی اقلیتی اور بالخصوص احمدی شامل ہیں جن کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں، ان کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ان پر ہونے والے مظالم کی نشاندہی ''جہدحق'' اور ایچ آر سی پی کی ''انسانی حقوق کی صورت حال' جو سالانہ شائع ہوتی ہے، کے علاوہ چند ہی اشاعتوں میں شامل کی جاتی ہے۔

پڑھے تھے۔ جب مختلف موضوعات پر شرکاء کے چھوٹے گروپ تشکیل دیئے جانے تھے تو ورکشاپوں میں رائج طریقہ کے مطابق 4,3,2,1 کے حوالے سے گروپ تشکیل پائے۔ شوہر صاحب کا گروپ بیگم صاحبہ کے گروپ سے مختلف بنا جس پر وہ برافروختہ ہو گئے اور ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ اور فوراً واپسی کا اعلان کیا۔ چونکہ ان کا تعلق خیبر ایجنسی سے تھا لہٰذا وہاں کے انچارج (شہید) زرطیف آفریدی نے مجھے ان سے مذاکرات کرنے کو کہا۔ بیگم بیچاری شرمندہ تھی اور زاروقطار رو رہی تھی۔ میں نے سردار زادے اور زرطیف کو ساتھ بٹھایا اور ان سے بات شروع کرنا چاہی۔ موصوف نے زرطیف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا؛ تم سے تو میں خیبر میں نپٹوں گا، ہتھیاروں کی زبان سے! زرطیف نہایت تجربہ کار قبائلی تھے۔ وہ خاموش رہے۔ میں نے موصوف سے ان کی شکایت پوچھی تو پتہ چلا کہ ان کے خیال میں یہ زرطیف کی سازش تھی کہ ان کو ان کی بیگم سے علیحدہ گروپ میں بٹھایا جائے! میں نے بمشکل ان کو یہ باور کرایا کہ گروپ بنانے کا یہ طریقہ ایسی تنظیموں کا ہے۔ یہ زرطیف کا تیار کردہ ہرگز نہیں ہے۔ اور اس میں کسی سازش کا دخل نہیں ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ ایک ''سیّد زادے'' کی گزارشات پر غور کریں۔ کچھ دیر بعد موصوف میرے پاس آئے کیونکہ میں نے ورکشاپ کی کارروائی روک دی تھی اور اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ سردار زادہ کو میری بات پر یقین آ گیا تھا اور انہوں نے مجھ سے معذرت کی اور اپنی واپسی کا ارادہ بھی ترک کر دیا۔ ورکشاپ کے اگلے دنوں میں انہوں نے اور اس مظلوم خاتون نے شرکت جاری رکھی اور رجسٹریشن کے کاغذ جوان حضرت نے پھاڑ ڈالے تھے ان کی جگہ پر دوسرے حاصل کر کے خود بھی بھرے اور بیگم سے بھی بھروائے۔

ایک اور واقعہ بلوچستان میں پیش آیا جب ورکشاپ کے آغاز کے کچھ ہی دیر بعد مجھے اطلاع دی گئی کہ کوئی زہری صاحب آپ کو طلب فرما رہے ہیں میں باہر آ گیا ایک نوجوان کی جانب اشارہ سے میرے ساتھی نے بتایا کہ یہ سردار صاحب کے بھائی ہیں۔ موصوف نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ کس کی اجازت سے یہ ورکشاپ ہمارے علاقے میں کر رہے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ ورکشاپ کرنے پر ملک کے کسی علاقے میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ ویسے ہم نے ڈپٹی کمشنر کو بھی

ذریعہ ممبران کو اعزازی طور پر ہی پہنچتا رہا۔ تمام چیپٹر آفس، ٹاسک فورس آفس، مختلف اضلاع کی عدالتوں، ہائی کورٹ اور بار روم لائبریریوں میں بھی ''جہدِ حق'' تقسیم کیا جاتا رہا۔ اس میں شائع ہونے والے مواد کو مختلف اداروں نے بھی استعمال کیا، محققین نے بھی اس میں شائع اعداد و شمار کو اپنے تحقیقی مقالوں میں شامل کیا۔ کئی نامور کالم نویس افراد بھی ''جہد حق'' میں شائع ہونے والے مواد سے استفادہ کرتے رہے۔

''جہد حق'' کے لیے نامہ نگاری کے فرائض انجام دینے والوں میں ایچ آر سی پی کے شہید کیے جانے والے ساتھی صدیق عیدو، زرطیف آفریدی، راشد رحمٰن، نعیم صابر اور زمان محسود نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ ان ساتھیوں کو جنہوں نے تمام صوبوں اور قبائلی ایجنسیوں نیز گلگت بلتستان کے دشوار گزار علاقوں تک سے انسانی حقوق کے بارے میں معلومات برائے اشاعت ''جہد حق'' کو بھیجیں ان میں سے آج بھی درجنوں ساتھی ان علاقوں میں انسانی حقوق کے حصول کے لیے عملی طور پر کوشاں ہیں اور اپنے علاقوں میں انسانی حقوق کے حصول کی جدو جہد کے سلسلے میں نمایاں شناخت کے حامل بھی۔

''جہد حق'' اُن انسانوں کی آواز کی ترسیل میں پیش پیش رہا جن کی آواز میڈیا کا بیشتر حصہ نشر کرنے میں پس و پیش کرتا ہے۔ اور اکثر تو سننا تک گوارہ نہیں کرتا۔ ان میں بالعموم خواتین، بچے، محنت کش کسان اور مزدور نیز پاکستان کے مذہبی اقلیتی اور بالخصوص احمدی شامل ہیں جن کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں، ان کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور ان پر ہونے والے مظالم کی نشاندہی ''جہد حق'' اور ایچ آر سی پی کی ''انسانی حقوق کی صورت حال'' جو سالانہ شائع ہوتی ہے، کے علاوہ چند ہی اشاعتوں میں شامل کی جاتی ہے۔

''جہد حق'' نے اپنی تقریباً 25 سالہ اشاعت کے دوران انسانی حقوق کی لاکھوں خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین کے ترجموں سے انسانی حقوق میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں کے شعور کی آبیاری ہوئی ہے۔

پچھلے دس سالوں کے دوران اس کی تدوین میں HRCP کے کارکن ساتھی ندیم عباس اور عدیل احمد نے جانفشانی سے فرائض انجام دیئے۔ جمال احمد اور سید محمد رضا نے ٹائپنگ اور ڈیزائنگ کا بیڑہ اٹھائے رکھا۔ جہدِ حق کے سرورقوں کے لیے احمر رحمٰن کی تخلیقی صلاحیتوں کا ذکر بھی لازم ہے۔ احمر ہی اس کی چھپائی اور ترسیل کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

اب جب کہ ''جہد حق'' میں شامل ہونے والا مواد کاغذ کے بجائے انٹرنیٹ پر ہی دستیاب ہوگا لہٰذا سوشل میڈیا استعمال کرنے والے ساتھیوں سے گزارش ہے کہ وہ اس مواد کی اپنے حلقوں میں تشہیر کیا کریں تا کہ انسانی حقوق کے ترجمان ''جہد حق'' کی آواز وسیع حلقوں تک پہنچنے کا سلسلہ جاری رہے۔

''جہد حق'' نے اپنی تقریباً **25** سالہ اشاعت کے دوران انسانی حقوق کی لاکھوں خلاف ورزیوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین کے ترجموں سے انسانی حقوق میں دلچسپی رکھنے والے شہریوں کے شعور کی آبیاری ہوئی ہے۔

مطلع کر دیا ہے۔ موصوف نے ارشاد فرمایا کہ یہ ورکشاپ ان کے علاقے میں فحاشی کو فروغ دینے کے لئے کی جارہی ہے۔ اور وہ اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ ورکشاپ میں دوسری جگہوں کی خواتین بھی شامل تھیں جس پر میں نے کہا کہ آپ ایک ذمہ دار فرد ہیں اور خواتین کے متعلق ایسی شرمناک بات کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ میں نے مزید کہا ورکشاپ تو جاری رہے گی اور اگر وہ تشفی کے لئے اس میں شریک رہنا چاہتے ہیں تو شوق سے رہیں، لنچ بھی کریں اور چائے بھی نوش فرمائیں۔ اس کے بعد موصوف چلے گئے۔

فحاشی والی الزام تراشی پشین کے ایک مدرسے کے سربراہ اور پیش امام صاحب نے بھی فرمائی تھی۔ انہوں نے نماز کے بعد یا پہلے اپنے خطاب میں یہ فرمایا تھا کہ ایک 'فاحشہ اور اس کا ساتھی' اگلے روز کوئٹہ سے پشین پہنچنے والے ہیں اور اس جگہ بدکاری پھیلانے والی میٹنگ کرنے والے ہیں۔ یہ اطلاع ہمیں کوئٹہ میں ملی تو میں نے اور طاہر محمد خان نے خاتون کو تو پشین جانے سے روک دیا البتہ ہم دونوں ورکشاپ کے لئے وہاں پہنچے اور مولانا صاحب اور مدرسے کے طلباء سے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا اور ان کو ورکشاپ کی جگہ پر تشریف لانے اور کھانے کی دعوت دی۔ مولانا اور وہ طلباء تشریف لائے جہاں ہم نے اُن کے الزام کے بارے میں استفسار کیا۔ طالب علموں کی موجودگی میں اُن سے پوچھا کہ آیا انہوں نے اپنے الزام کی تصدیق کی تھی۔ اگر کی تھی تو کیسے؟ اور کس سے؟ کہ دینی حکم یہی ہے۔ وہ لاجواب تھے بلکہ اُن کے کئی طالبعلم بھی ہمارے ہمنوا تھے۔ مولانا صاحب خفت اور شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔ معذرت کے بعد انہوں نے ہم دونوں کو رات کے کھانے کی دعوت بھی دی۔ اور ہم ورکشاپ کر کے واپس کوئٹہ پہنچ گئے۔

جہدِ حق کی ٹیم کو سلام

آئی۔اے۔رحمان

ماہنامہ جہدِ حق نے نہ صرف پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے مشن کو فروغ دیا ہے بلکہ اس نے پاکستان میں انسانی حقوق کی تحریک کے فروغ میں بھی انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس گراں قدر ماہنامے کے ساتھ وابستہ تمام افراد، چاہے وہ مرکزی دفتر میں کام کرتے تھے یا فیلڈ میں مکمل اعزاز کے مستحق ہیں۔

جہدِ حق دو مقاصد کے حصول کے لیے شروع کیا گیا تھا: (اول یہ کہ اردو قارئین کی ایک بڑی تعداد کو انسانی حقوق کی اقدار سے آگاہ کیا جائے تاکہ قصبوں اور دیہات میں رہنے والے لوگ اپنے حقوق کی اہمیت کو سمجھیں اور ان کے حصول کا مطالبہ کریں؛ اور دوم یہ کہ ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس کے ذریعے ان علاقوں میں انسانی حقوق کی صورتحال کے متعلق رپورٹس چھاپی جائیں جن پر ذرائع ابلاغ یا معلومات کی فراہمی کے سرکاری ذرائع مناسب توجہ نہیں دیتے تھے، ایسی رپورٹس جنہیں ملک بھر میں؛ خاص طور پر بڑے شہروں سے دور کے مقامات میں ایچ آر سی پی کے مقرر کردہ نامہ نگار ارسال کرتے تھے۔ اس منصوبے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایچ آر سی پی نے سینئر صحافی، ماضی میں پی پی آئی سے منسلک رہنے والی ممتاز شخصیت اور روزنامہ نیوز کے پہلے ایڈیٹر حسین نقی سے جہدِ حق اور نامہ نگاروں کے پروگرام کی قیادت کرنے کی درخواست کی۔ پاکستان میں انسانی حقوق کی جدوجہد سے وابستہ ہر آدمی اس پروگرام کی مثالی کامیابی کی گواہی دے گا۔

جہدِ حق میں چھپنے والی رپورٹس ملک بھر میں انسانی حقوق کی صورتحال کی معلومات کا بنیادی ذریعہ بن گئیں۔ خواتین کے خلاف تشدد، خاص طور پر 'غیرت' کے نام پر قتل، جرگوں کے فیصلے، جھگڑے ختم کرنے کے لیے نوعمر بچیوں کی بے جوڑ شادی، جبری مزدوری، خودکشیوں، ماورائے قانون قتل، زیرِ حراست ہلاکت، اور سزائے موت جیسے کئی معاملات پر شائع ہونے والی رپورٹس کی بنیاد پر مرتب کردہ کوائف کو نہ صرف ایچ آر سی پی نے اپنی آگاہی مہمیں چلانے کے لیے استعمال کیا، بلکہ انہیں اکثر اوقات اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ بھی شائع کرتے تھے۔ اور یوں ان معلومات کی حتیٰ الامکان تشہیر ہو جاتی تھی۔

جہاں تک عوام کو انسانی حقوق کی اقدار سے آگاہ کرنے کا تعلق ہے تو جہدِ حق نے اس مقصد کے لیے انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے، 1966 کے انسانی حقوق کے میثاق اور اقوامِ متحدہ کے خاص طور پر خواتین، بچوں، اقلیتی برادریوں، مزدوروں، جمہوری نظم و نسق اور قانون کی حکمرانی سے متعلق معاہدات کے تراجم کیے اور انہیں بار بار شائع کیا۔ اس کے علاوہ، ان دستاویزات اور ملکی و غیر ملکی سطح پر انسانی حقوق سے متعلق واقعات اور مباحث پر تبصرے بھی شائع کیے۔

جہدِ حق کے لیے رپورٹنگ کرنے والوں نے نہ صرف ایچ آر سی پی بلکہ عوام کی آنکھیں اور کان بننے کا درجہ حاصل کیا۔ اور ان کے کام کی استعداد بھی بڑھی۔ انہوں نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو اجاگر کرنے کے حوالے سے اقوامِ متحدہ کی شرائط وضوابط والے فارم کی پاسداری کرنا سیکھی تاکہ قابلِ توجہ واقعات پر تمام ضروری معلومات فوری طور پر دستیاب ہو جائیں۔ یہ سرکاری/ ذرائع ابلاغ/ نجی شکایات کے طریقہ کار کے بالکل برعکس تھا جن میں انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں کے متعلق بھی معلومات نامکمل ہوتی ہیں۔ جہدِ حق کے نامہ نگاروں کی جبری گمشدگیوں پر رپورٹس انتہائی مفید تھیں؛ یہ جبری گمشدگیوں جو کہ گزشتہ کئی برسوں سے کمیشن کی توجہ کا مرکز ہیں، کے خاتمے کے لیے ایچ آر سی پی کی تحریک میں معاون ثابت ہوئیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ جہدِ حق کے نامہ نگاران کور گروپس میں مرکزی حیثیت اختیار کر گئے جو ایچ آر سی پی نے 100 سے زائد اضلاع میں قائم کیے۔ انہوں نے ایچ آر سی پی کی پہنچ کا دائرہ کار ضلعی سطح تک، اور بعض حالات میں تحصیل / سب ڈویژن تک وسیع کیا۔ کور گروپ نے انسانی حقوق کا پیغام پھیلانے کے لیے خصوصی مواقع جیسے کہ خواتین کا عالمی دن، بچوں کی صحت کا دن، ایذا رسانی کے خلاف دن، جبری گمشدگیوں کے متاثرین سے اظہارِ یکجہتی کا دن اور انسانی حقوق کا عالمی دن، کو بھی استعمال کیا۔ انسانی حقوق کے ان عظیم الشان کارکنوں کو کام کے دوران اکثر اوقات شدید خطرات کا سامنا رہا، اور ان میں سے کئی ایک نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا جن میں بلوچستان سے نعیم صابر اور صدیق عیدو، خیبر ایجنسی سے زرطیف آفریدی، اور جنوبی وزیرستان ایجنسی سے زمان محسود شامل ہیں۔ وہ بھی کمیشن کی ملتان ٹاسک فورس کے سربراہ راشد رحمان اور ایچ آر سی پی کے کونسل ممبر اور خیبر پختونخوا چیپٹر کے سابق وائس چیئر پرسن ملک جرار حسین کو ملنے والی شان وشوکت میں حصہ دار بن گئے۔

جہدِ حق، اس کے نامہ نگاروں اور کور گروپ کے اراکین نے جمہوریت کے لیے جو خدمات پیش کیں انہیں بھلایا نہیں جا سکتا۔ انہوں نے آزادانہ اور شفاف انتخابات کے فروغ کے حوالے سے ایچ آر سی پی کی کاوش میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے ایچ آر سی پی کے انتخابات کی نگرانی کے معنی کو وسعت دینے کے منصوبوں کی تکمیل کی اور انتخابات کے دن نہ صرف اس بات کا جائزہ لیا کہ ووٹ کیسے ڈالے گئے بلکہ پورے انتخابی عمل کی بھی نگرانی کی، اور ووٹروں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ امیدواروں پر زور دیں کہ وہ اپنے منشور، عوامی فلاح کے منصوبوں، اور خواتین، بچوں، اقلیتوں، مزدوروں اور حقوق سے محرومی کے متاثرین سے متعلق رویوں سے آگاہ کریں۔

سب سے بڑھ کر، جہدِ حق اور اس کے نامہ نگاروں نے ایچ آر سی پی کے پاکستان میں جمہوری ثقافت، صنفی مساوات، اور مذہب، سکونت اور سماجی حیثیت سے قطع نظر شہریوں کے مساوی حقوق کے مشن کو آگے بڑھایا ہے۔ انہوں نے لوگوں کے انصاف اور مساوات کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کی امید کو زندہ رکھا ہے۔ ایچ آر سی پی اور پاکستان کے عوام کو ان پر فخر ہے۔ وہ قدر افزائی کے مستحق ہیں۔

ایک ایسے وقت میں جب جہدِ حق اپنی زندگی کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو اس مشن میں شامل رہے ہیں، اپنے تجربے اور ان مواقع کو استعمال کرتے ہوئے، جو اُن اقدار کے تحفظ کی جدوجہد کے دوران انہیں میسر آسکتے ہیں ایک ایسے نظام کے قیام کے لئے استعمال کرتے رہیں گے جو زندگی کو بامقصد اور مسرت بخش بنا سکتا ہے۔

جبری گمشدگی کی اذیت

آئی۔اے۔رحمان

جبری گمشدگیوں کے متاثرین کے معاملے پر اطمینان بخش پیشرفت نہیں ہوسکی جس سے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ ان کی حالت کا ازسرنو جائزہ لیا جائے۔ جبری گمشدگیوں سے متعلق بنائے گئے انکوائری کمیشن کے سامنے زیرالتواء مقدمات پر شائع ہونے والی ماہانہ رپورٹس پر جتنی مرتبہ بھی نظر پڑتی ہے یہ تاثر اور گہرا ہوجاتا ہے کہ لوگوں کی تکلیف دور کرنے کیلئے کچھ بھی نہیں کیا جارہا۔

دسمبر 2016 سے فروری 2017 تک کی رپورٹس کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس کمیشن کو پہلے بنائے کمیشن سے 148 کیس ورثے میں ملے تھے۔ مارچ 2011 سے جب نئے کمیشن نے کام شروع کیا اب تک 3718 شکایات موصول ہوئی ہیں۔ یوں مجموعی طور پر یہ شکایات بڑھ کر 3856 تک پہنچ گئیں۔ کمیشن کا دعویٰ ہے کہ اس نے کل 1953 افراد کا سراغ لگایا ہے۔ 354 مقدمات کو اس لئے فہرست سے ہٹا دیا گیا ہے کیونکہ گمشدہ افراد سے متعلق معلومات پوری نہیں تھیں اور 309 مزید مقدمات کو دیگر وجوہات کی بناء پر ختم کردیا گیا۔

یوں فروری 2017 کے آخر تک اس کمیشن کے پاس گمشدہ افراد کے 1240 مقدمات تھے۔ دسمبر 2016 کے آخر میں ان مقدمات کی تعداد 1219 تھی۔ جنوری 2017 کے ختم ہونے تک یہ تعداد 1223 ہوچکی تھی۔ فروری کے آخر تک یہ تعداد 1240 تک جا پہنچی۔

زیرالتوا مقدمات میں ماہانہ اضافہ بہت کم ہے۔ یعنی جنوری میں چار اور گزشتہ ماہ ایسے سترہ مزید مقدمات آئے لیکن جو حقیقت پریشان کن ہے وہ یہ ہے کہ مقدمات کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ تین ماہ کے دوران جبری گمشدگیوں کے کئی نئے مقدمات سامنے آئے ہیں۔ اور یہ تعداد 57 افراد فی مہینہ تھی جس سے ہر اس اتھارٹی کو فکرمند ہونا چاہیے جس کا ضمیر پوری طرح سے مردہ نہیں ہوا ہے۔

یہ بدقسمت لوگ آتے کہاں سے ہیں؟ فروری کے آخر میں حالت یہ تھی کہ گمشدہ افراد کی سب سے زیادہ تعداد 1240 میں سے 684 کا تعلق خیبرپختونخواہ سے تھا، اس کے بعد پنجاب (245) پھر بلوچستان (103)، سندھ (102)، اسلام آباد (44)، فاٹا (43)، آزاد کشمیر (13) اور گلگت بلتستان (6) کا نمبر آتا ہے۔ لیکن ان مقدمات کو نمٹائے جانے کے معاملے میں یہ علاقے کہاں کھڑے ہیں؟ اب تک جن لاپتہ افراد کا سراغ لگایا گیا ہے ان میں سب سے زیادہ سندھ (1025 لاپتہ افراد میں سے 714) پھر خیبرپختونخواہ (1461 میں سے 626)، پنجاب (799 میں سے 389)، بلوچستان (281 میں سے 102)، فاٹا (113 میں سے 51)، اسلام آباد (131 میں سے 49) اور آزاد کشمیر (40 میں سے 13) کے لوگ شامل ہیں۔ گلگت بلتستان کے چھ لاپتہ افراد میں سے کسی کا سراغ نہیں مل سکا۔

ان اعداد وشمار کے پیچھے انسانی کرب کی ناقابل یقین کہانیاں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر فروری 2017 میں جن 35 مقدمات کو ختم کیا گیا ان میں سب سے زیادہ تعداد 13 کا تعلق پنجاب سے تھا۔ یہ کہا گیا کہ ان میں سے 11 اپنے گھر لوٹ چکے ہیں۔ ان میں پانچ لاپتہ بلاگرز میں سے تین بلاگر بھی شامل تھے (چوتھے بلاگر کا تعلق اسلام آباد سے تھا اور پانچویں بلاگر ابھی تک 'لاپتہ' ہے) جنہیں جنوری 2017 میں اٹھایا گیا تھا۔ یہ تمام گمشدگیاں تازہ ترین واقعات ہیں۔ باقی لوگوں میں سے سات 2017 میں لاپتہ ہوئے تھے اور ایک 2015 میں۔ جو دو لوگ واپس نہیں آئے ان میں شہناز بی بی بھی شامل ہے جو جھنگ کے گاؤں سے لاپتہ ہوئی اور جسے 2013 سے لاپتہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مقدمہ جبری گمشدگی کے زمرے میں نہیں ڈالا گیا تھا اور اسلام آباد کا محمد عقیل بھی شامل تھا (جسے غلطی سے پنجاب کے مقدمات میں شامل کرلیا گیا) وہ 2006 سے لاپتہ ہے۔ ان دونوں مقدمات کو ''دیگر وجوہات'' کی بناء پر ختم کردیا گیا۔

> ان اعداد وشمار کے پیچھے انسانی کرب کی ناقابل یقین کہانیاں موجود ہیں۔

اس رپورٹ میں ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ جو لوگ 2017 میں واپس آگئے ہیں وہ گمشدگی کے بعد کہاں رہے۔ اگر انہیں سرکاری حراست سے آزاد کرایا گیا ہے خواہ یہ حراست قانونی تھی یا غیرقانونی تو کیا ان کی حراست کی تصدیق کی گئی؟ کیا ان لوگوں کو حراست میں لینے والوں کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا یا اس کی سفارش کی گئی؟

کراچی کے علاقے اورنگی ٹاؤن سے تعلق رکھنے والے طلحہ پرویز عالم کا مقدمہ اس وجہ سے ختم کردیا گیا کیونکہ اس کا پتا نامکمل تھا۔ کیا اس کے خاندان کو تلاش کرنا ناممکن تھا؟ اس فہرست میں ایک اور اندراج محمد کلیم کا ہے۔ جو پاک کالونی کراچی کا رہائشی تھا۔ وہ گھر واپس آگیا۔ کیا اس کا پتہ مکمل تھا؟

پانچ لوگوں کو حراستی مراکز سے بازیاب کرایا گیا، ان میں سے تین کوہاٹ، ایک فضہ گھاٹ اور پانچواں پارہ چنار میں قائم تھا۔ یہ لوگ 2012، 2014 اور 2015 میں لاپتہ ہوئے تھے۔ ان لوگوں کو حراستی مراکز میں کب بھیجا گیا؟ کن بنیادوں پر بھیجا گیا؟ کیا ان کا ٹرائل شروع ہوا؟ ان کی حراست کن معاملات کی وجہ سے ہوئی؟ کمیشن کی رپورٹ ان اہم نکات پر خاموش ہے۔

فروری میں جو 35 مقدمات ختم کئے گئے ان میں سے ایک کراچی کے سمیع اللہ کا بھی تھا جو 2012 میں لاپتہ ہوگیا تھا، اس کی لاش مل گئی۔ لیکن کہاں سے؟ کیا اس پر تشدد کیا گیا تھا؟ کیا اس کے خاندان نے کسی پر انگلی اٹھائی؟ کیا لاشیں برآمد ہونے کے بعد کمیشن کوئی تحقیقات کرتا ہے؟ یا پھر جب کسی شخص کی لاش مل جاتی ہے تو کیس بند ہوجاتا ہے؟

دسمبر 2016ء میں 105 مقدمات حل کئے گئے۔ ان میں سے چار افراد کی لاشیں ملیں، ایک جیل سے ملا، پانچ کے متعلق کہا گیا کہ وہ عدالتی تحویل میں تھے اور دس مقدمات اس لئے ختم ہوگئے کیونکہ ان کا پتا نامکمل تھا۔ یہ بات عجیب ہے کیونکہ ان میں سے آٹھ کے فون نمبر رپورٹ میں لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے جو سوال پہلے اٹھائے ہیں وہ ان مقدمات پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔

بدقسمتی سے انکوائری کمیشن کے اختیارات اور وسائل اتنے کم ہیں کہ آپ اس پر غصہ بھی نہیں کرسکتے۔ اقوام متحدہ کی ایجنسیوں اور فورمز نے حکومت سے کہا بھی ہے کہ اس کے اختیارات بڑھائے جائیں اور اسے مزید وسائل مہیا کئے جائیں لیکن حکومت نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ایک ایسی اعلیٰ سطحی کانفرنس منعقد کی جائے جس سے لاپتہ افراد کی تلاش کو واقعی موثر بنایا جاسکے۔ موجودہ کمیشن کو وزارت داخلہ نے 2010 میں سابق ججوں کے کمیشن کی سفارش پر بنایا تھا۔ اس کمیشن کو سپریم کورٹ کے ایکشن پر بنایا گیا تھا۔ شاید اب یہ وقت ہے کہ عدالت عظمیٰ جبری طور پر گمشدہ ہونے والے افراد کی تکلیفوں کا نوٹس لے۔ انسانی حقوق کے کارکن ایک نوجوان کارکن زینت شہزادی کی گمشدگی پر بھی بہت پریشان ہیں جو جولائی 2015ء کو لاہور میں اپنے گھر کے قریب سے غائب ہوگئی تھی۔ حکومت آخر کتنی دیر تک یہ تہمت برداشت کرے گی کہ وہ اسے بازیاب کروانے میں ناکام ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

سرخ کتاب سے قائداعظم کی جعلی ڈائری تک

ندیم ایف پراچہ

انقلابی رہنما ماؤزے تنگ کے اقوال پر مشتمل کتاب پورے چین میں مقبول ترین کتاب بن گئی تھی۔ 1964 میں پہلی بار شائع ہونے والی کتاب ریڈ بک (سرخ کتاب) کے نام سے مقبول ہوگئی تھی اور 1960 کی دہائی کے اواخر تک اس کی کتاب کی لاکھوں کاپیاں فروخت اور تقسیم کی گئی تھیں۔

ملک کے سینئر ترین کمیونسٹ رہنما ماؤزے تنگ کے شروع کردہ ہنگامہ خیز 'ثقافتی انقلاب' کے دوران اس کتاب نے مرکزی ستون کی حیثیت حاصل کر لی تھی، یہ انقلاب، ماؤ زے تنگ کی وفات کے ساتھ ہی اختتام پذیر ہوا مگر تب تک یہ کتاب 117 ملکوں میں 20 سے زائد زبانوں میں ترجمہ کی جا چکی تھی۔ ہنگاموں میں سینکڑوں چینی باشندوں کی موت واقع ہوئی تھی۔ کٹر کمیونسٹ نوجوانوں کی جانب سے 'سرمایہ دارانہ بورژوائی' سمجھے جانے والوں اور 'انقلاب مخالفین' کے خلاف 'انقلابی پرتشدد' کارروائیوں کو ریڈ بک میں چمکتے ماؤ کے کئی دانشمندی کے موتیوں کی روشنی میں درست قرار دیا گیا۔

دنیا میں موجود 'ماؤسٹ' افراد کے لیے، یہ کتاب ایک سیاسی پروپیگنڈا بن گئی تھی حتیٰ کہ اس کتاب نے دیگر رہنماؤں کو بھی اپنی کتابیں منظر عام لانے کے لیے متاثر کیا حالانکہ ان کا کمیونزم سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں تھا۔

ایسے رہنماؤں میں سے ایک پاکستان کے ایوب خان بھی تھے، جو 1958 میں فوجی بغاوت کے ذریعے اقتدار میں آئے تھے۔ انہوں نے تیزی سے ہوتی صنعت کاری، اقتصادی ترقی اور ظاہری سیکولر سیاسی اور 'مسلم جدیدیت پسند' کی بنیاد پر سماجی ماحول کے ساتھ ایک مضبوط حکومت قائم کی تھی۔ ان کی حکومت نے اپنے پہلے 6 برسوں کے دوران زبردست حد تک مقبولیت حاصل کی، حالانکہ اکثر اوقات دائیں جانب سے مذہبی گروپس نے ان کی حکومت کو غیر مذہبی ہونے پر مذمت کی اور بائیں جانب سے سوشلسٹوں نے حکومت میں ایوب کے آمرانہ مزاج اور شدید سرمایہ دارانہ روش پر مذمت کی۔

1967 تک، حکومت مشکلات کا شکار ہوگئی تھی۔ ہندوستان کے خلاف 1965 کی جنگ کے بعد اقتصادی زوال شروع ہونے کے ساتھ ہی سیاسی تناؤ سڑکوں پر بھی نظر آنے لگا تھا۔ اس دور میں ماؤ کی سرخ کتاب کی طاقت جس طرح پورے چین میں استعمال ہو رہی تھی، اس سے متاثر ہو کر وزارت اطلاعات نے ایوب کی کئی تقاریر سے اقتباسات چن کر کتاب کی صورت دینے کا فیصلہ کیا۔ اسے گرین بک یا سبز کتاب کا نام دیا گیا۔ 2 اپریل، 1967 کو ڈان اخبار میں کتاب کی رونمائی کے حوالے سے خبر شائع ہوئی تھی۔ کتاب کو اسکولوں اور کالجوں میں تقسیم ہونا تھا۔

ایوب خان نے پرتشدد احتجاجی مہم کے نتیجے میں مجبور ہو کر دو سال بعد استعفیٰ دے دیا۔ کتاب بھی غائب ہوگئی اور پھر کبھی ظاہر نہ ہوئی۔ تاہم 1992 میں، میں ایک فراموش کردہ، کنارہ کشی اختیار کرنے والے دانشور مرحوم ڈاکٹر مکری کی لائبریری میں کتاب کی پرانی کاپی حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

کتاب ادھار ملنے سے انکار پر میں نے جلدی جلدی کتاب کا اوپر اوپر سے جائزہ لینا شروع کیا۔ ماؤ کی کتاب کا سرورق سرخ رنگ کا تھا جس پر زرد رنگ سے 'چیئرمین ماؤ کے اقوال' لکھا ہوتا تھا۔ ایوب کی کتاب کا کور ہلکے سبز رنگ کا تھا جس پر 'صدر جمہوریہ پاکستان: ایوب خان کے اقوال' لکھا ہوا تھا۔ سرخ کتاب کی ہی طرح، سبز کتاب بھی جیبی سائز کی تھی۔ کتاب میں جدیدیت، اقتصادی ترقی، فنون اور اسلامی جدیدیت پسندی کے موضوعات پر ایوب خان کے اقوال شامل تھے۔

1975 میں، پاکستان میں ایک دوسری اقوال پر مشتمل کتاب نمودار ہوئی، اس بار یہ کتاب ذوالفقار علی بھٹو حکومت (**1971-77**) کی جانب سے شائع کی گئی تھی۔ جس کا عنوان، چیئرمین بھٹو کے اقوال رکھا گیا تھا، اس کتاب کو جولائی **1977** میں مرتب کیا گیا اور ایک سال بعد اسے تقسیم کیا گیا۔ یہ کتاب بھی جولائی **1977** میں بھٹو کے زوال کے بعد غائب ہوگئی، اس کتاب کی ایک کاپی میری لائبریری میں موجود ہے۔ میں نے یہ کتاب **1988** میں سندھ کے ٹھیاری ضلع میں واقع صوفی بزرگ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی مزار کے باہر موجود ایک بک اسٹال سے خریدی تھی۔

کتاب کے سرورق پر بھٹو کی پارٹی کے تین رنگوں والا جھنڈا اور ان کی واٹر کلر پینٹنگ موجود تھی۔ کتاب میں شامل اقوال 1965 سے 1973 کے عرصے کے دوران کی گئی تقاریر سے چنے گئے تھے۔ زیادہ تر اقوال سوشلزم/'اسلامی سوشلزم'، مغربی سامراجیت/استعماریت، پاکستان کی سیکورٹی اور 'خطے میں ہندوستان کے خطروں سے بھرے منصوبوں' کے بارے میں تھے۔ جنرل ضیا، جس نے بھٹو کی حکومت گرا دی تھی، نے فوری طور پر کتاب کی سرکولیشن ختم کر دی۔

1969 میں لیبیا کا اقتدار سنبھالنے والے معمر قذافی نے بھی 1975 میں 'سبز کتاب' شائع کی تھی۔ اس میں ان کے اقوال نہیں تھے کیونکہ انہوں نے خود ہی یہ لکھی تھی۔ جس طرح (1976 تک) چین میں سرخ کتاب پڑھنا لازمی ہوگیا تھا، اسی طرح قذافی کی کتاب بھی لیبیا میں لازمی پڑھی جانے والی کتاب ہوگئی تھی۔ بلکہ 2011 میں ان کی حکومت کے زوال تک ایسا ہی رہا۔ میرے پاس اس کتاب کی بھی ایک کاپی ہے۔ اور، بلاشبہ، جس طرح محمد بازی اس کتاب پر نیویارک ٹائمز میں 2011 میں دیر کے ساتھ ہی تبصرے میں درست لکھتے ہیں کہ یہ کتاب، 'یوٹوپیائی سوشلزم، عرب قوم پرستی اور تیسری دنیا کے انقلابی نظریے کا ایک ملغوبہ ہے جو ان دنوں میں کافی مقبول تھا جب یہ کتاب لکھی گئی تھی۔' قذافی کے زوال کے بعد اس کتاب کی کئی کاپیاں نذر آتش کی گئی تھیں۔

پاکستان کے رجعت پسند فوجی آمر جنرل ضیا (1977-89) نے بھی کتاب شائع کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ جس میں ان کا 'اسلامی وژن' پیش کیا گیا ہو۔ خالد احمد اپنی 2011 میں شائع ہونے والی کتاب "Pakistan: Behind the Ideological Mask" میں لکھتے ہیں کہ آمر حکومت کی وزارت اطلاعات نے اس سے بھی بہتر خیال پیش کیا۔ وزارت نے ضیا کے 'اسلامی ریاست' کے خیال کو زبان دینے کے لیے بانی پاکستان، محمد علی جناح (وفات 1948) کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ 1983 میں ضیا نے اعلان کیا کہ بانی پاکستان کی ایک کھوئی ڈائری مل چکی ہے۔ ضیا نے واضح کیا کہ ڈائری میں جناح نے 'ریاست کا سربراہ طاقتور' ہونے اور پارلیمانی جمہوریت کے خطروں کے بارے میں باتیں کی ہیں۔ پھر ضیا بڑی ہی آسانی سے اس نتیجے پر پہنچے کہ جناح کے خیالات 'ایک اسلامی نظام حکومت کے قیام کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

انہوں نے اس حوالے سے ایک تقریب بھی منعقد کروائی جسے اردو پریس اور سرکاری میڈیا نے زبردست کوریج دی، یہاں تک کہ مبینہ ڈائری میں سے ایک ورق کو بھی شائع کیا گیا۔ یہ سب ایک گمراہ کن فراڈ تھا۔ جناح کے دو قریبی ساتھیوں، ممتاز دولتانہ اور کے ایچ خورشید، نے ضیا کے دعووں کو یہ کہہ کر بکواس قرار دیا کہ ایسی کسی ڈائری کا کبھی وجود ہی نہیں رہا ہے۔ قائداعظم اکیڈمی کے سینئر دانشوروں کے ایک گروپ نے بھی اکیڈمی کے آرکائیوز (جہاں سے ضیا نے ڈائری برآمد ہونے کا دعویٰ کیا تھا) میں ایسی کسی ڈائری موجود ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ حکومت نے فوری طور پر مگر خاموشی کے ساتھ اس 'ناقابل یقین دریافت' کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی۔ (بشکریہ ڈان)

بچے

لڑکے کو ذبح کر دیا

پشاور 19 اپریل کو تھانہ بڈھ بیر کے علاقے شیخ محمدی میں نامعلوم قاتلوں نے جوانسال لڑکے کو فائرنگ کے بعد ذبح کر دیا۔ ملزم واردات کے بعد فرار ہو گئے، پولیس نے مقدمہ درج کر لیا تھا۔ واقف خان ولد شوکت علی سکنہ شیخ محمدی محلّہ حاجی خیل نے رپورٹ درج کرتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ اس کا بھائی عنایت خان کسی کام کی غرض باہر گیا ہوا تھا کہ جو رات گئے تک واپس نہیں آیا۔ تاہم 19 اپریل کو ایک مکان کے قریب سے اس کی نعش برآمد ہوئی جسے نامعلوم افراد نے فائرنگ کے بعد ذبح کیا ہوا تھا۔ مدعی کے مطابق ان کی کسی کے ساتھ کوئی دشمنی یا عداوت نہیں ہے، پولیس نے نعش کی پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی جبکہ مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی ہے۔ (روزنامہ آج)

تھرپارکر میں مزید 8 بچوں کی ہلاکت

تھرپارکر تھرپارکر میں 27 اپریل سے 30 اپریل کے دوران مزید 8 بچے ہلاک ہو گئے، جس کے بعد رواں سال اس علاقے میں ہلاک ہونے والے بچوں کی تعداد 124 ہو گئی۔ ضلع تھرپارکر کے علاقے مٹھی میں قائم سول ہسپتال میں 3 سالہ بھارت کمار اور نوزائیدہ محمد اسلم اور شنکر دم توڑ گئے جبکہ دو نومولود اور دو نوزائیدہ بچے نگرپارکر کی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں ہلاک ہوئے۔ خیال رہے کہ بھارت کمار ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ گیا جب سرکاری ایمبولنس راستے میں ہی خراب ہو گئی، بچے کو مٹھی کے سول ہسپتال سے حیدرآباد منتقل کیا جا رہا تھا۔ اس سے قبل منہال بلیپوتو نامی بچہ حیدرآباد جاتے ہوئے راستے میں ایمبولنس کی خرابی کے باعث دم توڑ گیا تھا۔ یاد رہے کہ 2016 میں ضلع تھرپارکر میں 479 بچے ہلاک ہوئے تھے جن میں سے 404 صرف ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر مٹھی میں ہلاک ہوئے۔ تھرپارکر کے ہسپتالوں میں کام کرنے والے محکمہ صحت کے حکام کا کہنا تھا کہ سپریم کورٹ کی جانب سے علاقے میں بچوں کی ہلاکت کا نوٹس لیے جانے کے بعد صوبائی حکام نے انھیں میڈیا سے کسی بھی قسم کی معلومات شیئر کرنے سے روک دیا ہے۔ اس سے قبل تھر کے ضلعی ہیلتھ افسر (ڈی ایچ او) محمد اخلاق خان کا کہنا تھا کہ انھیں بچوں کی اموات کے حوالے سے معلومات فراہم کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اعلیٰ حکام نے اس قسم کے تمام کیس صرف انھیں رپورٹ کرنے کو کہا ہے۔ خیال رہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار نے میڈیا میں شائع ہونے والی ان رپورٹس کا نوٹس لیا تھا جس میں بتایا گیا تھا کہ رواں سال ضلع مٹھی کے مختلف صحت کے مراکز میں 11000 بچوں کو لایا گیا تھا اور شدید غذائی قلت اور مختلف بیماریوں کی وجہ سے کم سے کم 5 بچے سول ہسپتال میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ دوسری جانب ہلاک ہونے والے بچوں کے والدین نے صحت کے سرکاری مراکز میں سہولیات نہ ہونے کی شکایت کی، جس میں ڈاکٹروں، پیرامیڈیکل اسٹاف اور نرسنگ اسٹاف کی عدم موجودگی شامل ہے۔ محکمہ صحت کے حکام نے ڈان کو بتایا تھا کہ انھوں نے صحرائی علاقے سے 160 بچوں کو دیگر علاقوں کے صحت کے مراکز کے لیے منتقل کیا تھا لیکن وہ یہ تصدیق نہیں کر سکتے کہ آیا وہ بچے زندہ ہیں یا جاں بحق ہو گئے۔ (بشکریہ ڈان)

اقلیتیں

ٹرانسفارمر کی خرابی، ایسٹر کی تیاریاں متاثر

حیدرآباد خراب ٹرانسفارمر کی تبدیلی و مرمت میں غیر ضروری تاخیر کے باعث کرسچین کالونی لطیف آباد کی بجلی چوبیس گھنٹے گزرنے جانے کے باوجود بھی بحال نہ ہو سکی جس کے باعث علاقے کے مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا رہا۔ مسیحی برادری کے مذہبی تہوار ایسٹر کی تیاریاں اور تقریبات متاثر ہوئیں۔ کرسچن کالونی کے رہائشی اور ایچ آر سی پی کے ممبر بوٹا امتیاز مسیح و دیگر کا کہنا تھا کہ کرسچیئن کالونی میں 14 اپریل کو شام آٹھ بجے بجلی کا ٹرانسفارمر خراب ہوا تھا، حیسکو عملہ نے اسی رات گیارہ بجے اتارا اور مرمت کے لئے گئے مگر 15 اپریل بروز ہفتہ کو رات تک خراب ٹرانسفارمر کی مرمت یا اسے تبدیل کر کے دوبارہ نصب نہیں کیا گیا جس کے باعث پوری کالونی تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالونی میں سینکڑوں گھر ہیں۔ جن میں لوگ اپنے مذہبی تہوار ایسٹر کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہفتے کی شب ایسٹر کی بڑی تقریب تھی مگر بجلی نہ ہونے سے تقریبات متاثر اور علاقہ مکینوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ حیسکو عملہ اور افسران سے مسلسل رابطوں کے باوجود کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

(نامہ نگار)

عقیدے کی بنیاد پر دو احمدی قتل

ربوہ رکن جماعت احمدیہ ملک سلیم لطیف ایڈووکیٹ ولد ملک محمد شفیع سکنہ ننکانہ صاحب کو 30 مارچ 2017ء کو صبح نو بجے گھر سے عدالت جاتے ہوئے راستہ میں گھات لگائے ایک مذہبی انتہا پسند نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مرحوم 50 سال سے وکالت کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ وقوعہ کے روز اپنے وکیل بیٹے ملک فرحان کے ہمراہ موٹر سائیکل پر عدالت جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک موڑ پر موٹر سائیکل آہستہ ہونے پر وہاں موجود مسلح شخص نے فائرنگ کر دی۔ مرحوم کو یکے بعد دیگرے دو فائر لگے جس سے مرحوم موٹر سائیکل سے نیچے گر گئے اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے موقع پر ہی وفات پا گئے۔ مذکورہ حملہ آور مرحوم کے بیٹے پر بھی حملہ آور ہوا فائرنگ بھی کی تاہم وہ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ وقوعہ کا مقدمہ زیر نمبر 96 تھانہ سٹی ننکانہ میں درج ہو چکا ہے۔ مرحوم کی عمر ستر سال سے زائد تھی۔ عرصہ دراز سے وکالت کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ مندرجہ بالا سانحہ کے چند روز بعد 7 اپریل کو سبزہ زار لاہور کے ایک معروف احمدی پروفیسر (ر) اشفاق احمد کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق مرحوم کی عمر 68 سال تھی۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ پی ایچ ڈی کے بعد بحیثیت پروفیسر یونیورسٹی سے ریٹائرڈ تھے۔ علاقہ میں نمایاں اور اچھی شہرت کے حامل تھے۔ کسی سے کوئی تنازعہ نہ تھا۔ وقوعہ کے روز مرحوم بذریعہ کار گھر سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے تعاقب کرتے ہوئے ایک موٹر سائیکل سوار نے گاڑی آہستہ ہونے پر قریب آ کر فائرنگ کر دی جس سے ان کی موقع پر ہی وفات ہو گئی۔ وقوعہ کے بعد حملہ آور فرار ہو گیا۔ واقعہ کا مقدمہ تھانہ سبزہ زار لاہور میں درج ہوا ہے اور تاحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ نیشنل ایکشن پلان کے اعلان سے ملک بھر میں یہ توقع اور امید پیدا ہوگئی تھی کہ ان مذہبی انتہا پسندوں، کالعدم تنظیموں اور دہشت گردوں کی طرف سے افراد جماعت احمدیہ کے خلاف اس نوعیت کی متعصّبانہ کارروائیوں، واجب القتل کے فتوں، بائیکاٹ اور دیگر اشتعال انگیز سرگرمیوں کو روکنے کے لئے قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی مگر بدقسمتی سے ان عناصر کے خلاف بظاہر کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی جا رہی اور یہ عناصر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ 1984ء میں اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے اجراء کے بعد سے 262 احمدی انتہا پسند عناصر کے ہاتھوں زندگی کی بازی ہار چکے ہیں۔ صرف پنجاب میں اس نوعیت کا یہ 180 واں واقعہ ہے جبکہ دیگر سینکڑوں احمدی قاتلانہ حملوں کا شکار ہو چکے ہیں اور اس علاقہ کے بیشتر افراد جماعت کو مختلف شعبہ ہائے زندگی میں امتیازی سلوک اور مخالفانہ سرگرمیوں کا سامنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پاکستان بلاتفریق مذہب و ملت ہر پاکستانی کو برابری کی بنیاد پر بحیثیت پاکستانی شہری تحفظ فراہم کرے اور ایسے عناصر جو مذہب کے نام پر نفرت کا کاروبار چلا رہے ہیں ان کے خلاف بلا امتیاز قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے۔ (سلیم الدین)

اپنی گڑیا کے ساتھ کوئی یہ سلوک کرتا ہے؟

جویریہ حنا

میں شاید ایک دن کی تھی جب میرے امی ابو نے مجھے باہر جھاڑیوں میں پھینک دیا، رات کا وقت تھا، مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا اور سردی بھی، مجھے کوئی خوراک بھی نہیں دی گئی تھی۔

میں کچھ بول بھی نہیں سکتی تھی، مجھے بہت رونا آ رہا تھا، پھر اچانک مجھے ایک آہٹ سنائی دی، وہ جو کوئی بھی تھا میرے امی ابو جیسا نہیں تھا، شاید کوئی جانور تھا بلکہ وہ تو ایک آوارہ کتا تھا، مجھے اس سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

اس کتے نے مجھے دبوچ لیا، اور مجھے نوچنا شروع کر دیا، مجھے بہت درد ہوا اور میں نے رونا شروع کر دیا۔

آوازیں سن کے وہاں اور بھی کتے آ گئے تو میں نے ڈر کے مارے زیادہ زور سے چلانا شروع کر دیا کہ شاید اب تو میرے امی ابو آ جائیں لیکن کوئی نہیں آیا۔

پھر اچانک دو انکل آئے، انھوں نے مجھے اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر ہسپتال لے گئے۔

ہسپتال میں سفید کپڑوں والے ایک اور انکل نے مجھے بیڈ پر لٹایا، کتوں کے نوچنے اور پنجوں سے میرے جسم پر آنے والے زخم صاف کیے اور مجھے بہت سی مشینیں لگا دیں۔

مجھے لگا کہ شاید اب میں کچھ صاف ستھری اور اچھی لگنے لگوں گی تو میرے امی ابو مجھے آ کر لے جائیں گے، لیکن یہ کیا، اگلے دن جب میں اٹھی تو ایک سفید نور کا ہالہ میرے سرہانے تھا، جس سے مجھے آواز آئی کہ پیاری پری، یہ جگہ آپ کے رہنے کے قابل نہیں، میں آپ کو لے جانے آیا ہوں، پھر یوں لگا جیسے کسی نے میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھے کسی اور ہی جگہ لے آئے، یقین کریں میں یہاں بہت خوش ہوں، یہاں کوئی مجھے تکلیف پہنچانے نہیں آتا۔

یہاں میرے جیسے اور بھی بہت سے بچے ہیں، ہم سب مل کر کھیلتے ہیں، کوئی بھی اپنے امی ابو کو یاد نہیں کرتا، میں بھی نہیں! لیکن مجھے اپنی امی سے، اپنے ابو سے بس ایک سوال کرنا ہے، 'اپنی گڑیا کے ساتھ کوئی یہ سلوک کرتا ہے؟'

اگر میرا وجود پسند نہیں تھا، میں بوجھ معلوم ہو رہی تھی، تو اپنے ہاتھوں سے میرا گلا دبا کے مار ڈالتے، اس طرح مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی، جتنی کتوں کے دبوچنے سے ہوئی، یا پھر مجھے زمین میں زندہ دفن کر دیتے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی تو یہی ہوتا تھا۔

میں بھی یہی سمجھ لیتی کہ میں 21 ویں صدی میں نہیں بلکہ زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی، جہاں بیٹیوں کو بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ میرا اپنے امی ابو سے سوال ہے کہ میرا قصور کیا تھا، یہی کہ میں ایک لڑکی تھی یا پھر میرا وجود کوئی گناہ تھا؟، دونوں صورتوں میں میری کوئی غلطی نہیں، مجھے اس دنیا میں کیوں لایا گیا، اگر آ ہی گئی تھی تو یوں کتوں کے آگے کیوں پھینکا گیا؟، میری ذات کی بلکہ انسانیت کی بے توقیری کیوں کی گئی؟

مجھے معلوم ہے کہ میری تصاویر انٹرنیٹ پر پھیلی ہوئی ہیں، لوگ انھیں دیکھ کر افسوس کر رہے ہیں، کچھ لوگ یہ حرکت کرنے والے میرے ماں باپ کو بھی برا بھلا کہہ رہے ہیں، لیکن اب یہ سب کرنے کا کوئی فائدہ ہوگا؟ مجھے خوشی اس وقت ہوگی جب میری جیسی کوئی اور گڑیا یوں کتوں کی خوراک بننے کے لیے سڑک پر نہ پھینکی جائے۔

ارے ایک بات تو میں بتانا ہی بھول گئی، یہاں مجھے ایلان کردی بھی ملا، وہی 3 سال کا شامی مہاجر بچہ جس کے ساحل پر اوندھے منہ پڑے بے جان لاشے نے دنیا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا، جس کی تصویر نے دنیا میں امن اور انسانیت کے علمبرداروں کو کچھ وقت کے لیے ہی سہی، اپنے گریبانوں میں جھانکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ایلان نے ہی مجھے بتایا کہ میں پاکستان کی ایلان کردی ہوں، نہ جانے اس نے ایسا کیوں کہا، شاید کراچی کے گلستان جوہر کی جھاڑیوں کے قریب اوندھے منہ پڑے میرے ادھ موئے، زخموں سے چور جسم نے بھی معاشرے کو جھنجھوڑ دیا ہو،

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شاید اس کے بعد کوئی والدین اپنی بیٹیوں کو یوں جانوروں کے منہ کا نوالہ بننے کے لیے سڑک پر نہ پھینکیں۔

شاید۔۔۔ لیکن نہیں، ایسا نہیں ہے، کیونکہ ابھی ابھی ایک اور گڑیا بھی لائی جا رہی ہے، اسے بھی میری طرح بہت سی چوٹیں لگی ہوئی ہیں۔

اب یہ نامعلوم گڑیا آپ سے اور باتیں نہیں کر سکتی، ہوسکے تو ذرا سوچ لیجیے گا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں واپس جا رہے ہیں؟ اور اب میں جہاں ہوں وہاں مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے، امی ابو آپ کی بھی نہیں۔

(بشکریہ ڈان)

متاثرین گزشتہ سات برسوں سے امداد کے منتظر

کرم ایجنسی اپرکرم ایجنسی کے علاقے خیواص کے لوگ جنگ سے متاثر ہونے کے بعد گزشتہ سات سالوں سے امداد کے منتظر ہیں۔ اپرکرم ایجنسی کے علاقے خیواص سے تعلق رکھنے والے عمائدین جن میں حاجی میر حسین، سید حسین، عنایت حسین، حاجی حمید حسین، طاہر حسین، حاجی اصغر جان اور لیاقت حسین شامل تھے نے بتایا کہ ان کے گاؤں خیواص پر عسکریت پسندوں نے 16 ستمبر 2010ء کو حملہ کیا تھا جس کے نتیجے میں ان کے گاؤں سے تعلق رکھنے والے 34 افراد اسی روز حملے کے نتیجے میں جان بحق ہوگئے تھے اور درجنوں دیگر زخمی ہوئے تھے اور وہ بے سروسامانی کی حالت میں اپنا گھربار چھوڑنے پر مجبور ہوئے۔ جس کے بعد سرکاری ٹیموں نے ان کے گاؤں کا سروے کیا اور تین سو خاندانوں کو متاثر قرار دیا گیا تھا اور فی خاندان تین لاکھ تا معاوضے کا اعلان کیا گیا جن میں اب تک ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کے صرف 122 چیک ان کے گاؤں سے تعلق رکھنے والے افراد کو دیئے گئے ہیں جبکہ باقی ماندہ رقم تا حال ادا نہیں کی گئی۔ اس سلسلے میں انھوں نے بہت کوششیں کیں لیکن سود مند ثابت نہیں ہوئی۔ گزشتہ سات سالوں میں ان میں صرف دو دفعہ راشن تقسیم ہوا ہے اور وہ بھی بہت کم لوگوں کو ملا ہے۔ پہلے پہل جب ان کا گاؤں حملے کے بعد تباہ ہوا تھا پاراچنار میں فاٹا کے دفتر میں شناختی کارڈ کے مطابق ان کے گاؤں سے تعلق رکھنے والے 800 افراد سے فارم پر کروالئے گئے اور اس کے بعد انہیں کوئی راشن یا امداد نہیں کی گئی۔ شناختی کارڈ کے نمبر ان سے لکھوائے جاتے ہیں اور امداد نہیں ملتی۔ نہ تو دیگر متاثرین کی طرح ان کو اے ٹی ایم کارڈ پر انھیں ماہوار چار ہزار روپے ملتے ہیں اور نہ ہی دیگر کسی قسم کا راشن وغیرہ۔ صورت حال یہ ہے کہ ان کے گاؤں کے تقریبا 6/7 خاندان جن کے تمام مرد حملے کے نتیجے میں جان بحق ہو چکے ہیں ان کو کوئی ماہوار رقم کی ادیگی تا حال نہیں ہوئی۔ ان کا کہنا تھا کہ مختلف دفتروں کے چکر کاٹ کر اب وہ تنگ آ چکے ہیں اور معاملہ خدا پر چھوڑ دیا ہے اور پھر ان کے گاؤں کے زیادہ تر لوگ تعلیم یافتہ بھی نہیں جو اس مسئلے کو آگے لے جا سکیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ان کے گاؤں کے 300 خاندانوں میں سے بیشتر اپنے گاؤں خیواص کو خیر آباد کہہ کر اپر کرم ایجنسی کے مختلف علاقوں میں اپنے رشتہ داروں وغیرہ کے ہاں انتہائی کسمپرسی کی حالت میں رہنے پر مجبور ہیں۔

(محمد حسن)

ملالہ پاکستان کی مگر پاکستان ملالہ کا نہیں

غازی صلاح الدین

اگر کوئی کہانی کار چھ سات سال پہلے کسی ایسے ناول کا خاکہ بنانے بیٹھتا کہ جس کا مرکزی کردار پوری دنیا میں پاکستان کا چہرہ بن سکے تو اندازہ لگایئے کہ یہ اس کی خواب بننے کی صلاحیت کا کتنا بڑا امتحان ہوتا۔ یوں تو افسانوی ادب میں حقیقت سے گریز اور تخیل کی بازی گری کے تمام امکانات موجود ہیں لیکن کہانی کہنے کے چند بنیادی اصول بھی ہیں۔ ڈرامائی کیفیت تو اسی طرح پیدا کی جاسکتی ہے کہ دو یا اس سے زیادہ قوتوں کے درمیان کشمکش یا ٹکراؤ کو واقعات کے روپ میں ڈھالا جائے اور پڑھنے والے کے ذہن میں یہ تجسس پیدا ہو کہ اب کیا ہوگا۔ جاسوسی ناولوں میں حیرت کے اس عنصر کو فوقیت حاصل ہے لیکن اعلیٰ ادب بھی اپنے کرداروں کی زندگی کے نشیب وفراز کو غیر متوقع واقعات اور حادثات کے سانچے میں ڈھالتا ہے... تو پھر آپ سوچیے کہ پاکستان کی کہانی کو کوئی کس طرح بیان کرے کہ اسے پوری دنیا کی توجہ حاصل ہو جائے۔ آپ کہیں گے کہ پاکستان تو یوں بھی دہشت گردی اور سماجی افراتفری کے سبب دنیا میں ایک الگ مقام رکھتا ہے۔ پرتشدد انتہاپسندی کے مظاہرے عالمی میڈیا کی چھوٹی بڑی سرخیاں بنتے رہتے ہیں۔ البتہ پاکستان کی سانس لیتی ہوئی سچائی ان سرخیوں تک محدود نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سچائی سیاست دانوں اور تبصرہ نگاروں کی سمجھ میں اس طرح نہیں آسکتی جس طرح ادیب اور شاعر اسے تخیل کی قوت کے سہارے بیان کرسکتے ہیں۔ آخر منٹو سے بہتر کون آپ کو 1947ء کے فسادات کی دیوانگی کی خبر دے سکتا ہے۔ آج کل بھی پاکستان کے انگریزی میں ناول لکھنے والوں نے پاکستانی معاشرے کی جو تصویر کشی کی ہے اسے ہم عالمی سطح پر پاکستان کی شناخت کا ایک اہم پہلو سمجھ سکتے ہیں۔ اس کی گنجائش موجود نہیں ورنہ میں محسن حامد اور ندیم اسلم کے ناولوں کا کچھ زیادہ ذکر کرتا۔ ندیم اسلم کی کہانی کے کردار تو فرضی ہیں لیکن ریمنڈ ڈیوس کا واقعہ بھی یہاں موجود ہے اور ایک صحافی کے قتل کا حوالہ بھی ہے۔ مسیحی برادری پر کیے جانے والے وہ حملے بھی کہانی کا حصہ ہیں جن کی حقیقت کی ہم گواہی دے سکتے ہیں۔ محسن حامد کی کہانی میں تو ایسے دروازے بھی ہیں جو دوسرے کمرے میں نہیں بلکہ دور دراز کے کسی ملک میں کھلتے ہیں۔ اسی طرح دہشت گردی کے ماحول سے بھاگنے والے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب ہمارے عہد کے آشوب کی علامتیں ہیں۔

بہرحال میں اس تصوراتی کہانی کار کا ذکر کر رہا تھا جو چھ سات سال پہلے اس کوشش میں تھا کہ کسی ایسے پاکستانی کردار کی تشکیل کرے کہ جو پوری دنیا کو حیران کردے۔ اس ضرورت کا بھی اسے احساس تھا کہ یہ کردار اس جنگ کا استعارہ بھی بن سکے جو پاکستان میں انتہا پسندی اور روشن خیالی کے درمیان لڑی جارہی ہے۔ ایک سوال اس کے ذہن میں یہ آسکتا ہے کہ یہ کردار کسی مرد کا ہو یا عورت کا...... اچھا فیصلہ یہ ہوتا کہ یہ کردار کسی عورت کا ہو جو پاکستان کی معاشرتی پسماندگی اور قدامت پرستی سے تصادم کی علامت بن سکے۔ اب یہ مسئلہ حل طلب ہوگا کہ اس نسوانی کردار کا اپنا معاشرتی پس منظر کیا ہو اور یہ بھی کہ اس کی عمر کیا ہو۔ کیا کوئی بینظیر بھٹو جیسی شخصیت جو ایک اونچے، سیاسی گھرانے کی وارث بنے اور جس نے دنیا کی سب سے اچھی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کی ہو؟ یا کوئی عالمی ریکارڈ توڑنے والے کھلاڑی یا ایک سائنس دان جس کی ایجاد دنیا میں ہلچل پیدا کردے؟ بظاہر یہ سوچا جائے گا کہ ایسے کردار کو جدید سوچ اور مغربی طرز زندگی کا پروردہ ہونا چاہیے اور یوں اس کا تعلق کسی ڈیفنس سوسائٹی کے مالدار گھرانے سے ہونا مناسب ہے۔ اب آپ یہ فرض کیجیے کہ جیسے ہمارے کہانی کار کے ذہن میں ایک بجلی کوندی اور اسے اس کا کردار اسے مل گیا۔ یہ کردار ایک لڑکی کا ہوگا جو کسی بڑے گھرانے یا بڑے شہر میں پیدا نہیں ہوئی، اس کا تعلق ایک دور دراز کے علاقے میں ایک ایسے متوسط گھرانے سے ہوگا جو بڑی حد تک مذہبی ہے۔ تقدیر اسے ایسے حیرت انگیز حادثات سے دوچار کرے گی کہ جن سے سرخرو ہوکر وہ ایک اعلیٰ مقام اور منصب پر پہنچ جائے۔ لیکن ایک ایسی لڑکی کی منزل آخر کیا ہوسکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں کہانی کار اپنے تخیل کی بے کنار وسعتوں پر ناز کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اس لڑکی کو دنیا کی ایک بڑی شخصیت بناؤں گا، اسے نوبیل انعام ملے گا، وہ اقوام متحدہ کے اسٹیج پر اپنی خطابت کا جادو جگائے گی اور سمندر پار کے ملکوں میں اجنبی لوگ اس کی تقریر غور سے سنیں گے اور اس تقریر کو سن کر ان کی آنکھیں نم ہوجائیں گی۔

آخر منٹو سے بہتر کون آپ کو 1947ء کے فسادات کی دیوانگی کی خبر دے سکتا ہے۔ آج کل بھی پاکستان کے انگریزی میں ناول لکھنے والوں نے پاکستانی معاشرے کی جو تصویر کشی کی ہے اسے ہم عالمی سطح پر پاکستان کی شناخت کا ایک اہم پہلو سمجھ سکتے ہیں۔

جی ہاں...... یہ ساری تمہید محض یہ کہنے کے لئے کہ اگر ملالہ یوسف زئی ایک حقیقت نہ ہوتی تو اس کی تصوراتی تخلیق ناقابل یقین ہوتی۔ اس ہفتے ملالہ نے اقوام متحدہ کی امن کی سفیر بن کر ایک اور اعلیٰ اعزاز حاصل کیا ہے۔ یوں اس کے بارے میں کئی خبریں شائع اور نشر ہوئی ہیں۔ نیویارک کی تقریبات کے بعد وہ کینیڈا کے دارالحکومت اوٹاوا گئی جہاں وزیراعظم جسٹن ٹروڈو نے اسے اپنے ملک کی اعزازی شہریت کی سند دی۔ جیو نیوز سے گفتگو میں ملالہ نے کہا کہ اسے اپنے وطن پر فخر ہے اور یہ بھی کہ پاکستان بہت یاد آتا ہے اور یہ کہ وہ شاید جلد وطن واپس آئے گی۔ اب یہ مسئلہ کہ ملالہ پاکستان سے باہر کیوں رہتی رہی ہے، میرے خیال میں اب نئے سرے سے غور طلب ہے۔ طالبان کے قاتلانہ حملے کے بعد کی صورتحال کچھ یوں تھی کہ ملالہ جیسے اپنے ہی ملک میں ایک ناپسندیدہ شخصیت ہو۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ طالبان نے ملالہ کو قتل کرنے کی کوشش کیوں کی۔ وہ بچیوں کی تعلیم کے جانی دشمن ہیں جبکہ ملالہ پوری دنیا میں بچیوں کی تعلیم کے حق کی علمبردار ہے، لیکن یہ عوامی سطح پر طالبان کی سوچ سے قربت کا ایک اظہار ہے کہ ملالہ کو کسی مکروہ مغربی سازش کا حصہ قرار دیکر اس سے نفرت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد پاکستان میں موجود ہے۔ گویا ہمارا معاشرہ دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف جاری جنگ میں کئی کامیابیوں کے بعد بھی انتہا پسند سوچ کی گرفت میں ہے۔ یا شاید اب جبکہ وزیراعظم نواز شریف بھی متبادل بیانیے کی بات کرتے ہیں کسی حد تک حالات تبدیل ہو رہے ہوں۔ اس تبدیلی کا ایک اعتراف حکومت کی جانب سے یہ ہوسکتا ہے کہ وہ ملالہ اور تعلیم کے سلسلے میں اس کی مہم کی واضح حمایت کرے۔ وہ ایسے ماحول کو ممکن بنائے کہ جس میں ملالہ اپنی تحریک کو آزادی کے ساتھ جاری رکھ سکے۔ جیو سے اپنی گفتگو میں ملالہ نے یہ کہا کہ دہشت گرد پاکستان کے نمائندے نہیں ہیں بلکہ وہ اور جو لڑکیاں تعلیم کے لئے کھڑی ہوئی ہیں وہی پاکستان کی نمائندگی کرتی ہیں۔ دنیا اور اپنے ملک کے حالات کو دیکھتے ہوئے اب یہ طے کرنا بہت ضروری ہے کہ پاکستان کی نمائندگی کون، کس طرح کرے گا۔ بظاہر یہ سوال غیر ضروری ہے کیونکہ حکومت بار بار تعلیم بلکہ بچیوں کی تعلیم اور عورتوں کی آزادی کی بات کرتی ہے۔ لیکن جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں اور جو کچھ ہم جانتے ہیں اس کا پیغام کچھ اور ہے۔۔ ملالہ جو باقی دنیا کے لئے ہے وہ ہمارے لئے نہیں ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ)

تعلیم

ہائی سکول میں سہولیات کا فقدان

دیر لوئر گورنمنٹ ہائی سکول کوہیری ملاکنڈ میں سہولیات کا فقدان ہے، 1970ء میں بنائے جانے والے پرائمری سکول کو سہولیات دیئے بغیر ہائی سکول کا درجہ دیا گیا جس کی وجہ سے سکول مسائل کا شکار ہے۔ مذکورہ سکول میں صرف دو کمروں کا اضافہ کر کے اسے پرائمری سے مڈل اور پھر ہائی کا درجہ دیا گیا مگر سکول کو کسی قسم کی سہولیات فراہم نہیں کی گئیں، ایک کمرے میں 150 سے لیکر 170 تک طلبہ کو پڑھایا جاتا ہے۔ بنیادی ضروری چیزیں اس سکول میں موجود نہیں اور یہاں اساتذہ کی کمی، لیبارٹری، گراؤنڈ اور کوالٹی بلڈنگ کی غیر موجودگی سمیت کئی گھمبیر مسائل نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ مقامی لوگوں نے صوبائی حکومت اور منتخب نمائندوں سے علاقہ کے سرکاری سکول کے مسائل ترجیحاتی بنیادوں پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(نامہ نگار)

65 لاکھ بچے بنیادی تعلیم سے محروم

حیدرآباد مفت اور لازمی تعلیم کے قانون کو منظور ہوئے چار سال گزر گئے۔ لیکن سرکاری تعلیمی اداروں میں تاحال بچوں کی رجسٹریشن میں بہتری نہیں آ سکی۔ سندھ میں ڈیڑھ لاکھ بچے بنیادی تعلیم حاصل کرنے کی بجائے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ سرکاری سکولوں میں رجسٹریشن میں اضافے کے بجائے کمی واقع ہوئی ہے۔ موثر حکمت عملی نہ ہونے اور سرکاری سکولوں میں تعلیم کے گرتے ہوئے معیار کی وجہ سے مفت تعلیم کے نام پر حکومت کے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ چائلڈ رائٹس موومنٹ سندھ کے سیکرٹری زاہد تھیبو کا کہنا ہے کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق صوبے میں پینسٹھ لاکھ بچے سکول سے باہر ہیں۔ پیپلز پارٹی کی جانب سے اپنے سابق دور حکومت میں صوبے میں تعلیم کی شرح میں اضافے کی خاطر آئین کے آرٹیکل 25اے پر عمل درآمد کرنے کے لیے بچوں کے لیے مفت اور لازمی تعلیم کا قانون 2013ء منظور کیا گیا تھا جس کے بعد صوبے میں پانچ سال سے سولہ سال تک کے بچوں کو سرکاری سکولوں میں مفت تعلیم فراہم کی جا رہی ہے جبکہ مذکورہ قانون کے مطابق پرائیویٹ سکولوں کی انتظامیہ پر بھی لازم ہے کہ وہ ہر کلاس میں بچوں کی مجموعی رجسٹریشن کے مطابق دس فیصد بچوں کو مفت تعلیم فراہم کرے۔ مذکورہ قانون کو منظور ہوئے چار سال گزر گئے لیکن سرکاری تعلیمی اداروں میں بچوں کی رجسٹریشن میں کوئی خاطر خواہ بہتری نہیں آئی۔ بچوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی سماجی تنظیم اسپارک کا کہنا ہے کہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق سندھ میں پینسٹھ لاکھ بچے بنیادی تعلیم سے محروم ہیں جبکہ ملکی سطح پر مذکورہ بچوں کی تعداد اڑھائی کروڑ ہے، ڈیڑھ لاکھ بچے سندھ میں لاوارث ہیں جو کہ مختلف ورکشاپس، اسٹیشن، منڈیوں، کارخانوں، دکانوں، ہوٹلز اور دیگر جگہوں پر محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کے پاس تعلیم جاری نہ رکھنے والے بچوں کو دوبارہ سکول میں رجسٹریشن کے لیے کوئی موثر حکمت عملی اور پالیسی نہیں ہے جس کی وجہ سے ہر سال ہزاروں بچے اپنی بنیادی تعلیم جاری نہیں رکھ پاتے۔ پرائمری مڈل اور میٹرک پاس کرنے سے قبل ہی سکول چھوڑ جاتے ہیں۔ والدین کا کہنا ہے کہ مفت تعلیم کے اعلانات اپنی جگہ جب تک سرکاری سکول میں تعلیم کا معیار بہتر نہیں ہوگا۔ سکولوں میں بنیادی سہولتیں فراہم نہیں کی جائیں گی اور خاص طور پر سرکاری سکولوں میں اساتذہ اپنے پیشے کو فرض سمجھ کر فرائض انجام نہیں دیں گے۔ اس وقت تک سرکاری سکولوں میں معیار تعلیم کی بہتری اور بچوں کی رجسٹریشن میں اضافہ ایک خواب ہی رہے گا۔

(لالہ عبدالحلیم)

گرلز ہائی سکول کو بم سے اڑانے کی کوشش

خیبرایجنسی 8اپریل کو خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقہ برقمبر خیل میں نامعلوم افراد نے ایک نجی تعلیمی ادارے کو بم سے اڑانے کی کوشش کی تاہم سکول کو جزوی نقصان پہنچا۔ 8اپریل کو 2 بجے کے قریب نامعلوم افراد نے سن رائز گرلز ہائی سکول کی دیوار کے قریب بارودی مواد رکھا جس کے پھٹ جانے سے ایک زوردار دھماکہ ہوا، دھماکہ کی آواز دور دور تک سنائی دی اور سکول کے قریب واقع گھروں کو بھی نقصان پہنچا سکیورٹی فورسز نے علاقے میں سرچ آپریشن شروع کر دیا۔ شک کی بنیاد پر متعدد افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

(روزنامہ آج)

تشدد سے کمسن طالبہ زخمی

دیرلوئر 18اپریل کو واڑی نہاگ درہ میں مدرسے کے مدرس نے کمسن بچی کو تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے شدید زخمی کر دیا۔ واڑی کے دور افتادہ علاقہ نہاگ درہ میں سات سالہ بچی شینوگی دختر محمد حسین مقامی مدرسہ میں ناظرہ کی تعلیم حاصل کر رہی تھی جسے مدرسہ کے قاری ولی محمد نے ڈنڈوں سے وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا ہے اور جسم کے مختلف حصوں پر تشدد کے واضح نشانات بھی موجود ہیں۔ بچی کی حالت غیر ہونے پر ورثاء نے اسے ہسپتال پہنچا دیا جہاں ابتدائی طبی امداد کے بعد مزید علاج کیلئے تیمر گرہ ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ مقامی پولیس نے واقعہ کی رپورٹ درج کر کے بچی کو تشدد کا نشانہ بنانے والے مدرسہ کے مدرس کی گرفتاری کیلئے کوششیں شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

سیکنڈری سکول میں سہولیات کا فقدان

سوات گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول مٹہ کی چھٹی جماعت کی 300 بچیاں ایک ہی کمرے میں زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں، سکول میں جاری تعمیراتی کام فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے بند ہو گیا۔ ویلج ناظمین کمیٹی مٹہ کے چیئرمین شیر بہادر خان نے گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول مٹہ کا دورہ کیا اور وہاں پر بند جاری تعمیراتی کام کے بارے میں معلومات حاصل کی، اس موقع پر جب متعلقہ ٹھیکدار سے رابطہ کیا گیا اور معلوم کیا گیا کہ یہ کام کیوں بند پڑا ہے تو انہوں نے کہا کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے کام کو بند کیا گیا ہے۔ (روزنامہ ایکسپریس)

سکول میں اساتذہ کی تعیناتی کا مطالبہ

پشاور گورنمنٹ گرلز مڈل سکول سرفراز آباد میں ایس ای ٹی اور اے ٹی کی اسامیاں پر کی جائیں تا کہ طالبات کا قیمتی وقت ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔ اپنے مشترکہ بیان میں علاقے کے معززین نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سکول کی پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈیشن کو کافی عرصہ ہو چکا ہے مگر تاحال اس سکول میں دو اسامیاں پر نہیں کی گئیں۔

(روزنامہ آج)

استاد کا طالب علم پر تشدد

چارسدہ 19اپریل کو گورنمنٹ ہائی سکول امباڈھیر کے معلم نے ساتویں جماعت کے 11 سالہ طالب علم پر بہیمانہ تشدد کیا جس کے نتیجے میں طالب علم کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ طالب علم عادل کے والد شیر محمد نے معلم کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا فیصلہ کیا ہے۔ میڈیا کو تفصیلات بتاتے ہوئے طالب علم عادل کا کہنا تھا کہ مذکورہ معلم نے غیر حاضری کا بہانہ بنا کر اسے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی، انہوں نے مطالبہ کیا کہ مذکورہ معلم کو فوری طور پر معطل کر کے اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔

(روزنامہ ایکسپریس)

شدت پسندی کا تعاقب

محمد عامر رانا

بظاہر مشعال خان کا اندوہناک قتل، نورین لغاری کی گرفتاری، نام نہاد دولتِ اسلامیہ اور جماعت الاحرار کے رہنما احسان اللہ احسان کے ہتھیار ڈالنے میں کوئی مماثلت نہیں ہے تاہم بالعموم یہ واقعات شدت پسندانہ رجحانات اور دہشت گردی کی تصویر کشی کرتے ہیں۔

مشعال خان کا کیس مجموعی طور پر شدت پسندانہ رویوں کا اظہار ہے جس کو بدنیتی پر مبنی گروہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ اسے انتہا پسندی کی انتہائی مجرمانہ شکل قرار دیا جا سکتا ہے جس میں مجرم عوام کے مذہبی جذبات سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ ریاست اور اس کے ادارے ان کے فعل پر کوئی کارروائی کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کریں گے۔ یہ رویے بپھرے ہوئے انتہائی قدامت پرستوں گروہوں کو جو پاکستان کے ہر ادارے اور ہر طبقے میں موجود ہیں، خاص ماحول فراہم کرتے ہیں۔

نورین، ملک میں پُرتشدد رجحانات کی پہلی شکار نہیں ہے۔ اسے لاہور میں اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ شام میں نصریٰ (دولتِ اسلامیہ کا حمایتی گروہ) کی مدد کے لئے روانہ ہو رہی تھی۔ اس کا کیس مغرب میں نوجوان مسلمان تارکین وطن کے کیس سے کافی حد تک مماثل ہے۔ جنہیں انٹرنیٹ کے ذریعے بھرتی کیا گیا، ان کے خاندان والے اس بات سے لاعلم تھے۔ پاکستان میں شدت پسندی عمومی طور پر ایک خاندانی رجحان ہے سب سے پہلے خاندان کا کوئی مرد اس جانب راغب ہوتا ہے اور اس کے بعد خاندان کی خواتین کی باری آتی ہے۔ نورین کا دولتِ اسلامیہ کی جانب میلان تشویش ناک امر ہے کیونکہ اس کا خاندان بھی اس تبدیلی سے باخبر نہیں تھا۔ یہ واقعہ مشرق وسطیٰ کے دہشت گرد گروپ کا پاکستانی نوجوانوں کو ہدف بنانے کا پہلا باقاعدہ ثبوت ہے۔ دولت اسلامیہ کا اثر و نفوذ بڑھنے کا امکان ہے بالخصوص اپر مڈل کلاس کے نوجوانوں کو یہ اپنی جانب راغب کرے گی مگر اس جانب بھی اب تک کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ مجموعی طور پر سماجی و مذہبی ماحول اور شدت پسند گروہوں کی سرگرمیاں خطرے کی علامت ہیں۔ یہ مسئلہ چند ایک یونیورسٹیوں تک محدود نہیں بلکہ یہ ہر کیمپس کی کہانی ہے۔

نورین کے سفرِ شام کے بارے میں پنجاب کے محکمہ انسدادِ دہشت گردی اور آئی ایس پی آر کے بیانات میں تضاد سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پولیس ایسے حساس معاملات کی معلومات کو بھی جوڑ توڑ کر پیش کرتی ہے۔ آشیر باد حاصل کرنے اور بڑے بجٹ کا جواز پیدا کرنے کے لئے انسدادِ دہشت گردی کے محکمے عسکریت پسندوں کی گرفتاری اور اموات کی تعداد میں مبالغہ آرائی کرتے ہیں۔ ان کو دہشت گردوں کی سرگرمیوں کے بارے میں بہت کم معلومات ہوتی ہیں۔

جماعت الاحرار جو کہ گزشتہ چند مہینوں سے بڑے حملوں میں ملوث رہا ہے کے رہنما کا اپنے آپ کو حوالے کرنا، ایک بڑی خبر ہے۔ جماعت الاحرار نے ان کے ہتھیار ڈالنے کی خبروں کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ انہیں پاک افغان سرحد سے گرفتار کیا گیا ہے۔ معاملہ جو بھی ہو بہرحال یہ ایک بلا تردید کامیابی ہے۔ جسے اب اس انداز سے دیکھا جا رہا ہے کہ سیکورٹی ادارے ان عواقب سے کیسے نمٹ رہے ہیں۔

جماعت الاحرار جو کہ گزشتہ چند مہینوں سے بڑے حملوں میں ملوث رہا ہے کے رہنما کا اپنے آپ کو حوالے کرنا، ایک بڑی خبر ہے۔ جماعت الاحرار نے ان کے ہتھیار ڈالنے کی خبروں کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ انہیں پاک افغان سرحد سے گرفتار کیا گیا ہے۔

یہ تینوں واقعات ایک ہفتے کے اندر ظہور پذیر ہوئے۔ پاکستانی اور غیر ملکی میڈیا کو دیکھیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ انتہا پسندی نے معاشرے کو ایک ایسی نہج پر پہنچا دیا ہے جس میں کوئی بھی بپھرا ہوا جتھا کسی کو بھی بغیر ثبوت کے مار سکتا ہے۔ اگر ان حالات میں کچھ دہشت گرد ہتھیار ڈال دیتے ہیں تو یہ امر خوش کن نہیں ہے اور نہ ہی اس سے مسئلہ حل ہوگا کیونکہ دولت اسلامیہ جیسی دہشت گرد تنظیموں کو اپنے مذموم مقاصد کے لئے لوگ با آسانی مل رہے ہیں۔ نورین اس کی واضح مثال ہے۔ کچھ تجزیہ نگار ایک قدم مزید بڑھتے ہوئے یہ کہنے لگے ہیں کہ جماعت الاحرار کے ترجمان کا ہتھیار ڈالنا انہیں ''برے'' سے ''اچھے'' میں تبدیل کرنا ہے جیسا کہ پنجابی طالبان رہنما عصمت اللہ معاویہ کے کیس میں ہو چکا ہے۔ وہ ملک کے اندر بڑے دہشت گرد حملوں میں ملوث تھا لیکن بعد ازاں اس نے خود کو پاکستان مخالف گروہوں سے الگ کر لیا۔

ریاست اور ایک عام پاکستانی شاید اس سے متفق نہ ہو کہ انتہا پسندی لوگوں کے ظاہر و باطن کو تبدیل کر دیتی ہے۔ ان کے سماجی اور مذہبی تصورات میں تنگ نظری نہ بھی ہو تو ان میں تبدیلی ضرور آ جاتی ہے۔ کوئی یہ سوال اٹھا سکتا ہے کہ یہ تین مختلف واقعات ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی ربط نہیں ہے۔ کوئی شاید وہ اعداد و شمار بھی سامنے لے آئے کہ ملک میں آخری حملے کے وقت سے لے کر اب تک اتنے دہشت گرد ہلاک ہو چکے ہیں۔ مجموعی طور پر ان حملوں میں کمی کامیابی کے دعوے کی ایک اچھی دلیل ہو سکتی ہے۔ نورین کے مقدمہ کے بارے میں شاید یہ عذر پیش کیا جائے کہ دولت اسلامیہ تو پاکستان میں موجود ہی نہیں ہے۔ جہاں تک مشعال خان کا معاملہ ہے اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ ایمان کی حرارت رکھنے والوں کا فوری ردعمل تھا۔ یہ دراصل اس کی مثال ہے کہ ہم کس انداز سے سوچتے ہیں۔

ان تین واقعات سے انتہا پسندی، جرائم اور غفلت کی حرکیات کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ تاہم ان رجحانات کی سائنسی بنیادوں پر پرکھ ایک ایسے معاشرے میں ممکن نہیں ہے جو کہ سائنس کو اپنے تعلیمی اداروں میں ایک ڈسپلن کے طور پر ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جو تھوڑا بہت کام عالمی مفکرین نے اس سلسلے میں کیا ہے اس کے مطابق ایک عام آدمی اپنی مذہبی اور فرقہ وارانہ وابستگی اور شناخت میں بہت زیادہ حساس واقع ہوا ہے۔ مذہب میں اس وقت فرقہ وارانہ رنگ نمایاں ہو جاتا ہے جب مختلف شناختوں کے حامل افراد مخالفین کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں وہ فرقہ وارانہ جماعتوں کو صف اوّل کی جماعتوں کیساتھ اتحاد قائم کرواتے ہیں، فرقہ وارانہ بنیادوں پر مدارس قائم کرتے ہیں، سیاسی اور جغرافیائی بنیادوں پر شیعہ ایران اور وہابی سعودی عرب کی دشمنی کا حصہ بن جاتے ہیں۔ پرانے پاکستانی گروپ جیسا کہ تحریک طالبان پاکستان ہے وہ زوال کا شکار ہو رہے ہیں تو دوسرے گروپ مثلاً دولت اسلامیہ، پاکستانی طالبان کے عسکریت پسندوں سے مل کر اپنی جگہ بنا رہے ہیں۔

مذہبی شعار اور رسومات جو پہلے سب کے لئے یکساں تھے اب ان پر کچھ کی اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ تقریباً تمام فرقہ وارانہ گروہوں کے کچھ مخصوص ایام ہوتے ہیں جن پر وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنوبی پنجاب میں مزارات اور صوفی ازم مذہبی اظہار کا ایک ذریعہ ہے جسے لوگ ایک ثقافتی اظہار کے طور پر بھی لیتے ہیں لیکن اب حتیٰ کے ''صوفیا کے شہر'' میں بھی عدم برداشت بڑھ رہی ہے وہاں بھی محدود مذہبی اور سماجی تناظر میں بات کی جاتی ہے۔ اس نئے مذہبی ماحول کے بعد مذہبی اور فرقہ وارانہ اقلیتوں کو کافی مصائب کا سامنا ہے۔

تاہم ریاست ایک نئے بیانیے کے لئے کوشاں ہے۔ نیشنل ایکشن پلان اس لئے بنایا گیا تھا کہ وہ ان مسائل پر اپنی توجہ مرکوز کرے جن کی جڑیں کافی گہری ہیں۔ آپریشن ضربِ عضب اور اب آپریشن ردالفساد نے عسکریت پسندوں کے ڈھانچے کو نقصان پہنچایا ہے اور ان کے لئے زمین تنگ کر دی ہے لیکن ریاست معاشرے کے فکری عمل کو کوئی جہت دینے میں ناکام رہی ہے اس نے تعلیمی سے سیکورٹی شعبے کی اصلاحات سمیت کئی اقدامات ضرور اٹھائے ہیں لیکن ریاست کون ہے؟ اس کو چلانے والے کہاں سے آتے ہیں؟ اور کیا ان میں یہ صلاحیت بھی ہے کہ حالات کا دھارا موڑ سکیں؟

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

ذہنی پسماندگی

آئی۔اے۔رحمان

ریاست کے گوناگوں بحرانوں کے دانشمندانہ اور موثر حل تلاش کرنے میں ناکامی کے باعث پاکستانی عوام کی تیزی سے گرتی ہوئی ذہنی سطح ہر گزرتے دن کے ساتھ عیاں ہو رہی ہے۔

جتنے جوش وخروش سے حکومت نے فوجی عدالتوں کی بحالی کی مہم چلائی ہے وہ کسی زیادہ اچھے کام کیلئے ہونی چاہیے تھی۔ یاد نہیں پڑتا کہ حکومت نے کسی عوامی مقصد کیلئے کبھی ایسی مہم چلائی ہو۔ غربت، بھوک اور بیماری جیسے مسائل کو اس توجہ کا عشر عشیر بھی نہیں ملا جو انصاف کے متوازی نظام کی تشکیل پر مرکوز رہی۔

اسی دوران بہت سے دانشور اس حوالے سے دلائل جمع کر رہے ہیں کہ فوجی عدالتیں ان مسائل کا حل نہیں ہیں جو دہشتگردی کی وجہ سے ریاست کو درپیش ہیں حالانکہ یہ بات پہلے ہی سب کو سمجھ جانی چاہیے تھے۔ اس سارے معاملے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ پاکستانی سیاستدان مسائل کو کم سے کم کوشش کے ساتھ ختم کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

اس سے پہلے لاہور میں پی ایس ایل فائنل کے کامیاب انعقاد پر جو شور مچا تھا اس سے عدم توازن کی جھلک صاف نظر آ رہی تھی۔ یہ اچھی بات ہے کہ یہ میچ پاکستان میں کھیلا گیا اور یہ کہ لوگوں کی بڑی تعداد نے قذافی سٹیڈیم میں یہ میچ دیکھا بھی اور یہ کہ سیکیورٹی سٹاف نے اپنی کارکردگی کو ثابت کیا۔ لیکن سپاٹ فکسنگ سے پیدا ہونے والی شرمندگی پر پردہ ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی نا ہی یہ دعویٰ ضروری تھا کہ ملک دشمنوں کی پاکستان کو تنہا کرنے کی ساری کوششیں ناکام ہوئی ہیں اور یہ کہ اب معاشی ترقی کا راستہ کھل گیا ہے۔

اور پھر کئی روز تک عمران خان کے مخالفین اور ان کے حامیوں کے درمیان الفاظ کی جنگ چھڑی رہی کیونکہ عمران خان نے پی ایس ایل میں حصہ لینے والے غیر ملکی کھلاڑیوں پر تنقید کی تھی۔ یہ سب کچھ اس انداز سے کیا گیا کہ جیسے ملک میں اس سے بڑا کوئی مسئلہ ہے ہی نہیں۔ اگرچہ سابق کرکٹ کپتان نے شاید اپنے الفاظ کے استعمال میں لاپرواہی کا مظاہرہ کیا لیکن ان کے الفاظ بالکل ہی غلط نہیں تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بہت سے ریٹائرڈ اور مسترد شدہ کھلاڑی پی ایس ایل جیسے ٹورنامنٹس کو پیسہ کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

اس کے علاوہ آئی پی ایل اور پی ایس ایل جیسے ٹورنامنٹس نے کرائے کے کھلاڑیوں کی نئی پود پیدا کر دی ہے جو نا کسی ٹیم کے وفادار ہیں نا کسی ملک کے وہ صرف اپنے لئے کھیلتے ہیں۔ وہ یقیناً لوگوں کی بڑی تعداد کو محظوظ کرتے ہیں اور دہشتگردی کی وجہ سے خوشی سے محروم طبقات کیلئے یہ بہت بڑی تفریح ہوتی ہے لیکن یہ بات مشکوک ہے کہ ان کی شرکت کی وجہ سے کھیل میں کوئی بہتری آئے۔ تاہم اس تنازعے میں یہ نکات شامل نہیں تھے۔ اس کی بجائے اہم مسئلہ حب الوطنی کا مطالبہ تھا۔

اب سول سوسائٹی کی تنظیمیں سیاسی جماعتوں سے یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ اس بل کو جلد منظور کریں جس کے تحت بچوں کے تحفظ کیلئے ایک قومی کمیشن بنایا جائے گا۔ ملک میں بچوں کی اکثریت ہے اور بچوں سے مزدوری کروانے کا کام اب بھی زوروں پر ہے، لڑکیوں کے والدین پیسے لے کر ان کی زبردستی شادی کروا دیتے ہیں یا پھر انہیں ان کے دادا کی عمر کے مردوں کو فروخت کر دیا جاتا ہے تاکہ پرانے جھگڑے نمٹائے

جتنے جوش وخروش سے حکومت نے فوجی عدالتوں کی بحالی کی مہم چلائی ہے وہ کسی زیادہ اچھے کام کیلئے ہونی چاہیے تھی۔

جاسکیں اور نوعمر خادماؤں پر ان کے بے حس مالکان تشدد کرتے ہیں۔ اس بارے میں دو رائے نہیں ہو سکتیں کہ قومی سطح پر ایسے نگران ادارے کے قیام کی ضرورت ہے اور سیاسی جماعتوں پر زور دیا جانا چاہیے کہ وہ اس تصور کی حمایت کریں۔

تاہم سول سوسائٹی کے پاس اس بات سے خوفزدہ ہونے کی ٹھوس وجہ ہے کہ مذکورہ بل جسے قومی اسمبلی سے منظور ہونے میں اتنا طویل وقت گزر گیا وہ سینٹ میں بھی التوا کا شکار ہو سکتا ہے۔ ہمارے سیاستدانوں کبھی بھی بچوں کے حقوق کی حفاظت کیلئے مشہور نہیں رہے ہیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اب بھی یقین رکھتے ہیں کہ بچوں کی مزدوری ختم کرنے کا مطالبہ اصل میں مغرب کی سازش ہے جس کا مقصد ملکی معیشت کو تباہ کرنا اور غریب بیواؤں کیلئے مشکلات پیدا کرنا ہے جن کے روزگار کا سارا دارومدار ہی ان بچوں کی کمائی پر ہے۔ یہ کوئی راز نہیں ہے کہ بچوں پر جسمانی تشدد ختم کرنے کیلئے لائے گئے بل کو روکنے کیلئے کتنے حربے استعمال کئے گئے۔

سینٹ کی قائمہ کمیٹی نے اپنے ایک اجلاس میں اس بل سے متعلق کہا تھا کہ اگرچہ اس کا مقصد نیک ہے لیکن یہ کمیٹی والدین کے اپنے بچوں پر روایتی حق کو نظرانداز نہیں کر سکتی۔ کون جانتا ہے کہ جو لوگ والدین کے حقوق ان کی حمایت کرتے ہیں وہ بچوں کے حقوق پر بنائے گئے کمیشن پر کس قسم کے اعتراضات اٹھائیں گے۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں کو امید ہے کہ حکومت جو اقوام متحدہ کے اداروں کو یہ یقین دلاتی رہی ہے کہ وہ بچوں کے حقوق پر کمیشن بنائے گی اسے یقیناً یہ احساس ہو گیا ہوگا کہ اسے بین الاقوامی سطح پر ہونے والے سلسلہ وار نظرثانی (جو اکتوبر میں ہوگی) سے پہلے پہلے اپنا وعدہ پورا کر دینا چاہیے۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ اپنی توانائیاں بچا کر رکھیں کیونکہ انہیں بل کے قانون بننے کے بعد بھی کافی کچھ کرنا ہوگا اور اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ اس کمیشن کے قانون پر عملدرآمد کی راہ میں ویسی رکاوٹیں حائل نہ ہوں جن کا سامنا خواتین اور انسانی حقوق کے حوالے سے بنائے گئے قومی کمیشن کو ہوا۔

اس وقت عوامی سطح پر سوشل میڈیا کے غلط استعمال پر بحث جاری ہے۔ کچھ ناپختہ اور غیر ذمہ دار لوگوں نے سنسر شپ کے حامی حکام کو یہ جواز دے دیا ہے کہ وہ سائبر سپیس کو کم کر دیں۔ ان لوگوں نے آزادی اظہار کے حق کا دفاع بھی مشکل بنا دیا ہے۔ اگرچہ حکام اختلاف رائے کو کچل سکتے ہیں لیکن ایسا کرتے ہوئے وہ شاید انتہاپسندوں کا ایجنڈا پورا کریں گے کیونکہ یہی لوگ عوامی حقوق کے علمبرداروں کو خاموش کرانا چاہتے ہیں اور اس کیلئے ان کے خلاف توہین مذہب کے الزامات لگا رہے ہیں۔

عاصمہ جہانگیر کے خلاف مہم اتنی خوفناک اور نفرت انگیز ہے کہ اس سے نا صرف ان کی آزادی بلکہ ان کی زندگی کو لاحق ہونے والے خطرے کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایک پیغام میں لوگوں سے کہا گیا ہے کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ پھیلائیں اور لوگ ایسا کر بھی رہے ہیں۔ ان پر ایک ناقابل اصلاح گناہ گار کا لیبل چسپاں کیا جا رہا ہے۔

حکومت کا ان لوگوں سے نمٹنے کا ریکارڈ کبھی بھی اچھا نہیں رہا جو تقدس کی چادر اوڑھ لیتے ہیں اس لئے یہ بات وثوق سے نہیں کی جا سکتی کہ حکومت عام شہریوں کے مذہبی جذبات کو سیاسی فوائد کیلئے استعمال کرنے والوں کا راستہ روک پائے گی۔ لیکن جب تک عدم برداشت اور الزام تراشی پر قابو نہیں پایا جاتا تب تک اس بات کا خطرہ موجود رہے گا کہ لوگ اپنے طور پر ہی عدالتیں لگا کر دوسروں کو سزا دیتے رہیں گے۔

ذہنی پسماندگی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اہم مسائل کو بحث سے دور رکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر اس حوالے سے بہت کم باتیں سننے میں آتی ہیں کہ ترقیاتی اہداف کہاں تک حاصل ہوئے ہیں۔ یوم پاکستان قرارداد لاہور کی یاد میں منایا جاتا ہے اور پاکستان کا پہلا ملکی آئین بھی اسی روز بنا تھا لیکن ہمارے حکمرانوں کی من مانیوں کی وجہ سے اس دن کی ساری خوشی بے معنی ہو جاتی ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

چچا نے بھتیجا ذبح کر دیا

جام پور 21 اپریل کو ایک کمسن بچہ شہباز ولد لیاقت عمر چار سال گم ہو گیا جس کی گمشدگی کی خبر مقامی کیبل نیٹ ورک پر نشر ہوئی۔ بعض لوگوں نے نوٹ کیا کہ بچے کے گھر کے نزدیک جامع مسجد محمدی کے ایک بیت الخلاء کا گیٹ کافی دیر سے بند ہے۔ جب کافی دیر تک دروازہ نہ کھلا تو مسجد کی انتظامیہ نے دروازے کا تالہ توڑا اور دیکھا تو اندر شہباز علی کی گردن کٹی ہوئی تھی اور ساتھ ہی ایک چھری پڑی ہوئی تھی۔ مسجد کی انتظامیہ نے پولیس کو اطلاع دی، پولیس موقع پر پہنچ گئی اور بچے کی نعش کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ واقعے کی تحقیقات کی گئیں تو پتہ چلا کہ بچے کا چچا اسے مسجد کے اندر لایا تھا اور اسے قتل کر کے فرار ہو گیا تھا۔ جس کے بعد پولیس نے قاتل کی تلاش شروع کر دی اور بعد ازاں اسے گرفتار کر لیا۔ بعد میں انکشاف ہوا کہ مقتول بچے کے چچا اختر عباس کو اس کے بھائی نے چند دن قبل کسی مقدمے میں جیل بھجوایا تھا جس کا اسے رنج تھا۔ جب وہ ضمانت پر رہا ہو کر باہر آیا تو اس نے اپنے بھائی سے بدلہ لینے کے لیے اس کے کمسن بچے کو قتل کر دیا۔ ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا تھا۔

(اجمل حسین چانڈیو)

نوجوان کی جان لے لی

خیرپور میرس 20 اپریل کو گاؤں محمد ایوب بھنگر میں چند حملہ آوروں نے ایک نوجوان کی جان لے لی جبکہ ایک خاتون کو زخمی کر دیا۔ زخمی خاتون کے شوہر حسن بخش کا کہنا تھا کہ ابراہیم بھنگر اور اس کے ساتھیوں نے گھر پر حملہ کر کے اس کی بیوی رقیہ کو زخمی کر دیا اور کزن غلام قادر بھنگر کو قتل کر کے فرار ہو گئے۔ اس کا کہنا تھا کہ مقتول غلام مرتضیٰ قادر کی بہن ثمرہ کچھ دن پہلے اغواء ہو گئی تھی جس کا مقدمہ ابراہیم بھنگر سمیت 5 افراد کے خلاف داخل کروایا گیا تھا جس بات پر ابراہیم بھنگر مقتول سے نالاں تھا۔ ملزموں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا تھا۔

(عبدالمنیم ابڑو)

مبینہ 'گستاخانہ کلمات'
پر مشتعل ہجوم کا ایک شخص پر حملہ

چترال خیبر پختونخوا کے ضلع چترال میں مبینہ طور پر گستاخانہ کلمات پر مشتعل ہجوم نے نماز جمعہ کے بعد مسجد میں ہی ایک شخص پر حملہ کر کے اسے تشدد کا نشانہ بنا ڈالا۔ جائے وقوع پر موجود مقامی شخص نے بتایا کہ تشدد کا نشانہ بننے والے شخص پر، جس کی ابھی تک شناخت نہیں ہو سکی، الزام عائد کیا گیا کہ اس نے نماز جمعہ کے بعد مسجد میں موجود لوگوں سے بات کرنے کے لیے امام مسجد کو دھکا دیا۔ عینی شاہدین نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے گستاخانہ کلمات بولے۔ پولیس تشدد کا نشانہ بننے والے شخص کی ذہنی صحت کا تعین کرنے کی کوشش کر رہی ہے، جسے اس کی ہی حفاظت کے لیے مقامی پولیس اسٹیشن میں رکھا گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر چترال شہاب یوسف زئی کے بقول مذکورہ شخص کے خلاف گستاخی اور دہشت گردی کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صورتحال پر قابو پا لیا گیا ہے جبکہ پولیس معاملے کی تحقیقات کر رہی ہے۔ شہاب یوسف زئی کا کہنا تھا کہ 'اس وقت میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ زیر حراست شخص کی ذہنی حالت سے متعلق کوئی تبصرہ کر سکوں۔ جبکہ ڈاکٹروں کی ٹیم اس کی ذہنی صحت سے متعلق تفصیلی رپورٹ پیش کرے گی۔' نماز جمعہ کے بعد مسجد میں موجود افراد مبینہ طور پر گستاخانہ کلمات بولنے والے شخص کو اس وقت تک تشدد کا نشانہ بناتے رہے، جب تک امام نے اس کی جان بچانے کی خاطر اسے پولیس کے حوالے نہیں کر دیا۔ تاہم مشتعل ہجوم نے پولیس کی جانب سے ہوائی فائرنگ اور آنسو گیس کی شدید شیلنگ کے باوجود پولیس اسٹیشن پر دھاوا بول دیا اور حراست میں لیے گئے شخص کو حوالے کرنے کا مطالبہ کرتے رہے۔ پولیس کی ہوائی فائرنگ کے باعث قریبی ٹرانسمیشن لائنز کو نقصان پہنچا جس سے علاقے کی بجلی چلی گئی۔ پولیس کا کہنا تھا کہ صورتحال بہت مخدوش تھی۔ پولیس عہدیدار نے کہا کہ امن وامان کی صورتحال پر قابو پانے کے لیے فرنٹیئر کور کے اہلکار بھی پولیس اسٹیشن پہنچ گئے تھے۔ 3 سے 4 ہزار افراد پولیس اسٹیشن کے باہر موجود رہے۔

(بشکریہ پامیر ٹائمز)

بجلی کی لوڈ شیڈنگ، پانی بھی ناپید

خیبر ایجنسی خیبر ایجنسی اور جمرود تحصیل میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پینے کے پانی کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ خیبر ایجنسی کی تینوں تحصیلوں میں بجلی نہ ہونے سے مکینوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ بجلی نہ ہونے سے ٹیوب ویلز اور ڈگ ویلز بند پڑے ہیں، موسمیاتی تغیر کی وجہ سے اب وہ چشمے بھی خشک ہو گئے ہیں جو اس سے پہلے رواں تھے خیبر ایجنسی کے عوام کا کہنا ہے کہ علاقے میں بعض جگہوں پر چوبیس گھنٹے بجلی غائب رہتی ہے جو لوگوں کیلئے بڑا مسئلہ بن چکا ہے۔ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے غریب عوام پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ جبکہ جمرود جمال خیل کے عوام اپنے علاقے میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے دور دراز علاقوں سے پانی لانے پر مجبور ہیں، بعض مقامات پر لوگ تالابوں کا گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں عوام نے ایم این اے اور ارباب اختیار سے مطالبہ کیا ہے کہ علاقے میں لوڈ شیڈنگ اور صاف پانی کی عدم دستیابی کی صورتحال بہتر بنائی جائے۔

(نامہ نگار)

شدت پسندی اور سیلاب سے متاثرہ 62 سرکاری تعلیمی ادارے تاحال تعمیر کے منتظر

پشاور خیبر پختونخوا میں 2009ء کی شدت پسندی میں تباہ ہونے والے اور 2010ء کے سیلابی ریلے میں بہہ جانے والے 62 سرکاری تعلیمی ادارے تاحال تعمیر کے منتظر ہیں۔ یو ایس ایڈ نے تباہ شدہ سرکاری تعلیمی اداروں کیلئے اربوں روپے امداد دینے کے باوجود 7 سال میں 62 سکولوں میں ایک بھی سکول تعمیر نہ کرنے پر صوبائی ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) کی ناقص کارکردگی اور منصوبہ بندی پر سوالات اٹھاتے ہوئے صوبائی حکومت کو آگاہ کیا ہے۔ خیبر پختونخوا کے 8 اضلاع میں 2010ء کے سیلابی ریلے میں بہہ جانے والے اور 2009ء کے دوران شدت پسندی سے تباہ شدہ 62 سرکاری تعلیمی اداروں کو صوبائی حکومت نے یو ایس اے آئی ڈی کے مالی تعاون سے مکمل کرنے کے معاہدے کئے جس کیلئے یو ایس ایڈ نے پی ڈی ایم اے کو اربوں روپے کی امداد دی۔ دستاویزات کے مطابق یو ایس ایڈ کے اربوں روپے کی امداد سے سیلاب اور شدت پسندی سے تباہ شدہ سرکاری تعلیمی اداروں میں چارسدہ کے 6، نوشہرہ کے 9، ڈیرہ اسماعیل خان کے 6، سوات کے 11، دیر لوئر کے 11، ملاکنڈ کے 3، دیر اپر کے 9 اور شانگلہ کے 3 سرکاری تعلیمی اداروں کو تعمیر کرنا تھا تاہم 7 سال گزرنے کے باوجود امدادی فنڈ سے 62 سرکاری تعلیمی اداروں کو تعمیر نہ کرنے پر یو ایس اے آئی ڈی نے پی ڈی ایم اے اور پارسا حکام کی کارکردگی پر سوالات اٹھاتے ہوئے صوبائی حکومت کو اس مسئلے پر آگاہ کیا۔ اس سلسلے میں پی ڈی ایم اے کے ڈائریکٹر جنرل سے متعدد بار رابطہ کیا گیا تاہم ان سے رابطہ نہ ہوسکا جبکہ پی ڈی ایم اے/پارسا کے پروگرام منیجر ساجد عمران نے رابطہ کرنے پر تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ یو ایس اے آئی ڈی نے شدت پسندی اور سیلاب سے تباہ شدہ 62 سرکاری تعلیمی اداروں کیلئے فنڈز دیئے ہیں اور 7 سالوں میں ان سرکاری تعلیمی اداروں کو اسلئے تعمیر نہیں کیا جاسکا کیونکہ ڈیڑھ سال قبل ان سکولوں کی تعمیر سے متعلق معاہدوں پر دستخط ہوئے ہیں۔ اور ایک متعین طریقہ کار کے تحت سکولوں کی تعمیر کی جائے گی تاہم 6 سال بعد تباہ شدہ سکولوں کی نشاندہی سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس بارے میں انہیں کوئی علم نہیں ہے۔

(روزنامہ مشرق)

مذہبی سیاسی جماعت کا رہنما قتل

مردان 18 اپریل کو تخت بھائی میں جماعت اسلامی کے سرگرم رہنما کو گھر کی دہلیز پر قتل کر دیا گیا، واقعہ کے خلاف جماعت اسلامی کے کارکنوں نے ملاکنڈ روڈ بند کر کے احتجاج کیا۔ تخت بھائی میں ملاکنڈ روڈ پر نامعلوم مسلح افراد نے عشاء کی نماز کے بعد جماعت اسلامی کے سرگرم رہنما محمد نعیم ولد فضل کریم سکنہ مدے بابا کو گھر کے سامنے فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور فرار ہوگئے، واقعہ کے خلاف جماعت اسلامی کے کارکنوں نے پی کے 26 کے سابق ایم پی اے میاں نادر شاہ، ضلعی نائب امیر مولانا سلطان محمد اور دیگر رہنماؤں کی قیادت میں احتجاجاً ملاکنڈ روڈ کو بلاک کر دیا، مظاہرین نے ملزمان کی جلد گرفتاری کا مطالبہ کیا بعد ازاں اے ایس پی تخت بھائی سرکل علی بن طارق کی یقین دہانی پر مظاہرین منتشر ہوگئے۔

(روزنامہ مشرق)

فائرنگ کر کے بھائی کو قتل کر دیا

لکی مروت لکی مروت کے علاقے سدائے نورنگ قاضی ڈھیری میں بھائی نے فائرنگ کر کے بھائی اور بھتیجے کو قتل کر دیا اور موقع واردات سے فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ قاضی ڈھیری میں ملزم جمیل ولد اکبر علی نے فائرنگ کر کے اپنے بھائی جلیل خان ولد اکبر علی کو اور بھتیجے ریاض علی کو ابدی نیند سلا دیا۔ پولیس نے بی بی حوا کی مدعیت میں مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ واقعہ 14 اپریل کو پیش آیا تھا۔

(محمد ظاہر)

مشعال کے قتل پر اقوام متحدہ کا اظہار افسوس

اسلام آباد پاکستان میں اقوام متحدہ کے ریزیڈنٹ کوآرڈینیٹر نیل بونے نے عبدالولی خان یونیورسٹی میں طالب علم مشعال خان کے قتل پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کو اس بات پر افسوس ہے کہ مشعال کا قتل ایک تعلیمی ادارے میں ہوا اور قاتل ان کے ساتھی طالب علم ہیں۔ اقوام متحدہ کے نمائندے نے کہا کہ پاکستان کو مشعال کے قاتلوں کو قانون کیمطابق سزا دینی چاہیے۔ نیل بونے نے مشعال کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہنا تھا کہ مشعال خان کے قاتل کروڑوں طلبا کے لیے بدنامی کا باعث ہیں اور ان کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان، اقوام متحدہ کے دنیا بھر میں ہونے والے مختلف معاہدوں کا رکن ہے اس لیے اس طرح کے حادثات دوبارہ پیش آنے سے روکنے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ خیال رہے کہ 13 اپریل کو مردان کی عبدالولی خان یونیورسٹی میں شعبہ ابلاغ عامہ کے طالب علم مشعال خان کو یونیورسٹی کے طلبا نے توہین رسالت کے الزام میں تشدد کا نشانہ بنایا تھا جبکہ فائرنگ کے نتیجے میں ان کی ہلاکت ہوئی تھی۔ خیبر پختونخوا حکومت نے واقعے کی عدالتی انکوائری کی منظوری دیتے ہوئے سمری پشاور ہائی کورٹ کو بھیج دی ہے جہاں ہائی کورٹ کے چیف جسٹس عدالتی انکوائری کے لیے کمیٹی قائم کریں گے۔ وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا پرویز خٹک نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ ابتدائی معلومات کے مطابق مشعال کی جانب سے توہین رسالت کے حوالے سے کوئی ثبوت نہیں ملا ہے۔ دوسری جانب سے ایف آئی آر میں نامزد ایک درجن سے زائد ملزمان کو مردان کی انسداد دہشت گردی عدالت میں پیش کر دیا گیا جبکہ دیگر ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

ہیلتھ ورکرز کا احتجاج

ٹنڈو محمد خان بلڑی شاہ کریم میں لیڈی ہیلتھ ورکروں نے تنخواہیں نہ ملنے پر تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا جس کی قیادت رخسانہ پہنور، شاہدہ، ناہید، فرزانہ بروہی اور دیگر نے کی۔ اس موقع پر مظاہرین نے کہا کہ محکمہ ان سے کام تو لیتا ہے لیکن تنخواہیں وقت پر نہیں دیتا جس سے وہ پریشانی سے دوچار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انہیں 4 ماہ سے تنخواہیں نہیں دی جا رہیں جس کے باعث ان کے گھروں کے چولھے ٹھنڈے پڑے ہیں۔ لیڈی ہیلتھ ورکرز دور دراز علاقوں میں جا کر شدید گرمی میں بھی لوگوں کو صحت جیسی بنیادی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ مظاہرین نے ہائی وے کو بلاک کر کے دھرنا بھی دیا جس سے سڑک کے دونوں اطراف ٹریفک معطل ہوگئی۔ بعد ازاں محکمہ صحت کے متعلقہ افسران کی جانب سے مسئلے کے حل کی یقین دہانی پر احتجاج ختم کر دیا گیا۔

(عثمان احمد)

حیدرآباد، 30 اپریل 2017: ایچ آر سی پی نے سول سوسائٹی کی تنظیموں کے ساتھ مل کر سندھ میں جبری گمشدگیوں کے خاتمے کے لیے ایک پرامن احتجاجی ریلی نکالی

نوجوان کی نعش برآمد

اوکاڑہ پولیس تھانہ ستگھرہ کی حدود میں کھیتوں سے تیس سالہ نوجوان کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ واقعات کے مطابق اڈہ نول پلاٹ کا رہائشی ساجد علی جو کہ 26 مارچ کو گھر سے کام کی غرض سے گیا تھا۔ 28 مارچ کو اس کی لاش ستگھرہ کی حدود میں کھیتوں سے برآمد ہوئی۔ پولیس تھانہ ستگھرہ نے نعش کو تحویل میں لے کر تفتیش شروع کردی ہے۔ اس کو پوسٹ مارٹم کے لیے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال رینالہ خورد منتقل کردیا گیا۔ ایس ایچ او تھانہ محمد نصیر نے بتایا کہ نعش کو قبضہ میں لے کر قانونی کارروائی شروع کردی گئی ہے۔

(اصغر حسین حماد)

طبی سہولت کی عدم دستیابی

تورغر تورغر کی تحصیل جدباء میں لوگوں کے جسم پر پھنسیاں نکل رہی ہیں۔ لوگوں نے اس بیماری کے علاج کے لئے ہسپتال سے رجوع کیا تو وہاں پر ادویات دستیاب نہیں تھیں جس سے شہریوں کو تشویش لاحق ہوئی۔ بعدازاں لوگوں نے بطور احتجاج مذکورہ بیماری کی ویکسین کی فراہمی تک اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے سے انکار کردیا جس پر ڈی سی تورغر نے متاثرہ لوگوں کو مقامی حفاظتی ٹیکے لگوانے کے احکامات صادر کئے۔

(محمد زاہد)

غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے خاتمے کا مطالبہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ مرکزی انجمن تاجران ٹوبہ کے جنرل سیکرٹری امجد عظیم نے کہا ہے کہ اگر فوری طور پر بجلی کی غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ ختم نہ کیا گیا تو وہ شہباز چوک میں احتجاج کریں گے۔ یہ بات انہوں نے بجلی کی غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کے بارے میں ایکسین فیسکو ٹوبہ ٹیک سنگھ اصغر علی قزلباش سے ملاقات کے دوران کہی۔ تاجروں کے عہدیداروں نے ایکسین فیسکو کو بجلی کی غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے باعث تاجر برادری اور شہریوں کو درپیش مسائل و مشکلات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر بجلی کی غیر اعلانیہ طویل لوڈشیڈنگ کا سلسلہ فوری ختم نہ کیا گیا تو تاجر برادری ہفتہ کے روز ہڑتال کریں گی۔

(اعجاز اقبال)

پسند کی شادی پر نوجوان قتل

کراچی کراچی میں پسند کی شادی کرنے والے نوجوان کو مبینہ طور پر اس کے سالے نے قتل جبکہ بیوی کو زخمی کر دیا۔ گلشن معمار پولیس کے مطابق نوجوان کے قتل کا واقعہ شہر کے مضافاتی علاقے میں پیش آیا۔ پولیس نے کہا کہ 28 سالہ محمد اعظم کو ملا عیسیٰ کے علاقے میں اس کے اپنے گھر میں چاقو کے وار سے قتل اور ان کی بیوی 28 سالہ سُمیہ کو زخمی کیا گیا، جبکہ ملزم عبداللہ موقع سے فرار ہوگیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ اعظم اور سمیہ نے عدالت میں پسند کی شادی کی تھی۔ چند روز قبل عبداللہ ان کے گھر آیا اور انہیں بتایا کہ وہ پنجاب سے صرف ان سے صلح کے لیے آیا ہے۔ ملزم عبداللہ نے اپنی بہن سمیہ کو بتایا کہ وہ اگلے چند روز میں شادی کرنے والا ہے اس لیے وہ بھی اس کے ساتھ ان کے آبائی علاقے چلے۔ تاہم رات کے ساڑھے 3 بجے عبداللہ نے اپنے بہنوئی اعظم پر چاقو سے حملہ کرکے اسے قتل کردیا اور جب سمیہ اپنے شوہر کی جان بچانے کے لیے آگے بڑھی تو عبداللہ نے اسے بھی زخمی کیا اور موقع پا کر فرار ہوگیا۔ لاش اور زخمی کو عباسی شہید ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں سے سمیہ کو بعدازاں جناح ہسپتال منتقل کردیا گیا۔

(نامہ نگار)

خاتون اہلکار پر تیزاب پھینکا گیا

وہاڑی تھانہ ساہوکا میں تعینات خاتون رضا کار رانی بی بی رات گئے گھر واپس آرہی تھی کہ امین کوٹ کے نزدیک نامعلوم افراد نے اس پر تیزاب پھینک دیا جس سے اس کی ٹانگیں متاثر ہوگئیں۔ خاتون نے خضر رانجھا سمیت 4 افراد کے خلاف مقدمے کے اندراج کے لیے درخواست جمع کروائی تھی۔ تاہم مقدمہ درج نہیں ہوا۔ خاتون کو بوریوالہ ہسپتال منتقل کردیا گیا تھا۔

(صادق مرزا)

گرڈ اسٹیشن کی تعمیر کا مطالبہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے عوامی، سماجی اور کاروباری حلقوں نے گورنر خیبر پختونخوا اور واپڈا کے حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں 132 کے وی گرڈ سٹیشن پر کام جلد مکمل کیا جائے۔ ان حلقوں کا کہنا ہے کہ مذکورہ گرڈ سٹیشن کا جون تک کام مکمل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن گرڈ سٹیشن کو ابھی تک لائنیں اور ٹرانسفارمر فراہم نہیں کی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ باجوڑ ایجنسی میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا دورانیہ 20 گھنٹے سے تجاوز کر گیا ہے۔

(شاہد حبیب)

فائرنگ سے تین افراد ہلاک

کرک صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع کرک میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ایک خاتون سمیت 3 افراد جاں بحق جبکہ 2 زخمی ہوگئے۔ پولیس کے مطابق کرک کے علاقے کڑپہ کی مقامی عدالت میں پیشی سے واپسی پر تھانہ بندہ داؤد شاہ کی حدود میں نامعلوم ملزمان نے ایک گاڑی پر اچانک فائر کھول دیا۔ پولیس کا کہنا تھا کہ ملزمان کی فائرنگ کے نتیجے میں خاتون سمیت 3 افراد ہلاک جبکہ 2 افراد زخمی ہوگئے۔ پولیس نے شبہ ظاہر کیا کہ واقعے کی وجہ ذاتی دشمنی ہوسکتی ہے۔ دوسری جانب تھانہ بندہ داؤد شاہ میں نامعلوم افراد کے خلاف واقعے کا مقدمہ درج کرتے ہوئے تفتیش کا آغاز کردیا گیا۔

(بشکریہ ڈان)

شاہراہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کی اہم شاہراہ خار عنایت کلے روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ باجوڑ ایجنسی کے عوام نے گورنر خیبر پختونخوا، پولیٹیکل ایجنٹ باجوڑ ایجنسی اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ اس اہم شاہراہ کی تعمیرومرمت کے لئے فوری عملی اقدامات کئے جائیں۔

(نامہ نگار)

موبائل سروس بندش کے خلاف احتجاج

مہمند ایجنسی مہمند ایجنسی میں تین ہفتوں سے موبائل سروس کی مسلسل بندش سے درپیش مسائل کے ردعمل میں مہمند سیاسی اتحاد اور فلاحی تنظیموں کے زیر اہتمام 13 اپریل کو غلنئی بازار میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا جس میں سیاسی پارٹی رہنماؤں کے علاوہ سیاسی کارکنوں اور مقامی لوگوں نے شرکت کی، مظاہرین نے سڑک پر دھرنا دیا جس کی وجہ سے ٹریفک معطل رہی۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے مہمند ایجنسی سیاسی اتحاد کے صدر اور جماعت اسلامی کے امیر محمد سعید خان، جے یو آئی مہمند ایجنسی کے امیر مولانا محمد عارف حقانی، تحریک انصاف مہمند کے رہنماء قاری رحیم شاہ مہمند، مسلم لیگ ن اور انجمن دکانداران کے صدر حاجی بہرام خان، مہمند ویلفیئر آرگنائزیشن کے صدر میر افضل، مولانا عبدالحق، عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماء حاجی رسول خان، جان سید خان، مسلم لیگ ق کے صدر ملک عظمت خان اور دیگر نے کہا کہ مہمند ایجنسی کے عوام پہلے ہی سے اجتماعی ذمہ داری میں گرفتاریوں اور آئے روز چھاپوں، بجلی کی نارو الوڈ شیڈنگ اور مادگٹ کے کھنڈر روڈ سے پیدا ہونے والے مسائل کا شکار ہیں، اب ساری ایجنسی میں موبائل سروس معطل کر دی گئی ہے۔ جو تین ہفتے گزرنے کے بعد بھی بحال نہیں ہوسکی ہے۔ جس کی وجہ سے مزدوروں سے لیکر سرکاری ملازمین تک، عام لوگوں کو اور بیرون ملک افراد اور ان کے خاندانوں کو رابطوں میں شدید مشکلات کا سامنا ہے، مہمند ایجنسی کے قبائل نے پولیٹیکل انتظامیہ اور سیکورٹی فورسز کے شانہ بشانہ قربانیاں دی ہیں اور امن وامان کیلئے بھرپور تعاون کیا ہے، انہوں نے کہا کہ حکومت پوری قوم کو اجتماعی شک کی نظر سے نہ دیکھے کیونکہ ایسے اقدامات سے عوام میں بداعتمادی اور مایوسی پیدا ہو رہی ہے۔

(نامہ نگار)

قتل کی دھمکیوں کا نوٹس لیا جائے

خیبر ایجنسی 18 اپریل کو خیبر ایجنسی کے سینئر صحافی قاضی فضل اللہ نے وزیر اعظم، انسانی حقوق کی تنظیموں اور صحافیوں کی تنظیموں کو ایم این اے کی جانب سے انہیں ملنے والی قتل کی دھمکیوں کا نوٹس لینے کی اپیل کی ہے۔ خیبر ایجنسی کے سینئر صحافی قاضی فضل اللہ نے کہا ہے کہ رکن قومی اسمبلی کی جانب سے انہیں قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک ماہ قبل فاٹا گرینڈ جرگہ نے ایم این اے پر جرمانہ عائد کیا تھا کہ وہ اپنے انتخابی وعدوں میں مکمل ناکام ہو چکے ہیں، اس نے جرگہ کے فیصلے کی خبر نجی ٹی وی پر نشر کی جس پر اسے قتل کی دھمکیاں دی گئیں جس کے خلاف صحافیوں نے مظاہرے کئے، انہوں نے مزید کہا کہ ایم این اے کے خلاف سپیکر قومی اسمبلی کو تحریری شکایت بھی کی گئی ہے۔ (روزنامہ ایکسپریس)

بھٹہ مزدوروں کے مسائل

ٹوبہ ٹیک سنگھ پاکستان بھٹہ مزدور یونین کے اراکین بھٹہ مزدوروں کے مسائل حل کروانے کے لیے احتجاجی ریلی نکالی۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ بھٹہ مزدوروں کو سرکاری نوٹیفکیشن کے مطابق اجرت نہ دینا اور انہیں سوشل سیکورٹی کارڈز سمیت دیگر بنیادی سہولیات سے محروم رکھنا باعث تشویش ہے۔ احتجاجی ریلی گوجرہ روڈ چونگی سے شروع ہو کر شہباز چوک میں اختتام پذیر ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ بھٹہ مزدور سالہا سال سے اپنی اجرتوں میں اضافہ اور حکومتی نوٹیفکیشن کے مطابق اجرتوں کے حصول کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں لیکن انہیں حقوق نہیں دیئے جا رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ بھٹہ مزدوروں کو ان کے حقوق دلوانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کریں گے۔

(اعجاز اقبال)

متاثرین کھلے آسمان تلے زندگی بسر کرنے پر مجبور

خیبر ایجنسی خیبر ایجنسی کے دور افتادہ علاقہ وادی تیراہ اور باڑہ میں انتہا پسندی کے باعث تباہ ہونے والے سینکڑوں گھروں کی دوبارہ آبادکاری تاحال نہ ہوسکی، متاثرین تیراہ اور باڑہ سخت مشکلات سے دوچار ہیں کیونکہ سینکڑوں متاثرین بدستور کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ تیراہ اور باڑہ متاثرین خان اکرم، سید اور زرین بادشاہ نے بتایا کہ علاقے میں سروے صحیح طریقے سے نہیں کیا گیا ہے، سروے میں کوتاہی کی گئی ہے اور سینکڑوں تباہ شدہ گھروں کو سروے میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے مکمل تباہ شدہ گھر کیلئے 4 لاکھ روپے اور جزوی نقصان پر 160,000 روپے کا معاوضہ انتہائی کم ہے، ان روپوں سے گھروں کی دوبارہ آبادکاری اور بحالی ناممکن ہے، انہوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے متاثرین کو معاوضہ کی فراہمی میں تاخیر بھی ناقابل برداشت ہے، سرکاری ذرائع کے مطابق تیراہ اور باڑہ متاثرین کو گھروں کی دوبارہ آبادکاری کیلئے معاوضہ دینے کا سلسلہ جاری ہے اور اب تک 1600 سے زائد متاثرہ خاندانوں میں معاوضہ تقسیم کیا گیا ہے جبکہ سروے کا جائزہ لینے کے بعد باقی ماندہ متاثرین کو بھی جلد از جلد معاوضہ دیا جائیگا۔

(روزنامہ مشرق)

شوہر سے نجات، بیٹی کو بازیاب کرایا جائے

حیدرآباد 6 اپریل کو نصرپور کی رہائشی شریمتی انیتا نے حکومت سندھ اور انسانی حقوق کی علمبردار تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ اُسے اُس کے شوہر سے نجات دلوا کر تین سالہ بیٹی کو سسرالیوں کی قید سے بازیاب کرایا جائے۔ پریس کلب حیدرآباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شریمتی انیتا نے بتایا کہ اُس کی چار سال قبل نصرپور کے رہائشی چھمن سے شادی ہوئی تھی اور شادی کے پہلے روز ہی معلوم ہوا تھا کہ چھمن نشے کا عادی ہے جو نشہ آور گولیاں کھاتا ہے اور شادی کے بعد سے اس پر تشدد بھی کرتا رہا جبکہ اس کی ساس، سسر اور نند بھی اس پر تشدد کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ سسرالیوں نے اس کی تین سالہ بیٹی رادیکا کو چھین کر تشدد کے بعد اسے گھر سے نکال دیا جس کے بعد وہ حیدرآباد میں رہائش پذیر اپنے والدین کے گھر عارضی رہائش اختیار کئے ہوئے ہے۔ اور اسے خدشہ ہے کہ سسرالی اس کی بیٹی کو جانی نقصان پہنچائیں گے۔

(لالہ عبدالحلیم)

ملازمین کا احتجاج

باجوڑ ایجنسی ہیلتھ پروفیشنل الاؤنس کی عدم فراہمی پر درجہ چہارم کے ملازمین نے ایجنسی ہیلتھ آفس کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے درجہ چہارم کے ملازمین کی مقامی انجمن کے صدر اور دیگر عہدیداروں کا کہنا تھا کہ ایجنسی ہیلتھ آفس کے درجہ چہارم کے ملازمین کو جب تک حکومت ہیلتھ الاؤنس فراہم نہیں کرتی کام چھوڑ ہڑتال جاری رہے گی۔

(شاہد حبیب)

یہ دن ضرور آئے گا

زاہدہ حنا

اقتدار کی خاطر شامی حکومت جس طرح اپنے ہی لوگوں کا قتل عام کر رہی ہے، اس پر یقین نہیں آتا۔ بستیوں کی بستیاں شامی فوج کی بمباری سے تباہ ہو رہی ہیں۔ لکڑی کی چھتوں والے صدیوں پرانے تاریخی 'سوق' (بازار) جل کر راکھ ہو رہے ہیں۔ شہریوں کی ہلاکتیں ہزاروں تک جا پہنچی ہیں لیکن حکومت کو اس قتل و غارت گری کی روک تھام سے کوئی دلچسپی نظر نہیں آتی۔

پاکستان کے شمالی علاقوں میں بھی بے گناہ شہریوں پر اپنی شریعت نافذ کرنے اور ان کی بالادستی تسلیم نہ کرنے والوں کو ذبح کیا جا رہا ہے، قتل کیا جا رہا ہے، بارودی دھماکوں سے اڑایا جا رہا ہے، اور دور کیوں جایئے ہمارا کراچی جس طرح لہولہان ہے، روزانہ لاشیں گر رہی ہیں، ان کے پیارے ان پر گریہ کر رہے ہیں اور حکومت کے لیے ان جانوں کی کوئی اہمیت نہیں۔

2001 کے بعد عالمی سطح پر عراق، افغانستان اور پاکستان میں جس بڑے پیمانے پر لوگ ہلاک کیے گئے۔ اس سے پہلے سرائیوو میں جس نوعیت کی خون آشامی ہم نے دیکھی وہ انسانیت پر سے اعتماد اٹھا دیتی ہے اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دنیا میں قاتلوں کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ عراق اور افغانستان کی جنگ کے دوران یہ بات بہت شدت سے ہونے لگی کہ دنیا میں دہشت گردوں اور نہتے شہریوں کے قاتلوں کی اکثریت ہوگئی ہے اور متعدد ملکوں میں زندگی گزارنا اور اپنی اگلی نسلوں کے مستقبل کا تصور کرنا ایک اذیت ناک صورت حال ہے۔

یہاں سوال یہ اُٹھتا ہے کہ کیا واقعی دنیا میں ہر طرف دہشت گرد اور قاتل گھوم رہے ہیں؟ کیا امن پسند لوگ اور انسانی زندگی کا احترام کرنے والے واقعی اب اقلیت میں ہیں؟ کیا یہ سچ ہے کہ انسانی فطرت میں قتل و غارت شامل ہے؟ کیا ہمیں اس بات پر حیران نہیں ہونا چاہیے کہ لوگ اپنے ہی جیسے لوگوں کو قتل کیوں کر رہے ہیں؟ اس مسئلے پر میں بعض حقائق کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہی ہوں اور ان حقائق کا بار بار ذکر بھی کرتی رہی ہوں۔

ایک طرف یہ سوالات ہیں، دوسری طرف علم سیاسیات اور فلسفے سے تعلق رکھنے والے بعض ماہرین ہیں جو اس بات سے قطعاً اختلاف کرتے ہیں۔ مختلف اقوام اور تہذیبوں پر تحقیق کرنے والے ماہرین سیاسیات، فلسفی اور تاریخ داں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ بیشتر انسان قتل نہیں کرتے۔ وہ تمام انسان جو اس وقت زندہ ہیں اور ہم سے پہلے گزرنے والے بیشتر انسانوں کی ایک بہت چھوٹی سے اقلیت قاتل رہی ہے۔

ہم کسی سماج میں ہونے والے قتل کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں یا جنگ میں ہونے والی ہلاکتوں پر غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ بیشتر انسانوں کو قتل پر آمادہ سمجھنا یا یہ فرض کر لینا کہ سب کے سب جنگ میں ذوق شوق سے شرکت کرنا چاہتے ہیں، ایک غلط مفروضہ ہے۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے فوجی عجائب خانوں یا علم البشریات کے کسی بھی میوزیم سے اس بات کا ثبوت مشکل سے ملے گا کہ کسی بھی زمانے میں دنیا کی نصف آبادی یعنی عورتیں کبھی بھی لڑاکا یا جنگجو رہی ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ بہت سی عورتوں نے قتل کیے ہیں، یہ بھی درست ہے کہ بعض سماج ایسے رہے ہیں جن میں عورتوں حتیٰ کہ بچوں نے بھی شکست خوردہ دشمنوں پر تشدد کیا ہے۔ عراق میں ابوغریب کے جیل خانے میں ایک قیدی کی گردن میں پٹہ ڈال کر اس پر تشدد کرنے والی لڑکی کو بھلا ہم کیسے بھول سکتے ہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ بہت سی جدید فوجوں میں قتل و غارت کے لیے خواتین کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں آج تک خواتین کی غالب اکثریت قاتل یا جنگجو نہیں رہی ہے۔ اسی طرح ہم جب مردوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی بھی ایک نہایت قلیل تعداد جنگ میں حصہ لیتی ہے۔ جنگ میں حصہ لینے والے ان مردوں میں سے بھی بہت کم ایسے ہوتے ہیں جو براہ راست قتل کرتے ہیں۔

دو بدو مقابلے میں دشمن کو ہلاک کرنے والے ایسا کرتے ہوئے ہچکچاہٹ میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اگر وہ اپنے سامنے آنے والے دشمن کو قتل کر دیں تو اس کے بعد ضمیر کی ملامت سہتے ہیں۔ یہی عالم ان لوگوں کا ہوتا ہے جو بمبار طیارے اُڑاتے ہیں اور ہزار ہا فٹ کی بلندی سے شہروں پر بے تحاشا بم برساتے ہیں۔ ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے والے پائلٹوں کی پشیمانی کا احوال آپ کی نظر سے یقیناً گزرا ہوگا۔ میدان جنگ میں دشمنوں کو ہلاک کرنے والوں کے بارے میں جو اعداد و شمار اکٹھا کیے گئے ہیں ان سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو فی صد فوجی ایسے ہوتے ہیں جو کسی پشیمانی اور ضمیر کی ملامت کے بغیر دوبارہ قتل کا ارتکاب کر سکیں۔

اس بارے میں ایک فوجی افسر کا کہنا ہے کہ جنگ ایک ایسی صورت حال ہے جو کچھ ہی عرصے میں اُن 98 فیصد افراد کو ذہنی طور پر کمزور کر دیتی ہے جنہوں نے جنگ میں شرکت کی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ جو دوران جنگ پاگل ہوئے ان میں سے بیشتر کسی بھی جنگ میں حصہ لینے سے پہلے ہی دماغی خلل، جارحیت یا دیوانگی میں مبتلا ہو چکے تھے۔ یہ کہنا کہ انسان فطری اور پیدائشی طور پر قاتل ہوتا ہے ایک قطعاً غلط مفروضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فوجی تربیت کا بنیادی مقصد ایک عام فرد کے اندر اس گہری مزاحمت اور ناپسندیدگی کو ختم کرنا ہوتا ہے، جو وہ قتل کے خلاف رکھتا ہے۔

ہم اس بات کو یوں کہہ سکتے ہیں کہ انسان اگر فطری طور پر قتل کرنے کا رجحان رکھتا اور اگر انسانوں کی صرف نصف آبادی بھی قتل کو ایک پسندیدہ فعل سمجھتی تو دنیا میں انسان کا وجود باقی رہنا ممکن نہ تھا۔ باپ بیٹوں کا قتل کراتے اور شوہر بیویوں سے چھٹکارا حاصل کر لیتے، والدین بچوں کو ہلاک کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے اور بچے، والدین کے قتل کو بھیانک جرم نہ سمجھتے۔

اس تمام ہلاکت خیز رویے کے برعکس دنیا کی آبادی میں سال بہ سال اور صدی بہ صدی اضافہ ہوا ہے اور انسان زندگی کی مسلسل تخلیق اور اس کی پرورش میں مصروف رہا ہے۔

اس مفروضے کو درست ثابت کرنے کے لیے ماہرین سیاسیات اور تحقیق و جستجو کرنے والوں نے اس بات کا تخمینہ لگانے کی کوشش کی کہ اب تک دنیا میں کتنے انسان پیدا ہو چکے ہیں اور اندازاً ان میں سے کتنے قاتل تھے اور کتنے قاتل نہیں تھے۔ اس تخمینے کے لیے 10 لاکھ سال قبل مسیح سے 2000 بعد مسیح تک انسانوں کی آبادی اکیانوے (91) ارب فرض کی گئی۔ اس کے بعد یہ اندازہ لگایا گیا کہ جنگوں، خانہ جنگیوں اور انفرادی طور پر قتل کرنے کے واقعات کو جوڑا جائے اور اسے پچاس کروڑ فرض کر لیا جائے اور پھر دوسرے بہت سے تخمینے لگائے جائیں تو ان سب کو جمع کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ دس لاکھ سال قبل مسیح سے اب تک دنیا میں تین ارب قاتل پیدا ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ درست اعداد و شمار نہیں، اس کے باوجود یہی بات سامنے آتی ہے کہ لاکھوں برس کی اس مدت میں کم از کم 95 فیصد انسان ایسے تھے جنہوں نے قتل جیسے گھناؤنے جرم میں حصہ نہیں لیا تھا۔

امریکا میں قتل کی وارداتوں کا جائزہ لیا گیا تب بھی یہی بات سامنے آئی کہ وہاں ایک لاکھ انسانوں میں سے دس افراد قاتل ہوتے ہیں یعنی آبادی کا اعشاریہ صفر ایک فیصد حصہ قتل کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس نوعیت کی تحقیقات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تمام انسانوں میں سے بمشکل ایک یا زیادہ سے زیادہ دو فیصد انسان قتل کا ارتکاب کر سکے ہوں گے۔

کسی نہ کسی شکل میں مذاہب دنیا کے ہر خطے میں موجود رہے ہیں اور ان کا ہمیشہ یہی پیغام رہا ہے کہ انسانی جان ہر چیز سے زیادہ مقدس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذہبی صحیفوں میں بندوں کو یہی پیغام دیا گیا کہ قتل ایک گناہ عظیم ہے اور کسی بھی قیمت پر اس کا ارتکاب مت کرو۔ قدیم ترین مذہبی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص بھی کسی ایک کی جان بچاتا ہے وہ انسانوں کی ایک بڑی تعداد کی جان کی حفاظت کرتا ہے۔ جب کہ وہ شخص جو کسی ایک فرد کی جان لے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے پوری دنیا کو تباہ کر دیا ہو۔

سماجی سائنسدانوں میں ابھی تک اس مفروضے پر بحث جاری ہے کہ انسان کی جبلت میں خون ریزی اور قتل و غارت شامل ہے۔ بعض ماہرین نفسیات نے اس بارے میں متعدد تجربات کیے ہیں اور ان تجربات سے یہ بات ثابت کی ہے کہ انسان بنیادی طور پر ایک امن پسند ذی روح ہے۔ اس نوعیت کے تجربے دل کو تقویت دیتے ہیں۔ یہ امکان پیدا ہوتا ہے کہ آج انسان انسان پر جو ظلم کر رہا ہے، ملکوں کو جس سفاکی سے تہس نہس کیا جا رہا ہے، شہروں پر بارود برسایا جا رہا ہے اور حب وطن اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر انسانوں کو جس طرح تہ تیغ کیا جا رہا ہے، یہ سب کچھ آخر کار ختم ہونے والا ہے اور انسانی زندگی کا احترام دنیا کی سب سے بڑی حقیقت کے طور پر سامنے آ کر رہے گا۔

یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دن کب آئے گا لیکن اس کا یقین رکھیے کہ یہ دن ضرور آئے گا۔

(بشکریہ روزنامہ دنیا)

کیا پاکستان ایک گروہی ریاست ہے؟

ڈاکٹر زاہد حسین

آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 کی شق نمبر 1 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مخصوص مکتبِ فکر کی بالا دستی قائم کرنے اور دیگر کو دیوار سے لگانے کے ایجنڈے پر عمل کیا گیا۔ آرٹیکل 27 کی شق نمبر 1 سے انحراف کرتے ہوئے سرکاری اداروں میں خاص مکتب سے متعلقہ شخصیات کو ترجیحاً ملازمتیں دی گئیں جبکہ تعلیمی اداروں میں اسی مکتب فکر کے نظریات وعقائد کو درسی نصاب کا حصہ بنا کر دیگر کی نفی کی جاتی رہی۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 22 کی شق نمبر 1 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعلیمی اداروں میں مکتب تشیع (فقہ جعفریہ) سے تعلق رکھنے والے طلباء کا جداگانہ نصاب دینیات کا حق غصب کیا گیا اور شیعہ دینیات کی تعلیم کیلئے سرکاری تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی بھرتیوں پر کوئی توجہ نہ دی گئی تاکہ ایک مخصوص مکتب کی تعلیمات کا ہی ابلاغ ممکن بنایا جاسکے۔

چند روز قبل کچھ قریبی احباب نے میری توجہ پشاور سے جاری ہونے والے اخبار " روزنامہ آج" میں شائع کیے گئے ایک اشتہار کی جانب مبذول کروائی جو خیبر پختونخوا کے شہر بنوں میں صفائی کیلئے خاکروب کی خالی آسامیاں پر کرنے کے حوالے سے مورخہ 19 مارچ 2017 کے ایڈیشن میں ضلعی ناظم بنوں کے حکم پر ٹی ایم اے بنوں کی جانب سے جاری کیا گیا تھا۔ سرکاری اداروں میں آسامیوں کیلئے ایسے اشتہاروں کا اجراء بظاہر ایک معمول کی کاروائی ہے تاہم اس اشتہار کے متن کے پیش نظر یہ یقیناً ایک نہایت غیر معمولی اور توجہ طلب اشتہار تھا۔ اشتہار میں خاکروب کی آسامیوں کیلئے درخواست گزار کی اہلیت میں مذہب کی شرط عائد کی گئی تھی جبکہ قابل قبول مذاہب کے نام بھی درج کیئے گئے تھے جن میں عیسائی، ہندو، بالمیکی کے ساتھ ساتھ شیعہ مسلک کو بھی بطور مذہب درج کیا گیا تھا۔ بظاہر اشتہار میں مذہب کی شرط آسامیوں کو غیر مسلموں کے لیے مختص کرنے کی کوشش دکھائی گئی تاہم اس میں ایک مسلمہ اسلامی مکتب فکر ''شیعہ'' کے اضافے کا مقصد ایک طرف تو مکتبِ تشیع کی توہین وتضحیک اور اس مسلک کا نام بطور علیحدہ مذہب درج کر کے اسے غیر اسلامی قرار دینا تھا تو دوسری جانب یہ پاکستان کے نظریہ اساسی سے انحراف اور قومی وحدت واخوت کو سبوتاژ کرنے کی سازش تھی۔ یہ اشتہار دراصل اس تکفیری سوچ کا آئینہ دار تھا جس کے بیج ضیائی آمریت کے دور میں سرزمین پاکستان میں بوئے گئے، تاریخ اسلام کے اوائل سے ہی سر اٹھانے والے فتنۂ خوارج کی طرز پر فساد، عصبیت اور دہشت سے ان کی آبیاری کی گئی جس سے ایسی خاردار فصل تیار ہوئی جسے کاٹتے ہوئے پوری قوم بلا تفریقِ مکتب ومسلک لہولہان ہو چکی ہے۔

روزنامہ ''آج'' میں شائع ہونیوالا یہ اشتہار اپنی نوعیت کے اعتبار سے ملکی تاریخ کا پہلا واقعہ تھا جس میں ایک سرکاری دفتر کی آسامیوں کیلئے سرکاری فنڈ کے استعمال سے دیئے جانے والے اشتہار کے ذریعے کچھ عناصر نے اپنے مذموم منافرانہ مقاصد کے حصول کی خاطر مکتب تشیع کو براہ راست نشانہ بنانے کی کوشش کی تاہم اگر ماضی کا مطالعہ کیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ یہ اشتہار نظریہ پاکستان سے انحراف کرتے ہوئے اس طویل غیر اعلانیہ مہم کی ایک کڑی ہے جس میں وطن عزیز کو اسلامی فلاحی ریاست کے بجائے ایک مخصوص گروہی سٹیٹ ثابت کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اس مہم کا آغاز جنرل ضیاء الحق کے مارشل لاء دور میں ہوا جب اسلامائزیشن کے بہانے پاکستان کو اسلامی کے بجائے مکتبی وگروہی ریاست بنانے کا اعلان کیا گیا۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل 25 کی شق نمبر 1 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مخصوص مکتبِ فکر کی بالا دستی قائم کرنے اور دیگر کو دیوار سے لگانے کے ایجنڈے پر عمل کیا گیا۔ آرٹیکل 27 کی شق نمبر 1 سے انحراف کرتے ہوئے سرکاری اداروں میں خاص مکتب سے متعلقہ شخصیات کو ترجیحاً ملازمتیں دی گئیں جبکہ تعلیمی اداروں میں اسی مکتب فکر کے نظریات وعقائد کو درسی نصاب کا حصہ بنا کر دیگر کی نفی کی جاتی رہی۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 22 کی شق نمبر 1 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تعلیمی اداروں میں مکتب تشیع (فقہ جعفریہ) سے تعلق رکھنے والے طلباء کا جداگانہ نصاب دینیات کا حق غصب کیا گیا اور شیعہ دینیات کی تعلیم کیلئے سرکاری تعلیمی اداروں میں اساتذہ کی بھرتیوں پر کوئی توجہ نہ دی گئی تاکہ ایک مخصوص مکتب کی تعلیمات کا ہی ابلاغ ممکن بنایا جاسکے۔ اس عمل میں سرکاری میڈیا اور حکومتی تعلیمی اداروں کے استعمال کے علاوہ ملک بھر میں مخصوص طرز فکر کے مدارس کا قیام عمل میں لا کر سرکاری سرپرستی میں انہیں پروان چڑھایا گیا۔ اور نوبت بہ ایں جا رسید کہ شجاعتِ حیدری کی وارث اور نشانِ حیدر کی امین بہادر افواجِ پاکستان میں جذبہ جہاد اور فتح وظفر کی ضمانت تصور کیئے جانیوالے " نعرۂ حیدری " کو بھی اسی مخصوص فکر کے تحت بند کروا کر افوجِ پاکستان کو پاکستانی کے بجائے مخصوص مسلک ومکتبِ فکر کی فوج ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔

اولیائے کرام کے مزارات کسی ایک فرقے ومکتب نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے دینی و روحانی تسکین اور تکمیلِ حاجات کے مراکز تصور کیے جاتے ہیں، تاہم ان مقامات کو بھی نہ بخشا گیا اور ان مزارات میں مدفون اولیائے کرام کے تشخص اور پہچان کو مجروح کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ دہشت گرد حملوں کے علاوہ اولیائے کرام کے مزارات سے کہیں تزئین و آرائش اور کہیں وسعت کے بہانے ہر اس نشانی کو ہٹانے اور مٹانے کی کوشش کی گئی۔

قائد اعظم محمد علی جناح نے پاکستان کو تمام مسلمانوں کی جائے پناہ اور اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں اور قوانین کے روشنی میں استوار کرنے کے لیے تجربہ گاہ سے تعبیر فرمایا تھا، وطن عزیز پاکستان کا قیام کسی مخصوص مکتب یا فرقہ نہیں بلکہ اسلام کے نام پر عمل میں لایا گیا تھا جس میں تمام مکاتب فکر کو اسلام کے فلسفہ مساوات کے مطابق یکساں حقوق حاصل ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آئینِ پاکستان کے آرٹیکل نمبر 2 کے تحت پاکستان کا سرکاری مذہب کوئی مکتب یا فرقہ نہیں بلکہ اسلام ہے جبکہ آرٹیکل 227 کی رو سے ملک میں تمام قوانین قرآن وسنت کی روشنی میں وضع کیے جائیں گے اور کسی بھی فرد کیلئے قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر تصور ہوگی جو اسکے اپنے مکتب فکر کی تشریح سے موافق ہو۔ وطن عزیز پاکستان مختلف مکاتب فکر پر مشتمل ایک خوبصورت گلدستہ ہے جس میں مختلف پھولوں کی صورت تمام مکاتب فکر اپنا تشخص اور پہچان برقرار رکھتے ہوئے باہم اتحاد ویگانگت اور اسلامی اخوت کے تحت زندگی بسر کریں۔

(بشکریہ تجزیات آن لائن)

ثقافتی ورثہ اور ترقی

آئی۔اے۔رحمان

حال ہی میں میڈیا میں خبر آئی ہے کہ بھارتی حکومت نے ٹیپو سلطان کے تاریخی اسلحہ خانے کو میسور سے ایک نئی جگہ منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اسلحہ خانہ اپنی اصل جگہ سے ایک سو میٹر دور منتقل کیا جائے گا تا کہ ریلوے لائن کے لئے جگہ خالی کی جا سکے۔ کیا اس سے ان پاکستانی حکام کو کوئی سبق ملے گا جو یہاں اپنے ورثے کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

بھارت پر اس وقت ایک ایسی جماعت کی حکومت ہے جو ثقافتی ورثے میں مسلمانوں کے حصے کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اس زعفرانی بریگیڈ پر یہ شبہ بھی نہیں ہے کہ وہ ٹیپو سلطان سے محبت رکھتے ہیں۔ ریلوے ٹریک کو پھیلانے کی ضرورت سے بھی انکار ممکن نہیں ہے۔ یہ اسلحہ خانہ اینٹوں سے بنی سادہ سی عمارت ہے جسے بمشکل ہی ایک نمایاں تعمیر تصور کیا جاتا ہے، خاص طور پر جنوبی ہندوستان میں جہاں متعدد عظیم الشان ثقافتی عمارتیں موجود ہیں۔ اس کے باوجود، عمارت کو جہاں ٹیپو سلطان اپنے ہتھیار اور بارود رکھتے تھے گرایا نہیں گیا بلکہ اسے محفوظ کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور اس اصول پر مہر تصدیق ثبت کر دی گئی کہ مہذب ممالک کبھی بھی اپنے ورثے کو تحفظ دینے کے فرض سے پہلو تہی نہیں کرتے۔

بزرگوں کو یاد ہوگا کہ 1960 کی دہائی میں عالمی سطح پر ایسی کوششیں کی گئی تھیں کہ مصر میں نوبیان یادگار کے دو بڑے جڑواں مندروں کو کسی اور جگہ منتقل کیا جائے۔ یہ کوشش کامیاب رہی اور ان مندروں کو منتقل کر دیا گیا تا کہ انہیں اسوان ڈیم کی تعمیر سے بننے والی ناصر جھیل میں ڈوبنے سے بچایا جا سکے۔ انگلینڈ میں مشہور زمانہ سٹون ہنج کے پاس ایک منصوبے کو اس وقت تک بننے کی اجازت نہیں دی گئی جب تک یہ یقین نہیں دلا دیا گیا کہ اس منصوبے سے اس تاریخی یادگار کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کئی اور مثالوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں سے یہ پوچھنا غلط ہے کہ وہ ترقی اور ورثے میں سے کس کا انتخاب کریں گے کیونکہ صرف ایک ہی بات معقول ہے اور وہ یہ کہ ورثے کو محفوظ رکھتے ہوئے ترقی کی جائے۔

اب دنیا بھر میں اپنے ورثے کو تحفظ دینے کی اس سوچ کا موازنہ پاکستان کی صورتحال سے کریں۔ عالمی ماہرین کو خدشہ ہے کہ عالمی ورثے میں شامل شالیمار باغ کو خطرات لاحق ہیں لیکن اس کا لاہور اورنج لائن منصوبے کی تشہیر کرنے والوں پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ یونیسکو پنجاب حکومت سے کئی بار کہہ چکی ہے کہ وہ اس کے مشن کو شالیمار باغ کے علاقے کا جائزہ لینے کی اجازت دے لیکن پنجاب حکومت مبینہ طور پر اس کوشش میں ہے کہ اس اہم معائنے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے تک تاخیر کرتی رہے۔ اگر یہ خبریں درست ہیں تو صوبائی حکومت کو اس بات پر شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کہ اس نے عالمی ورثے کو لاحق سنگین خطرے کو نظر انداز کیا ہے۔

تہذیب کے خلاف ایسی سوچ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ انتظامیہ طویل عرصے تک ثقافتی ورثے کو نظر انداز کرتی رہی ہے۔ آزادی سے پہلے موجودہ پاکستانی علاقوں کو مارشل، ویلر اور بینرجی نے عالمی ثقافتی ورثے میں شامل کرایا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی وادی سندھ کی تہذیب کو اپنا قابل فخر ورثہ سمجھتے تھے۔ بعد میں اطالویوں نے آ کر سوات میں کھدائی کی جبکہ فرانسیسیوں نے مہر گڑھ میں آثار قدیمہ کا جائزہ لیا اور

بزرگوں کو یاد ہوگا کہ 1960 کی دہائی میں عالمی سطح پر ایسی کوششیں کی گئی تھیں کہ مصر میں نوبیان یادگار کے دو بڑے جڑواں مندروں کو کسی اور جگہ منتقل کیا جائے۔

پاکستانی قوم کی تاریخ میں پانچ ہزار سال کا مزید اضافہ کیا۔

کچھ عرصے تک مقامی ماہرین نے بھی اس ورثے میں عوامی دلچسپی برقرار رکھی۔ ڈاکٹر احمد حسن دانی نے شمالی علاقوں میں پتھروں پر قدیم تحریریں دریافت کیں۔ ڈاکٹر ایف اے خان نے کوٹ ڈیجی اور بھمبور کا جائزہ لیا اور ڈاکٹر رفیق مغل نے پنجاب میں کھدائی شروع کرائی۔ لیکن کئی برس پہلے ورثے کو محفوظ بنانے میں دلچسپی کا عنصر ختم ہونے لگا۔

ہمارا تاریخی اور ثقافتی یادگاروں کو محفوظ رکھنے کا ریکارڈ انتہائی خراب ہے۔ ہڑپہ اور موہنجوداڑو پر طویل عرصے سے کوئی تحقیقی کام نہیں کیا گیا ہے۔ گندھارا میں 1970 کی دہائی کے شروع میں آثار قدیمہ کو تحفظ دینے میں جو دلچسپی ظاہر کی گئی تھی وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ الیگزنڈر برنز نے دریائے سندھ کی وادی میں سفر کے دوران جو کچھ دریافت کیا تھا اس کام کو کسی اور پاکستانی نے آگے نہیں بڑھایا۔ روات میں موجود یادگاریں جو شاید سکندر کی ملتان کی طرف پیش قدمی کی یاد دلاتی ہیں وہ تیزی سے غائب ہوتی جا رہی ہیں۔ مجھے ایسے کسی منصوبے کا علم نہیں ہے جس میں یہ طے کیا گیا ہو کہ پنجاب میں موجود بے شمار ٹیلوں کے اندر مدفون ثقافتی خزانوں کو تلاش کیا جائے گا۔ ان ٹیلوں کی برسوں پہلے نشاندہی کی جا چکی ہے۔

ٹولنٹن بلڈنگ (ابھی تک یہ واضح نہیں کہ اس کا مستقبل کیا ہوگا)، آغا خان فاؤنڈیشن کی طرف سے شاہی حمام کو بچانے کی کوشش (دوسری کوشش) اور مسجد وزیر خان کے سامنے سے چند تجاوزات ہٹانے کے علاوہ لاہور کی ہر یادگار کو انتظامیہ نے جس طرح نظر انداز کیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ حکام کو ثقافت میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جس طریقے سے مقبرہ نور جہاں کو بار بار تعمیر کیا گیا وہ اب ایک سکینڈل کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ اسکے ساتھ شاہی قلعہ لاہور کی رنگ کی ہوئی دیوار کی تباہی بھی انتہائی افسوسناک ہے اور شیش محل کو بھی بہت نقصان پہنچ چکا ہے۔ شاندار قلعہ روہتاس کو نظر انداز کیا جانا بھی ایک تکلیف دہ کہانی ہے۔

پنجاب میں ہندو مندروں اور تھرپارکر میں شاندار یادگاروں خاص طور پر ننگر پارکر کے علاقے کی یادگاروں کے متعلق جو غفلت برتی گئی ہے وہ بھی ناقابل معافی ہے۔ ان ورثوں کو محفوظ بنانا اور انہیں قومی مباحثے میں شامل کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت صرف اسی صورت میں اسے نظر انداز کر سکتی ہے جب وہ غیر مہذب ہونے کا الزام برداشت کرنے پر تیار ہو۔ اس حقیقت سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کچھ یادگاریں اسلام کی آمد سے پہلے کے زمانے کی ہیں۔ مذہب کی بنیاد پر ورثہ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں نے سعودی عرب، لبنان، شام، اردن، ایران، ترکی اور شمالی افریقہ میں اسلام سے پہلے کی یادگاروں سے لاتعلقی اختیار نہیں کی۔ اگر مسلمان کسی غلط منطق کا سہارا لے کر اپنے ورثے کے کچھ حصوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں جو ٹیپو سلطان کے ذخائر سے زیادہ قیمتی ہیں تو بھی ان کے پاس یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے نظریات کو غیر مسلم برادریوں پر بھی مسلط کر دیں۔ ریاست کی یہ لازمی ذمہ داری ہے کہ وہ اس ورثے کو تحفظ دے جسے یہ غیر مسلم شہری مقدس تصور کرتے ہیں۔ شاید ریاستی حکام کے ذہن میں ترقی کے تصور کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ حکومت اب بھی یہی سوچ رکھتی ہے کہ انسانی وسائل میں بہتری لائے بغیر ہی ملک کی معاشی ترقی کا عمل تیز کیا جائے۔ ورنہ زرعی ترقی کی باتوں میں مزارعین اور بے زمین ہاریوں کا زمین کی ملکیت کا حق نظر انداز نہ کیا جاتا۔ غریب لوگوں کے تعلیم، طبی امداد، اچھے معیار زندگی کے حقوق کو نظر انداز کرنا، ان کی قومی زبانوں، لوک ورثے اور فنون کا احترام نہ کرنا، یہ سب کچھ اعلیٰ حکمران طبقے کی ذہنیت کا حصہ بن چکا ہے اور یہ عوام کی شناخت، ثقافت اور ورثے کو صریحاً نظر انداز کرتا ہے۔

اس کہانی کا بدترین حصہ یہ نہیں ہے کہ پاکستان کا ورثہ شاید کھو جائے۔ اس سے بھی پریشان کن بات یہ ہے کہ لوگ ممکنہ طور پر اپنی سرزمین، اپنی ثقافت، اپنی تاریخ اور آخر میں ایک دوسرے سے بھی کٹ کر رہ جائیں گے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 25 مارچ سے 24 اپریل کے دوران ملک بھر میں 265 افراد نے خودکشی کر لی۔ خودکشی کرنے والوں میں 120 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 96 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنہیں بروقت طبی امداد کے ذریعے بچا لیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 44 خواتین شامل ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 142 افراد نے گھریلو جھگڑوں و مسائل سے تنگ آ کر اور 18 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہو کر خودکشی کر لی۔ خودکشی کے واقعات میں 109 نے زہر کھا/پی کر، 36 نے خود کو گولی مار کر اور 60 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے 361 واقعات میں سے صرف 31 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25مارچ	-	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	روہیلاں والی، مظفر گڑھ	-	خبریں
25مارچ	رمضان	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	رام پور، جتوئی	-	خبریں
25مارچ	مالک	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خود کو گولی مار کر	محلہ جنڈیالہ روڈ، شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
25مارچ	-	خاتون	-	-	-	-	نہر میں کود کر	سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
25مارچ	امانت	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دل برداشتہ	ٹرین کے آگے کود کر	ریلوے اسٹیشن قصور	-	روزنامہ دنیا
25مارچ	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نوکھر نو، فاروق آباد	-	ایکسپریس
25مارچ	عائشہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	شاہ پور کنجراں، چوہنگ، لاہور	-	ایکسپریس
25مارچ	قاسم	مرد	-	25برس	غیر شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	بتے کورونا، داؤد زئی، پشاور	درج	آج
25مارچ	مہناز	خاتون	-	20برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	نیو کراچی	-	ایکسپریس
26مارچ	سکینہ	خاتون	-	16برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	حاجی عبداللہ	مرد	-	70برس	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گوٹھ عارب، رونائی، جوہی، دادو	درج	روزنامہ کاوش
26مارچ	عبدالغنی پھلپوٹو	مرد	-	26برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نصیر آباد، لاڑکانہ	درج	روزنامہ کاوش
26مارچ	آمنہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	خزانہ پشاور	درج	آج
26مارچ	خان محمد	مرد	-	55برس	شادی شدہ	-	خود کو جلا کر	بریکوٹ، شموزئی، سوات	درج	ایکسپریس
26مارچ	س	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تھانہ وارث خان، راولپنڈی	-	ڈیلی ٹائمز
26مارچ	محمد اویس	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	محلہ شریف پورہ، حافظ آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	عنصر علی	مرد	-	-	-		-	گاؤں موضع جلال پور، شرقپور	-	روزنامہ نوائے وقت
26مارچ	سدرا	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
26مارچ	شمائلہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چک 69/4 آر، ساہیوال	-	مشرق
26مارچ	خورشید بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	اعظم ٹاؤن، رینالہ خورد	-	روزنامہ جنگ
27مارچ	نیاز احمد	مرد	-	-	-	ملازمت سے نکالے جانے پر	کنویں میں کود کر	موبینا ٹاؤن، کراچی	-	ڈان
28مارچ	عاصم	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں کوٹ بھوانی داس، گجراں والا	-	خبریں
28مارچ	شکیل	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	چاہ تھلے والا خلیل آباد ملتان	درج	خبریں ملتان
28مارچ	سونیا بی بی	خاتون	-	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	بہادر پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
28مارچ	نوید	مرد	-	30برس	-	تنہائی سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	سرجانی ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
28مارچ	نادیا طارق	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لدھے والا وڑائچ، گجراں والا	-	ایکسپریس
28مارچ	-	خاتون	-	-	-	مالی حالات سے دل برداشتہ	-	مٹھی تھرپارکر	-	روزنامہ نوائے وقت
29مارچ	ماریا	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ستیانہ، فیصل آباد	-	نئی بات
29مارچ	اقراء بی بی	خاتون	-	19برس	-	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	خان پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29مارچ	ش	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	-	شیخ مقبول حسین
29مارچ	تیمور	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	فاضل پور	-	خبریں ملتان
29مارچ	زبیدہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	کالا پتھر پی کر	پنجانی، شجاع آباد	-	خبریں ملتان
29مارچ	رضا خان	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	گاگرہ، لنڈی کوتل، خیبر ایجنسی	درج	آج
30مارچ	عامر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اکبری گیٹ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
30مارچ	نسرین بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گاؤں 53/1، ماموں کانجن	-	خبریں
30مارچ	گلزار احمد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	جھل مگسی	-	دی نیشن
30مارچ	ظہیر الحسن	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	مندرآباد فیکٹری ایریا، لاہور	-	خبریں
30مارچ	صفیہ بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو تشدد سے دل برداشتہ	کالا پتھر پی کر	مظفر گڑھ	-	خبریں ملتان
30مارچ	یاسمین	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	28ایم، روزنامہ دنیا پور	-	خبریں ملتان
30مارچ	روبینا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے آکر	خان پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
31مارچ	کنیز بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	شجاع آباد	-	خبریں
31مارچ	مرید حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	ملتان	-	خبریں
31مارچ	ر	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	میلسی	-	خبریں
31مارچ	الیاس	مرد	-	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نشہ آور گولیاں کھا کر	لیاقت پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
31مارچ	عامر شاہ	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	جتوئی	-	خبریں ملتان
31مارچ	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	میلسی	-	خبریں ملتان
31مارچ	سونیا	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	ڈابیجی ٹھٹھہ	-	روزنامہ کاوش
31مارچ	وکی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	سوں کوٹ، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
31مارچ	عظیم منگھار	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	میٹھانی، نوشہرو فیروز	-	عوامی آواز
31مارچ	ثروت بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	قلعہ دیدار سنگھ، گجراں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
31مارچ	زین	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گجراں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
31مارچ	نور فاطمہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گجراں والا	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم اپریل	زمان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	سیکٹر آئی 8، اسلام آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
یکم اپریل	علی رضا	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	دبئی پارک، باغبان پورہ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
یکم اپریل	عرفان	مرد	-	-	-	-	-	مترو، وہاڑی	-	خبریں ملتان
یکم اپریل	عابدہ بی بی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	بستی خیر محمد کھوسہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
یکم اپریل	ناصرہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	مظفر گڑھ	-	خبریں ملتان
یکم اپریل	ریما	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	-	ملتان	-	خبریں ملتان
یکم اپریل	ریما بھٹو	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سوں ڈیرو، لاڑکانہ	درج	روزنامہ کاوش
یکم اپریل	مہادیو	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	اسلام کوٹ، تھرپارکر	درج	روزنامہ کاوش
یکم اپریل	ناہید چانڈیو	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	چچا کالونی، قمبر، شہداد کوٹ	درج	عوامی آواز
یکم اپریل	نعمان احمد	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	سیف اللہ خان قلعہ، تنگی، چارسدہ	درج	ایکسپریس
یکم اپریل	تسلیما	خاتون	-	18برس	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	لانڈھی، کراچی	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2اپریل	اختر بھٹی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	شہ رگ کاٹ کر	چوک اعظم، چوبارہ	درج	خبریں ملتان
2اپریل	شیر حنان	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	نواز آباد، لتمبر، کرک	درج	ایکسپریس
2اپریل	خضر حیات	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	تھانہ ماموں کانجن، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹریبیون
2اپریل	صنم	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	گاؤں 47 جی ڈی، ساہیوال	-	ایکسپریس
3اپریل	آسیہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
3اپریل	شاہد اقبال	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
3اپریل	زنیرا	خاتون	-	-	-	-	پھندا لے کر	شادباغ، لاہور	-	خبریں
3اپریل	صباء	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نارووال روڈ، مریدکے	-	روزنامہ جنگ
3اپریل	رحیم خان	مرد	-	-	-	-	-	پیر پائی، نوشہرہ	-	خبریں
3اپریل	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	جہانگیرہ، نوشہرہ	-	خبریں
3اپریل	صدیق	مرد	-	40برس	شادی شدہ	-	زہریلی گولیاں کھا کر	ٹبہ ظاہر پیر، صادق آباد	-	خبریں ملتان
3اپریل	نسرین بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	شجاع آباد	-	خبریں ملتان
3اپریل	سکینہ بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	میاں چنوں	-	خبریں ملتان
3اپریل	مظہر حسین	مرد	-	-	-	-	-	کبیروالا	-	خبریں ملتان
3اپریل	ظفر شاہی	مرد	-	20برس	،	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گوٹھ جتوئی، نواب شاہ	-	روزنامہ کاوش
3اپریل	عالیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	محلہ گلبہار، جہانگیرہ، نوشہرہ	درج	ایکسپریس
3اپریل	وحید خان	مرد	-	28برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	پیر پیائی، محلہ صدر خیل، نوشہرہ	درج	ایکسپریس
3اپریل	عبدالرشید	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	نوشہرہ	درج	ایکسپریس
3اپریل	طلحہ	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	نوشہرہ کلاں، شاہ ارٹ، نوشہرہ	درج	ایکسپریس
3اپریل	روبینا	خاتون	-	33برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	لیاقت آباد، کراچی	-	ایکسپریس
4اپریل	منیر غفاری	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دل برداشتہ	-	محلہ احمد آباد، سانگلاہل	-	روزنامہ جنگ
4اپریل	حمزہ	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	زہر خورانی	دربند، مانسہرہ	-	ایکسپریس ٹرائبیون
4اپریل	نسیم کوثر	خاتون	-	-	-	-	زہر خورانی	قصبہ واں گاہر، اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
4اپریل	کلثوم بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	نواں کوٹ بھٹل	-	خبریں ملتان
4اپریل	نسرین خواجہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	بستی فاروقی، چوبارہ	-	خبریں ملتان
4اپریل	نانجی کوہلی	بچہ	-	13برس	غیر شادی شدہ	-	خودکو جلا کر	گوٹھ پورن واہ، ننگر پارکر، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
4اپریل	عرض محمد ٹالانی	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	شاہ غازی، حبیب آباد	-	روزنامہ کاوش
4اپریل	صابرہ خاصخیلی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	جونیجو کالونی، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
4اپریل	ریاض احمد	مرد	-	23برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	نارتھ ناظم آباد، کراچی	-	ایکسپریس
5اپریل	حیدر علی	مرد	-	-	-	-	زہر خورانی	ریحان والا، منڈی فیض آباد	-	روزنامہ جنگ
5اپریل	یوسف	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	ماڈل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ دنیا
5اپریل	ناظراں	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کوٹ ٹبہ یعقوب، مریدکے	-	روزنامہ دنیا
5اپریل	امین مسیح	مرد	-	-	-	-	خودکو جلا کر	اگوکی، سیالکوٹ	-	روزنامہ دنیا
5اپریل	جاوید	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	قائد آباد، کراچی	-	ڈیلی ٹائمز

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5اپریل	صائمہ پروین	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 21، قائم پور	ـ	خبریں
5اپریل	دریا خاتون	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشمور، کندھ کوٹ	ـ	خبریں
5اپریل	سلمیٰ پروین	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	چک نمبر 21، قائم پور، بہاول پور	ـ	خبریں ملتان
5اپریل	فیاض	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہریلی گولیاں کھا کر	جتوئی علی پور	درج	خبریں ملتان
5اپریل	ماگھی کوہلی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	اولاد نہ ہونے پر	پھندا لے کر	گوٹھ میرا کوری، جھمڑ، ٹنڈو الہیار	ـ	روزنامہ کاوش
5اپریل	محمد یوسف	مرد	ـ	50برس	ـ	بے روزگاری سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	معین آباد، کراچی	ـ	روزنامہ جنگ
6اپریل	بدر اسلم	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ریاض الخطیب کالونی، شاہ پور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	اختر بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	اپر گوگیرہ نہر، جڑاں والا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	سرگودھا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	آفتاب غفاری	مرد	ـ	ـ	ـ	مالی حالات سے دل برداشتہ	ـ	محلہ احمد آباد، سانگلا ہل	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	نصرت	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	چک 649 گ ب، بچیانہ، جڑاں والا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	اریبا	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	پھندا لے کر	غازی آباد، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6اپریل	فہد علی	مرد	ـ	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	صادق آباد، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6اپریل	شمیم مائی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	ـ	کہروڑ پکا	ـ	خبریں ملتان
6اپریل	عمران	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	خان گڑھ، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
6اپریل	ذکیہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	سردی خیل، جانی خیل، بنوں	درج	ایکسپریس
7اپریل	نصراللہ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	گاؤں 8 ای بی، عارف والا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اپریل	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لالہ پاک کالونی، پتوکی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اپریل	محمد اکرم	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	پھندا لے کر	احمد نگر چٹھہ، وزیر آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اپریل	شوکت علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	چک 63 گ ب، جڑاں والا	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7اپریل	علی اعجاز	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو جلا کر	مناواں، لاہور	ـ	خبریں
7اپریل	کنیز	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	کچہ بیٹ، شجاع آباد	ـ	خبریں ملتان
7اپریل	فرحت بی بی	خاتون	ـ	14برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شاہ جمال، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
7اپریل	زوجہ ذوالفقار	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ڈیرہ واہ، رنگیلا موڑ، میلسی	ـ	خبریں ملتان
7اپریل	ہیمی کوہلی	خاتون	ـ	18برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	گوٹھ وارچ جھنجھرو، عمر کوٹ	ـ	روزنامہ کاوش
7اپریل	نصیر ملک	مرد	ـ	20برس	ـ	چوری کے الزام پر	پھندا لے کر	چاکی پاڑہ، میرپور خاص	ـ	روزنامہ کاوش
7اپریل	محمد ساجد	مرد	ـ	21برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر کھا کر	لالہ پاک کالونی، پتوکی	ـ	روزنامہ جنگ
8اپریل	ناصر بھٹی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	منڈی فیض آباد، شرقپور	ـ	روزنامہ دنیا
8اپریل	ارم بی بی	خاتون	ـ	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	جمال دین والی، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8اپریل	ثمینہ	خاتون	ـ	45برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	صادق آباد، رحیم یار خان	ـ	خبریں ملتان
8اپریل	خان محمد نہڑی	مرد	ـ	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ کانیڈو، چھاچھرو، عمر کوٹ	ـ	روزنامہ کاوش
8اپریل	محمد مٹھل مہر	مرد	ـ	40برس	شادی شدہ	ـ	پھندا لے کر	گھوٹکی	ـ	روزنامہ کاوش
9اپریل	ارسلان شاہ	مرد	ـ	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	ٹیچر کالونی علی پور	ـ	روزنامہ کاوش
9اپریل	شنکر لال	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	قمر، شہداد کوٹ	ـ	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9 اپریل	امین اللہ	مرد	-	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	اخون آباد، پھندو، پشاور	درج	ایکسپریس
9 اپریل	مشل خان	مرد	-	50 برس	شادی شدہ	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	سوری ملندری، رستم، مردان	درج	آج
9 اپریل	سنی	مرد	-	25 برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	بلال کالونی، کراچی	-	ایکسپریس
9 اپریل	فرزانہ کوثر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	راجا کالونی، گجراں والا	-	روزنامہ دنیا
9 اپریل	مختار	مرد	-	50 برس	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	خودکو جلا کر	علی پور چٹھہ	-	روزنامہ دنیا
9 اپریل	سلمیٰ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	وارث خان، راول پنڈی	-	روزنامہ دنیا
9 اپریل	اختر بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر کھا کر	348 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ دنیا
10 اپریل	راجو کولہی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شفیق کالونی، ٹنڈو غلام علی، بدین	-	روزنامہ کاوش
10 اپریل	پروین گوپانگ	خاتون	-	17 برس	-	-	خودکو گولی مارکر	گوٹھ عالم خان، گوپانگ، خیر پور	-	عوامی آواز
10 اپریل	رمشا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	کورنگی، کراچی	-	ایکسپریس
10 اپریل	عروج فاطمہ	بچی	-	13 برس	غیر شادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر	زہریلی گولیاں کھا کر	نظام پارک، جی ٹی روڈ، فیروز والا	-	روزنامہ نوائے وقت
10 اپریل	منظوراں بی بی	خاتون	-	-	-	-	زہریلی گولیاں کھا کر	پراچہ کالونی، شاہدرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
10 اپریل	نذیراں بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	کہروڑ پکا	-	خبریں
11 اپریل	ترک علی پالاری	مرد	-	26 برس	-	ذہنی معذوری	بجلی کے تاروں کو چھو کر	گوٹھ گل میر پالاری، نوری آباد، جام شورو	-	روزنامہ کاوش
11 اپریل	محمد اکبر	مرد	-	23 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	چک 87 اے، لیاقت پور، رحیم یار خان	-	خبریں
11 اپریل	روبینا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	بستی گلاب، لیاقت پور، رحیم یار خان	-	خبریں
11 اپریل	ناہید	خاتون	-	-	-	-	-	شجاع آباد	-	خبریں
11 اپریل	سعدیہ	خاتون	-	20 برس	غیر شادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر	پھندا لے کر	چک جھمرہ، فیصل آباد	-	خبریں
12 اپریل	کچھمن میگھواڑ	بچہ	-	14 برس	غیر شادی شدہ	-	پھندا لے کر	وسنی پرتو گاہو، سندڑی، میر پور خاص	-	روزنامہ کاوش
12 اپریل	فرزانہ کھوسو	خاتون	-	22 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	گوٹھ گل محمد کھوسو، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
12 اپریل	ث۔ش	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	نالی، چک نورنگ، لکی مروت	درج	آج
12 اپریل	ب	خاتون	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	واڑی، دیر لوئر	درج	ایکسپریس
12 اپریل	عامر رشید	مرد	-	30 برس	-	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	منصور آباد، فیصل آباد	-	نئی بات
12 اپریل	غلام علی	مرد	-	24 برس	-	مالی حالات سے دل برداشتہ	زہریلی گولیاں کھا کر	منصور آباد، فیصل آباد	-	نئی بات
12 اپریل	بھوری مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	جمال دین والی، رحیم یار خان	-	خبریں
12 اپریل	زینت بی بی	خاتون	-	30 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	خان پور، رحیم یار خان	-	خبریں
12 اپریل	عمران	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	پنڈی بھٹیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
12 اپریل	بلال	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہریلی گولیاں کھا کر	چیچہ وطنی	-	روزنامہ نوائے وقت
12 اپریل	ج	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	خودکو جلا کر	ستراہ، ڈسکہ	-	روزنامہ نوائے وقت
12 اپریل	ملکہ بی بی	بچی	-	13 برس	غیر شادی شدہ	گھر والوں کی ڈانٹنے پر	زہریلی گولیاں کھا کر	سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
13 اپریل	رانی	خاتون	-	15 برس	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	بستی ملاک، اڈا لاڑ، ملتان	-	خبریں ملتان
13 اپریل	فضاں بی بی	خاتون	-	25 برس	شادی شدہ	گھریلو تشدد سے تنگ آکر	زہریلی گولیاں کھا کر	ڈیرہ غازی خان	-	خبریں ملتان
13 اپریل	راشد علی	مرد	-	35 برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہریلی گولیاں کھا کر	صادق آباد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
13 اپریل	احمد لغاری	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	محلّہ غریب آباد، ترنڈہ محمد پناہ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13اپریل	اشفاق چوہان	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	چوہان کالونی، مورو، نوشہرو فیروز	-	روزنامہ کاوش
13اپریل	مسعود	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	خان شیر گڑھی، پبی، نوشہرہ	درج	ایکسپریس
13اپریل	امجد	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	یوحنا آباد، لاہور	-	خبریں
14اپریل	مصطفیٰ جمال	مرد	-	65برس	شادی شدہ	-	سپرے پی کر	میاں والی قریشیاں، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
14اپریل	شہناز بی بی	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر دل برداشتہ	کالا پتھر پی کر	چک 143 پی، لیاقت پور	-	خبریں ملتان
14اپریل	عامر	مرد	-	-	-	بے روزگاری سے تنگ آکر	خودکو گولی مارکر	خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	-	شیخ مقبول حسین
14اپریل	ص	خاتون	-	-	-	-	-	دھنوٹ، لودھراں	-	خبریں ملتان
14اپریل	محمد علی کھوسو	مرد	-	25برس	غیر شادی شدہ	موٹر سائیکل نہ ملنے پر	پھندا لے کر	لکی غلام شاہ، شکار پور	-	روزنامہ کاوش
14اپریل	م	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	خان پور، شکار پور	-	روزنامہ کاوش
14اپریل	-	خاتون	-	26برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	رشکئی، نوشہرہ	-	ایکسپریس
14اپریل	میاں شیر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	زہریلی دوا پی کر	راحت کوٹ، مٹہ، سوات	-	ایکسپریس
14اپریل	مقدس	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	تاجپورہ گراؤنڈ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
14اپریل	-	خاتون	-	-	-	-	نہر میں کودکر	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
14اپریل	-	خاتون	-	-	-	-	نہر میں کودکر	لاہور روڈ، شیخوپورہ	-	روزنامہ نوائے وقت
14اپریل	آصف لغاری	مرد	-	24برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
15اپریل	ذکاءاللہ	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	کودرے ہاتھیان، تخت بھائی، مردان	-	آج
15اپریل	نسرین بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	بستی سلطان نگر، بہاول پور	-	خواجہ اسداللہ
15اپریل	ک	خاتون	-	-	-	-	-	شجاع آباد	-	خبریں ملتان
15اپریل	سمیرا بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	کبیر والا	-	خبریں ملتان
15اپریل	افضل	مرد	-	-	-	-	-	کہروڑ پکا	-	خبریں ملتان
15اپریل	کرن	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	شادباغ، لاہور	-	روزنامہ دنیا
16اپریل	اشفاق	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہریلی گولیاں کھاکر	موضع متفرقہ، علی پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	طارق لاشاری	مرد	-	25برس	-	-	نشہ آور گولیاں کھاکر	دریا خان مری، لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
17اپریل	پریموں کولہی	مرد	-	42برس	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	کرنا موری، عمرکوٹ	-	روزنامہ کاوش
17اپریل	قربان	مرد	-	-	-	-	پھندا لے کر	گوٹھ سوجی بقا، چھاچھرو، عمرکوٹ	-	روزنامہ کاوش
17اپریل	احمد علی	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں تاجہ رستم، مردان	-	ایکسپریس
17اپریل	پسلخانہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	لنڈا شریف، ڈی آئی خان	-	آج
17اپریل	خالدہ	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	سپرے پی کر	شجاع آباد	-	خبریں
17اپریل	کریم اللہ	مرد	-	24برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکو جلا کر	باغ و بہار روڈ، رحیم یار خان	-	خبریں
17اپریل	محمد نواز	مرد	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	چھت سے کودکر	نارووال روڈ، مریدکے	-	روزنامہ جنگ
17اپریل	ف	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھاکر	ڈسکہ	-	روزنامہ جنگ
17اپریل	مظہر	مرد	-	-	شادی شدہ	-	زہر خورانی	چک 425 گ ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
17اپریل	خالدہ	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	سپرے پی کر	شجاع آباد	درج	خبریں ملتان
17اپریل	کریم اللہ	مرد	-	24برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلا کر	باغ و بہار، رحیم یار خان	درج	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17اپریل	محمد ہاشم	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہریلی گولیاں کھا کر	چک66پی،رحیم یارخان	درج	خبریں ملتان
17اپریل	سمیع اللہ	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	اضاخیل،پبی،نوشہرہ	۔	آج
18اپریل	صدیق احمد	مرد	۔	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	ظاہر پیر،رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
18اپریل	کاشف	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہریلی گولیاں کھا کر	محلہ حکیماں والی،رحیم یارخان	۔	شیخ مقبول حسین
18اپریل	نصیب اللہ	مرد	۔	36برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	۔	۔	۔	روزنامہ کاوش
18اپریل	شیراز جویو	بچہ	۔	9برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	رانی پور،خیرپور	۔	روزنامہ کاوش
18اپریل	ڈیالو کولہی	مرد	۔	25برس	۔	۔	پھندا لے کر	کلر شاخ،عمر ساند،ٹنڈوالہیار	۔	روزنامہ کاوش
18اپریل	ہارون نہڑی	مرد	۔	30برس	شادی شدہ	۔	خودکو گولی مار کر	گوٹھ صادق وسان،جام نواز علی،سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
18اپریل	غلام محمد شر	مرد	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	فیض گنج،خیرپور	۔	روزنامہ کاوش
18اپریل	عارف مسیح	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو جلا کر	چک45شمالی،سرگودھا	۔	روزنامہ جنگ
18اپریل	محمد ناظر	مرد	۔	۔	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	زہرخورانی	لدھے والا وڑائچ،گجراں والا	۔	ایکسپریس
18اپریل	منزہ	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہریلی گولیاں کھا کر	محبوب ٹاؤن،اوکاڑہ	۔	ایکسپریس
18اپریل	انور	مرد	۔	۔	۔	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	گاؤں16جی ڈی،اوکاڑہ	۔	ایکسپریس
18اپریل	سرفراز	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	84/5ایل،اوکاڑہ	۔	ایکسپریس
18اپریل	عدنان	مرد	۔	18برس	غیرشادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر	زہرخورانی	علی پور ٹبہ،مریدکے	۔	ایکسپریس
18اپریل	خالد	مرد	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گاؤں35ڈبلیوبی،وہاڑی	۔	ایکسپریس
18اپریل	ذکیہ	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	۔	تیزاب پی کر	گاؤں20ڈبلیوبی،وہاڑی	۔	ایکسپریس
18اپریل	شمیم مائی	خاتون	۔	۔	۔	۔	کالا پتھر پی کر	مظفرگڑھ	۔	ایکسپریس
18اپریل	صغیر	مرد	۔	۔	۔	۔	سپرے پی کر	کچا کھوہ،ملتان	۔	ایکسپریس
18اپریل	غلام محمد شر	مرد	۔	۔	۔	۔	خودکو گولی مار کر	گاؤں عزت خان شر،خیرپور	۔	ڈیلی ٹائمز
18اپریل	مجیب الرحمان کٹپر	مرد	۔	۔	۔	غربت سے تنگ آکر	زہریلا کیمیکل پی کر	گاؤں جسکانی،خیرپور	۔	ڈیلی ٹائمز
18اپریل	شمیم	خاتون	۔	۔	۔	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	مظفرگڑھ	۔	روزنامہ دنیا
17اپریل	علی	مرد	۔	35برس	۔	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	خانیوال	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	طاہرہ	خاتون	۔	35برس	۔	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	پل گری،رحیم یارخان	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	اینا	خاتون	۔	45برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	واہی جمن شاہ،رحیم یارخان	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	خاور عباس	مرد	۔	20برس	۔	۔	زہرخورانی	محلہ حسنین آباد،کوٹ سلطان	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	نسیم بی بی	خاتون	۔	23برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	نشاط آباد،فیصل آباد	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	آصف	مرد	۔	30برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	تاندلیاں والا،فیصل آباد	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	خالد	مرد	۔	۔	۔	۔	خودکو گولی مار کر	رسول نگر فیصل آباد	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	سعدیہ بی بی	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	محلہ شجاع آباد،سیالکوٹ	۔	روزنامہ دنیا
18اپریل	نوید	مرد	۔	۔	۔	۔	پھندا لے کر	اورنگی ٹاؤن،کراچی	۔	روزنامہ دنیا
19اپریل	اکبر علی	مرد	۔	22برس	۔	گھریلو جھگڑا	سپرے پی کر	سنجرپور،رحیم یارخان	۔	خبریں ملتان
19اپریل	ص	خاتون	۔	۔	شادی شدہ	غربت سے تنگ آکر	۔	شجاع آباد	۔	خبریں ملتان
19اپریل	شازیہ	خاتون	۔	22برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	تیزاب پی کر	رشید آباد،ملتان	۔	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس		عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
19اپریل	عبدالحمید	مرد	-	16برس	غیرشادی شدہ	شادی نہ ہونے پر	پھندا لے کر	گوٹھ پیارو خان، پنگریو، بدین	-	روزنامہ کاوش
19اپریل	کوی میگھواڑ	خاتون	-	17برس	غیرشادی شدہ	-	زہر خورانی	کڈرو، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
19اپریل	حافظ خان	مرد	-	15برس	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	خان خیل، سرخہ، جمرود، خیبر ایجنسی	-	آج
20اپریل	یاسین	مرد	-	20برس	-	نشہ کے لیے رقم نہ ملنے پر	پھندا لے کر	گاگشت کالونی، ملتان	درج	خبریں ملتان
20اپریل	عمران	بچہ	-	13برس	غیرشادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر دل برداشتہ	کالا پتھر پی کر	موضع بیٹ والی، مظفر گڑھ	-	خبریں ملتان
20اپریل	بتول بی بی	خاتون	-	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	موضع رکن پور، روزنامہ دنیا پور	-	خبریں ملتان
20اپریل	حسینہ مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	کالا پتھر پی کر	ہیڈ کریاں والا، روزنامہ دنیا پور	-	خبریں ملتان
20اپریل	شہناز بی بی	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	والدین کی ڈنٹ پر دل برداشتہ	زہر پی کر	چک 79، چولستان	-	خواجہ اسداللہ
20اپریل	غلام فاطمہ	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چک 96ایم ایل، فتح پور	-	خبریں ملتان
20اپریل	رام چند کولہی	مرد	-	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	مٹھی، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
20اپریل	غلام کالرو	مرد	-	30برس	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	پھندا لے کر	گوٹھ صالح کالرو، چمبڑ، ٹنڈوالہیار	-	روزنامہ کاوش
20اپریل	پالی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا لے کر	گوٹھ ونیل، ننگرپارکر، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
20اپریل	اشفاق	مرد	-	25برس	-	بے روزگاری سے تنگ آ کر	زہر خورانی	سلامت پورہ، کاموکے	-	روزنامہ نوائے وقت
20اپریل	اطہر	مرد	-	24برس	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	خود کو گولی مار کر	چنیوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
20اپریل	عارف	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	بھلوال	-	روزنامہ نوائے وقت
20اپریل	امان اللہ	مرد	-	55برس	-	غربت سے تنگ آ کر	خود کو گولی مار کر	رنگ پور	-	روزنامہ نوائے وقت
21اپریل	پریم کولہی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ جتوئی، عمرکوٹ	-	عوامی آواز
21اپریل	عالیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	اسٹیل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
22اپریل	-	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا لے کر	روڑیا جدید، مردان	-	آج
22اپریل	سرفراز میرانی	مرد	-	40برس	-	چار ماہ سے تنخواہ نہ ملنے پر	پھندا لے کر	اسٹیل ٹاؤن، کراچی	-	روزنامہ جنگ
22اپریل	عثمان	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	گاؤں فضل گڑھ، پاک پتن	-	ایکسپریس
22اپریل	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	پھندا لے کر	اخلاق ٹاؤن، فورٹ عباس	-	ایکسپریس
22اپریل	ر	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہر خورانی	گاؤں بارہ، پاک پتن	-	ایکسپریس
22اپریل	کاشف	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	والدین کے ڈانٹنے پر	زہریلی گولیاں کھا کر	طارق روڈ، فیروز والا	-	روزنامہ نوائے وقت
22اپریل	وسیم عباس	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	سمبڑیال، سیالکوٹ	-	روزنامہ نوائے وقت
22اپریل	فیصل	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈنگا، گجرات	-	روزنامہ نوائے وقت
23اپریل	-	خاتون	-	-	-	-	دریا میں کود کر	نوشہرہ مردان روڈ، نوشہرہ	-	آج
23اپریل	سمیعہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	باٹا پور، لاہور	-	روزنامہ دنیا
23اپریل	مائی منظوراں	خاتون	-	40برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	چک 45، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
23اپریل	ماریا بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہریلی گولیاں کھا کر	محلہ مہاراں، رحیم یار خان	-	روزنامہ دنیا
24اپریل	عبدالحمید	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	ستوکتلا، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
24اپریل	حسیب	مرد	-	20برس	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	منصور آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25مارچ	رافعہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	پی آئی اے کالونی، لاہور	ـ	ایکسپریس
26مارچ	محمد عمر	مرد	ـ	ـ	ـ	مالی حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	سمندری، فیصل آباد	ـ	نئی بات
26مارچ	نازیہ بی بی	خاتون	ـ	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ـ	غریب شاہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	فرحانہ	خاتون	ـ	18برس	ـ	ـ	ـ	سنجرپور، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	بشریٰ	خاتون	ـ	20برس	ـ	ـ	ـ	چک105پی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	فوزیہ بی بی	خاتون	ـ	26برس	شادی شدہ	ـ	ـ	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	عذرا بی بی	خاتون	ـ	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	گلشن اقبال، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
26مارچ	خالدہ	خاتون	ـ	35برس	شادی شدہ	ـ	ـ	حافظ کالونی، رحیم یارخان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
27مارچ	عدیل	مرد	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	نورے والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
27مارچ	نادیا	خاتون	ـ	23برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	سپرے پی کر	نورے والی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
27مارچ	علی جمی	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	گوٹھ غلام حیدر، سامارو، عمرکوٹ	ـ	روزنامہ کاوش
27مارچ	الطاف میمن	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	زہرخورانی	معظم کالونی، لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
28مارچ	ثمینہ بی بی	خاتون	ـ	30برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ملک پور، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	طاہرہ	خاتون	ـ	25برس	شادی شدہ	ـ	ـ	ٹھل وزیر، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	رشید علی	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چک88پی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	غلام فرید	مرد	ـ	28برس	شادی شدہ	ـ	ـ	چک55پی، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	طلعت سید	مرد	ـ	16برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	چوک شہباز، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	حبیب	مرد	ـ	24برس	شادی شدہ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	رفیق	مرد	ـ	22برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	اسداللہ	مرد	ـ	15برس	غیرشادی شدہ	والد کی ڈانٹ پر دل برداشتہ	سپرے پی کر	موضع خان واہ، کوٹ سلطان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	وسیم	مرد	ـ	19برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہریلی گولیاں کھا کر	بیٹ وساوا، کوٹ سلطان	ـ	خبریں ملتان
28مارچ	جمنا	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	غربت سے تنگ آ کر	زہرخورانی	شہدادپور، سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
28مارچ	ماجد علی	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فتومنڈ، گجراں والا	ـ	خبریں
28مارچ	نبیلا	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھیالی شاہ پور، گجراں والا	ـ	خبریں
28مارچ	کرن بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مدوخلیل، گجراں والا	ـ	خبریں
29مارچ	ثانیہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈی بھٹیاں	ـ	نئی بات
29مارچ	ذکاء بی بی	خاتون	ـ	20برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	ظاہرپیر، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
29مارچ	شازیب علی	مرد	ـ	30برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	منظورآباد، رحیم یارخان	ـ	خبریں ملتان
29مارچ	معشوق ملاح	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	گوٹھ منارکی، سجاول	ـ	روزنامہ کاوش
30مارچ	س	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	ـ	نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30مارچ	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھا کر	محبوب کالونی، چشتیاں	-	خبریں ملتان
30مارچ	سہیل	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	محبت میں ناکامی	خود کو گولی مار کر	میوڑہ، داؤدزئی، پشاور	درج	آج
31مارچ	شکیلا بی بی	خاتون	-	26برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	بہادر پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
31مارچ	ثروت مائی	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	عارف ٹاؤن، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
31مارچ	رفعت نور	خاتون	-	42برس	شادی شدہ	-	-	نورے والی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
31مارچ	امیر حسین	مرد	-	26برس	-	-	-	ڈہرکی	-	خبریں ملتان
3اپریل	ماریا	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	حافظ آباد	-	نئی بات
3اپریل	صوفیہ بی بی	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	-	تاج گڑھ، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3اپریل	منور حسین	مرد	-	28برس	شادی شدہ	-	-	میاں ٹاؤن، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3اپریل	انیس احمد	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	گلشن عثمان، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
3اپریل	شاہد	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	خان بیلہ، لیاقت پور	-	خبریں ملتان
4اپریل	حاجی بشیر احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	شہ رگ کاٹ کر	پرانا لاڑی اڈا، قصور	-	خبریں
5اپریل	شہناز بی بی	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	چک 113پی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	ساجدہ بی بی	خاتون	-	36برس	شادی شدہ	-	-	تھلی چوک، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	باسط علی	مرد	-	23برس	-	-	-	لیاقت پور	-	خبریں ملتان
5اپریل	سعد	مرد	-	19برس	غیر شادی شدہ	-	-	راجن پور، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	حمزہ	مرد	-	20برس	غیر شادی شدہ	-	-	غوثیہ کالونی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	منظور احمد	مرد	-	45برس	شادی شدہ	-	-	ٹبی لاڑاں، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	ایوب	مرد	-	35برس	شادی شدہ	-	-	بھونگ شریف، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
5اپریل	نواز	مرد	-	60برس	شادی شدہ	-	-	ٹبی مہراں، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
7اپریل	نازک حسین	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہر خورانی	مبارک پور، بہاول پور	-	خواجہ اسداللہ
7اپریل	شہناز	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ماشوگگر، پشاور	درج	آج
8اپریل	شبانہ بی بی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	-	-	بستی رحم آباد، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
8اپریل	عاشق حسین	مرد	-	21برس	غیر شادی شدہ	-	-	مسلم کالونی، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
8اپریل	عارف علی	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	-	-	اقبال نگر، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
8اپریل	ساجد علی	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	بھونگ شریف، رحیم یار خان	-	خبریں ملتان
9اپریل	کلثوم بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی دوا پی کر	نوشہرہ جدید، مبارک پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
9اپریل	رضیہ بی بی	خاتون	-	22برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	ظاہر پیر، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9اپریل	شبیراں مائی	خاتون	-	18برس	غیر شادی شدہ	والدین کی ڈانٹ پر دل برداشتہ	-	مئو مبارک، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9اپریل	شموں مائی	خاتون	-	30برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	-	چک 109پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9اپریل	-	خاتون	-	35برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	-	چک 135پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9اپریل	رمضان	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	چک 139پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9اپریل	عمران	مرد	-	22برس	غیر شادی شدہ	-	-	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	ریشماں بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	اڈا گلبرگ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	نبیلا بی بی	خاتون	-	18برس	-	-	-	غلہ منڈی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	افتخار احمد	مرد	-	55برس	شادی شدہ	-	-	چوک شہباز پور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	شبودین	مرد	-	20برس	شادی شدہ	-	-	آبادپور، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	عبدالواحد	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	ابوظہبی کالونی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	نیاز احمد	مرد	-	16برس	غیر شادی شدہ	-	-	کوٹ سمابہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	زیتون بی بی	خاتون	-	-	-	-	-	کوٹ ادو، مظفرگڑھ	-	روزنامہ جنگ ملتان
10اپریل	عرفان	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	باپ کی ڈانٹ پر	زہریلی گولیاں کھاکر	قدوائی پارک، مریدکے	-	روزنامہ نوائے وقت
11اپریل	فیاض احمد	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	روجھان، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11اپریل	عاشق حسین	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	ججہ عباسیہ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
11اپریل	غفور احمد	مرد	-	19برس	غیر شادی شدہ	-	-	چک 94پی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
11اپریل	نذیر احمد	مرد	-	25برس	شادی شدہ	-	-	بدلی شریف، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14اپریل	رخسانہ بی بی	خاتون	-	20برس	-	-	-	گھوٹکی	-	خبریں ملتان
14اپریل	اویس احمد	مرد	-	18برس	غیر شادی شدہ	-	-	گلشن اقبال، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14اپریل	غلام فرید	مرد	-	26برس	شادی شدہ	-	-	مسلم ٹاؤن، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14اپریل	جاوید احمد	مرد	-	30برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھاکر	منڈ منگلا، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
14اپریل	علی بی بی	خاتون	-	20برس	شادی شدہ	-	-	موضع علی پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15اپریل	پلوشا بی بی	خاتون	-	25برس	شادی شدہ	-	-	بائی پاس موڑ، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15اپریل	کامران	مرد	-	14برس	غیر شادی شدہ	-	-	چک 118پی، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
15اپریل	اعجاز احمد	مرد	-	20برس	شادی شدہ	-	-	خان پور، رحیم یارخان	-	خبریں ملتان
16اپریل	ریاض احمد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	کالا پتھر پی کر	ہیڈ پنجند علی پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	شمشیر عباس	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دل برداشتہ	کالا پتھر پی کر	ہیڈ پنجند علی پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	شمیم	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	کالا پتھر پی کر	شاہ جمال، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
16اپریل	س	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہریلی گولیاں کھاکر	ڈسکہ	-	نئی بات
17اپریل	زبیر	مرد	-	-	-	-	تیز دھار آلے سے	اڈیالہ جیل، راول پنڈی	-	روزنامہ نوائے وقت
18اپریل	منظوراں بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی تھیم آباد، کوٹ سلطان	-	خبریں ملتان
18اپریل	اشفاق	مرد	-	45برس	-	-	زہریلی گولیاں کھاکر	ملتان	-	روزنامہ دنیا
18اپریل	شبانہ	خاتون	-	18برس	-	-	کیمیکل پی کر	ملتان	-	روزنامہ دنیا
18اپریل	غلام جنت	خاتون	-	35برس	-	-	کالا پتھر پی کر	مظفرگڑھ	-	روزنامہ دنیا
20اپریل	دانیال	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بے روزگاری سے تنگ آکر	زہریلی گولیاں کھاکر	ستراہ، ڈسکہ	-	نئی بات
22اپریل	شازیب	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	والد کی ڈانٹ پر	زہریلی گولیاں کھاکر	موضع مندراں والا، ڈسکہ	-	نئی بات
23اپریل	سعدیہ	خاتون	-	17برس	غیر شادی شدہ	-	سپرے پی کر	موضع خان والا، رحیم یارخان	-	روزنامہ دنیا
23اپریل	مشتاق احمد	مرد	-	45برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دل برداشتہ	خود کو جلاکر	عنایت آباد کالونی، راجن پور	-	روزنامہ دنیا

پرتشدد مافیا، انصاف اور عدالت

بابر ستار

اُن افراد کے محرکات اور فکری میک اپ کو کیسے سمجھا جائے جو توہین کے الزام میں اپنے ساتھی شہریوں پر تشدد کرنا، اُنہیں زندہ جلانا اور قتل کرنا جائز سمجھتے ہوں،؟ کون سی چیز اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ محض توہین کا الزام ہی کسی ہجوم کے لئے اپنے ہم وطن، بلکہ ہم مذہب شخص کو بلاتحقیق ہلاک کرنے کا جواز بن جائے؟ ایک ایسے ملک، جس میں ستانوے فیصد کے قریب مسلمان ہوں جو پیغمبرِ رحمت سے عقیدت و محبت کا رشتہ رکھتے ہوں، وہاں توہینِ مذہب زندگی اور موت کا مسئلہ کیوں بن چکا ہے؟

ہم مسلسل ایک جھوٹی دلیل، جس کے پیچھے نہ کوئی ثبوت ہے، نہ منطق، سن رہے ہیں کہ توہین کے الزام میں ماورائے عدالت ہلاکتیں اس لئے ہوتی ہیں کیونکہ قانون اپنا راستہ اختیار نہیں کرتا۔ اس دلیل کو رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ جو لوگ توہینِ مذہب سے بھڑکے ہوتے ہیں، وہ اُن لوگوں کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے جو اس رویے کو پسند نہیں کرتے۔ اشتعال اور منطق ایک ترازو پر نہیں تلتے۔ (ممتاز قادری کیس کے دوران اُس کے وکلا، جن میں اعلیٰ عدلیہ کے کچھ سابق جج بھی شامل تھے، کا دعویٰ تھا کہ توہین کے قانون میں تبدیلی کی دلیل دینا بھی توہین ہی ہے، لیکن سپریم کورٹ آف پاکستان نے اس دلیل کو رد کردیا تھا)۔ پاکستان میں توہین کے قانون کے منفی استعمال کو روکنے کے لئے اس میں ترمیم کرنے پر اتفاقِ رائے موجود نہیں۔ اس کی بجائے اس موضوع پر بحث کرنے کو سختی سے روک دینے کا رجحان مزید شدت اختیار کرتا جارہا ہے، جیسا کہ سلمان تاثیر اور راشد رحمان کا قتل۔ پرتشدد مافیا اتنا موثر اور منظّم ہے کہ اس کی پھیلائی ہوئی خوف کی فضا میں کوئی بھی زبان کو زحمت دے کر اپنا سرتن سے جدا نہیں کرانا چاہتا۔

تاہم یہ ماضی تھا۔ مشال خان کا قتل اتنا سفاکانہ اور گھناؤنا تھا کہ اس نے ہمارے خوف سے سہمے ہوئے بے حس ضمیر کے منہ پر زناٹے کا تھپڑ رسید کرتے ہوئے اسے بیدار کردیا ہے۔ بہیمانہ ہلاکت کے صدمے نے ممنوع موضوع پر بات کرنے کی کھڑکی کھول دی ہے۔ ممتاز قادری کیس (17SC2016PLD) میں سپریم کورٹ کے فیصلے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔۔۔ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں حکم دیا ہے کہ جب اہلِ ایمان کوئی خبر سنیں یا اُن تک کوئی معلومات پہنچے تو وہ اس پر عمل کرنے سے پہلے اس کی تصدیق کرلیا کریں تاکہ وہ (اگر خبر یا معلومات غلط ہیں) نقصان سے محفوظ رہیں۔‘‘ اس کے بعد سپریم کورٹ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 6 کا حوالہ دیتی ہے۔۔۔ ’’اے اہلِ ایمان، اگر کوئی شخص تم تک کوئی خبر پہنچائے تو اس کی تصدیق کرلیا کرو، مبادا تم کچھ لوگوں کو لاعلمی کی بنیاد پر نقصان پہنچادو اور پھر تمہیں اپنے کیے پر افسوس کرنا پڑے۔‘‘

مذہب سے متعلق قوانین کے غلط استعمال، اور ان کی اصلاح کی ضرورت پر بحث کرنے کے حوالے سے سپریم کورٹ کہتی ہے۔۔۔ ’’ایک جمہوری معاشرے میں شہریوں کے پاس اختلاف کرنے، بحث کرنے، یا یہ کہنے کہ ریاست نے فلاں قانون درست نہیں بنایا، چنانچہ اس کے فلاں منفی پہلو کا تدارک کرنے کے لئے اس میں اصلاح درکار ہے، یا ریاست کے نافذ کردہ قانون کے منفی استعمال کو روکنے کی ضرورت ہے۔۔۔ مذہب کے حوالے سے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون میں بہتری لانے، تاکہ ان کا بہتر طور پر نفاذ ہوسکے، کا مطلب مذہب پر تنقید کرنا نہیں۔‘‘ فاضل عدالت مزید کہتی ہے۔۔۔ ’’یہ بات سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مذہب سے متعلق قوانین میں اصلاح کے مطالبے کا کسی بھی سنجیدہ حلقے کی طرف سے آنے کا مقصد ایسے قوانین کے غلط استعمال کو روکنا ہوسکتا ہے، چنانچہ پی پی سی کے سیکشن C-295 میں بہتری لانے کا مطالبہ کسی طور قابلِ اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔‘‘ توہین کے قانون کے غلط استعمال کا اعتراف کرتے ہوئے سپریم کورٹ کہتی ہے۔۔۔ ’’یہ ایک افسوس ناک، لیکن ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ توہین کے الزام کے تحت دائر کردہ زیادہ تر کیسز میں مذموم مقاصد کے لئے جھوٹے الزامات لگائے جاتے رہے، کیونکہ اس قانون کا غلط استعمال روکنے کے لئے حفاظتی بندوبست موجود نہیں۔ چنانچہ اپنے کسی مفاد کے لئے جب کسی شخص پر توہین کا جھوٹا الزام لگا دیا جاتا ہے تو اُسے ناقابلِ تلافی نقصان پہنچتا ہے۔‘‘ آگے چل کر عدالتِ عالیہ واضح الفاظ میں نتیجہ نکالتی ہے۔۔۔ ’’ملکی قانون کسی شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ خود ہی مدعی، استغاثہ، منصف اور جلاد کا کردار ادا کرے۔‘‘

> ’’ملکی قانون کسی شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ خود ہی مدعی، استغاثہ، منصف اور جلاد کا کردار ادا کرے۔‘‘

اس سے یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ قانون شہریوں کو ریاست کا کردار ادا کرتے ہوئے توہین کا ارتکاب کرنے والوں کو سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا، لیکن یہ اپنی موجودہ حالت میں آسانی سے غلط استعمال ہوسکتا ہے۔ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ حالیہ عشروں کے دوران توہین کے الزامات اور ہجوم کے ہاتھوں وحشیانہ انصاف کے واقعات میں اضافہ ہورہا ہے، لیکن خوف کی وجہ سے سب مہر بلب تھے۔ اب مشال خان کے لرزہ خیز قتل، سوشل میڈیا پر اُس کے معقول اور فکر انگیز پیغامات، غمزدہ خاندان کے وقار، اُس کے والد کا پرسکون اور پراعتماد انداز اور جس طریقے سے اُسے ایک منصوبے کے تحت گھیر کر مارا گیا، اس نے ہم سب کو جھنجھوڑ کر خوابِ غفلت سے جگا دیا ہے۔ ہم تصور کرنے لگے ہیں کہ اگر اب بھی ہم چپ رہے تو یہ سب کچھ ہمارے بچوں کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے۔ قومی اسمبلی نے مشال خان کے سفاکانہ قتل کی مذمت کے لئے ایک متفقہ قرارداد منظور کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ توہین کے قانون کے غلط استعمال اور ہجوم کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کے رجحان کو روکنے کے لئے سخت اقدامات اٹھائے جائیں گے۔ اس روح فرسا واقعہ نے مشتعل ہجوم کی طرف سے قانون ہاتھ میں لینے کے حامیوں کی بھی زبان بند کردی ہے (اگرچہ مولانا فضل الرحمٰن اور کچھ دوسرے افراد نے دعویٰ کیا کہ یہ قرارداد اسلام کو کمزور کرنے کی مغربی سازش ہے)۔

ان واقعات کا حتمی جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ ہجوم کی طرف سے منظّم تشدد کا استعمال معاشرے، علاقے اور سیاسی عمل پر اپنا تسلط جمانے کی کوشش ہے۔ بپھرے ہوئے ہجوم کی طرف سے کیا جانے والا وحشیانہ تشدد عام شہریوں کو خوف زدہ کردیتا ہے۔ مذہبی جذبات ابھار کر سیاسی دکان چمکانے والے ایسے حربوں سے عوام کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اس عمل میں خوف اور نفرت سیاسی بیانیے کی جگہ لے لیتے ہیں۔ اگر عام شہری اس خوف کو جھٹک کر کھڑے ہوجائیں اور مذہب کے نام پر کیے جانے والے تشدد اور توہین کے قانون کے غلط استعمال پر رائے ظاہر کرنے کا حوصلہ پیدا کریں تو یہ عمل مذہبی اشرافیہ کی طاقت کم کردے گا۔ لیکن یاد رہے، کوئی بھی لڑے بغیر کسی کو اپنا علاقہ فتح کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ مشال خان کے قتل نے ہمیں اُس سے کہیں زیادہ خوف زدہ کردیا ہے جتنا تحریک طالبان پاکستان اور سلمان تاثیر کے قتل نے کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طالبان کا بس ہم پر اُس وقت چل سکتا تھا جب وہ پاکستان کو فتح کرلیتے۔ اُن کا خوف ایک غیر ملکی حملہ آور طاقت کی طرح تھا جس نے شہریوں تک پہنچنے سے پہلے ملک کی دفاعی فورسز کے ساتھ لڑنا تھا۔ سلمان تاثیر بھی کوئی عام شہری نہ تھا۔ وہ ایک بڑے صوبے کا گورنر تھا، اور پھر وہ بے دھڑک ایک کمزور مسیحی عورت کی حمایت میں کھڑا ہوگیا تھا۔ جہاں تک مشال خان کا تعلق ہے تو وہ ایک متوسط گھرانے سے تعلق اور مثبت سوچ رکھنے والا دلیر لڑکا تھا۔ اُس کی کفالت کرنے اور تعلیم دلانے کے لئے اُس کے والد کو جدوجہد کرنا پڑی تھی۔ آخرکار جب اُس سادہ دل اور صاف گو والد کی آنکھوں میں امید کی چمک گہری ہونے لگی تھی تو یونیورسٹی میں مشتعل ہجوم نے اس کے بازو کو توڑ ڈالا۔ یہ طالبان کا حملہ یا سلمان تاثیر کا واقعہ نہیں، سفاکیت کی یہ آگ ہم سب کی آنکھوں کی روشنی گل کرسکتی ہے۔ وہ اپنے دوستوں کے درمیان کھڑا تھا، وہ اسی معاشرے کا حصہ تھا، لیکن منافقت اور نفرت سے بھرا ہوا یہ معاشرہ کسی بھی وقت زندگی کا چراغ گل کرسکتا ہے۔ مشال کے قتل نے ہم سب کو خوفزدہ کردیا ہے۔

ہمیں توہین کے قوانین کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔ توہین کا مقدمہ درج کرنے کا اختیار صرف ایس پی کے پاس ہو، اور گرفتاری کے لئے سیشن جج کے حکم نامے کی ضرورت ہو۔ اس کے علاوہ مشتعل افراد کے ایک بپھرے ہوئے ہجوم کی شکل دھارنے کے عمل پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے مشال کے ساتھ جو کچھ کیا، وہ ماضی میں آدم خور اپنے شکار کے ساتھ کرتے تھے۔ ہمیں اس درندگی سے آگے بڑھ کر انسانوں کے معاشرے میں زندہ رہنا سیکھنا ہوگا۔ (بشکریہ جنگ)

زندگی اور موت کے معاملات

آئی۔اے۔رحمان

سپریم کورٹ نے کئی مقدمات میں ان لوگوں کو بری کر دیا ہے جن کی سزائے موت کو ہائیکورٹس نے برقرار رکھا تھا۔اس معاملے نے کئی سوالات کو جنم دیا ہے اور اگر بے گناہ لوگوں کو سزائے موت کے گمراہ کن تصور کا شکار ہونے سے بچانا ہے تو ان سوالوں کے جواب دینا ہوں گے۔

سپریم کورٹ نے رواں سال کے پہلے تین ماہ میں جو مقدمات نمٹائے ہیں ان میں تقریباً ایک درجن مقدمات میں عدالت نے ملزموں کو بری کر دیا جنہوں نے اپنی سزائے موت کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر رکھی تھی۔ یہ قیدی جیلوں میں آٹھ سے بیس سال گزار چکے تھے۔انہیں اس لئے رہا کر دیا گیا کیونکہ ان کے خلاف ثبوت ناکافی تھے یا پھر یہ کہ سزا مدعی اور پولیس کی سازباز کے نتیجے میں ہوئی تھی۔ایک کیس میں تو یہ پایا گیا کہ جب جرم سرزد ہوا تھا اس وقت ملزم کم عمر تھا۔

یہ پوچھنا ضروری نہیں ہے کہ ہائیکورٹس نے ان خامیوں پر غور کیوں نہیں کیا جنہیں سپریم کورٹ نے دریافت کر کے اپنا فیصلہ دیا۔اس وقت ہمیں اس بات پر تشویش لاحق ہے کہ زندگی اور موت کے معاملات میں بے انصافی کے امکانات بہت بڑھ گئے ہیں۔

یہ مقدمات جنوری سے مارچ کے دوران سامنے آئے اور ان سے وہ سنسنی نہیں پھیلی جو پہلے مقدمات سے پھیلی تھی جب دو لوگ پھانسی چڑھنے کے بعد بے گناہ قرار پائے تھے یا ایک آدمی اپنی وفات کے بعد بے گناہ قرار پایا تھا لیکن ان مقدمات سے بھی ویسی ہی تشویش پیدا ہوتی ہے۔اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان مقدمات کے متعلق کیا کہا جائے جہاں سزائے موت کا فیصلہ سپریم کورٹ کے سامنے نہیں آیا تا؟ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو مقدمات سپریم کورٹ تک نہیں پہنچ پاتے ان میں کوئی خامی نہیں ہوتی؟

اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ ناکافی شواہد یا مدعی کی ہیرا پھیری کی وجہ سے کسی شخص کو سزائے موت کا سامنا کرنا پڑے۔ان دونوں ہی پہلوؤں کو سپریم کورٹ بھی کئی دفعہ واضح کر چکی ہے۔ان مقدمات میں ناانصافی کا جو خطرہ سامنے آیا ہے وہ پاکستان میں سزائے موت کے خاتمے کے حق میں سب سے مضبوط دلیل ہے۔

بدقسمتی سے اس معاملے کو فوجی عدالتوں کو بحال کرتے وقت زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ نہ صرف یہ کہ فوجی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کے دوران درست قانونی طریقہ کار نہ اپنائے جانے کی وجہ سے نظام انصاف مشکلات کا شکار ہے بلکہ اگر کسی پر دہشتگردی یا قومی سلامتی کے خلاف کام کرنے کا الزام لگ جائے تو وہ غیر جانبدارانہ فیصلے کا حق اسی وقت کھو دیتا ہے۔ دہشتگردی کے حوالے سے مقدمات کے تناظر میں انصاف کا خون ہونے کے امکانات اس وقت دوگنا ہو جاتے ہیں جب ایسے مقدمات کی سماعت ایسے ٹریبونل میں ہو رہی ہو جس پر عدالتی اصول لاگو نہیں ہوتے۔

مذکورہ بالا مقدمات کی وجہ سے بھی اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے کہ ایک اچھے نظام انصاف کا دارومدار مقدمہ تیار کرنے والی ایجنسی کی فعالیت پر ہوتا ہے۔

کئی دہائیوں سے اس بات پر زور و شور سے بحث ہو

اس بات کے امکانات بہت زیادہ ہیں کہ ناکافی شواہد یا مدعی کی ہیرا پھیری کی وجہ سے کسی شخص کو سزائے موت کا سامنا کرنا پڑے۔ان دونوں ہی پہلوؤں کو سپریم کورٹ بھی کئی دفعہ واضح کر چکی ہے۔

رہی ہے کہ پولیس میں استغاثہ اور تحقیقات کے شعبوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے۔یقیناً گزشتہ چند دہائیوں کے دوران اس حوالے سے بہت سے اقدامات کئے گئے ہیں لیکن جب تک موجودہ نظام کا درست طور پر جائزہ نہیں لیا جائے گا اس وقت تک اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ موجودہ نظام میں استغاثہ کا شعبہ کیا اس قابل ہو گیا ہے کہ وہ انصاف کی درست فراہمی کو یقینی بنا سکے۔

صوبائی سطح پر استغاثہ کے اداروں میں فوری اصلاحات کی ضرورت لاہور میں ہونے والے اس خوفناک واقعے سے بھی ظاہر ہوتی ہے جس میں پبلک پراسیکیوٹر نے غیر مسلم ملزموں سے کہا کہ وہ سزا سے بچنے کیلئے اسلام قبول کر لیں۔ پاکستانی تاریخ میں قانون کا ایسا غلط استعمال کبھی نہیں ہوا۔اس واقعے سے نہ صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کے محافظوں نے اعتماد کا خون کیا ہے بلکہ انہوں نے اسلام کو بھی ایسا نقصان پہنچایا ہے جس کی کوئی معافی نہیں ہے۔ اس حوالے سے پنجاب کے محکمہ قانون اور وزیر قانون دونوں کو ذمہ دار ٹھہرانے کا پورا جواز بنتا ہے۔ یہ خیال کہ انصاف کا انحصار کسی شخص کی رنگت یا اس کے مذہب پر ہے قطعی ناقابل قبول ہے اور اسے پوری طاقت کے ساتھ کچل دیا جانا چاہیے۔ فوجداری نظام انصاف پر اثر انداز ہونے والے عوامل پر بات کرتے ہوئے اس بات کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے کہ پولیس کا سارا نظام ہی افراتفری کا شکار ہو چکا ہے۔ پاکستان اس بات پر فخر نہیں کر سکتا کہ اس کے مختلف صوبوں میں مختلف قوانین موجود ہیں۔ بلکہ فرق صرف یہ ہے کہ پاکستان کے کچھ علاقوں میں حکام 1861ء میں نوآبادیاتی دور کے پولیس قانون کو چھوڑ نہیں پا رہے جبکہ باقی علاقوں میں پولیس آرڈر 2002ء کی پوجا ہو رہی ہے سوائے اس کی سب سے اہم شق کے جو پولیس کی عوام کو جوابدہی اور نگرانی سے متعلق ہے۔

مثال کے طور پر پنجاب نے جو نظام اپنایا ہے اس میں پولیس کے حوالے سے شکایات کے ازالے اور عوام سے رابطوں کے حوالے سے جو شقیں رکھی گئی تھیں انہیں کبھی خلوص نیت سے نافذ کیا ہی نہیں گیا۔مزید یہ کہ اگر صوبائی پولیس سربراہان کی مدت ملازمت کا احترام کیا جاتا تو آج سندھ میں جو ڈرامہ ہو رہا ہے وہ نہ ہوتا۔

بدقسمتی سے ملکی سیاسی جماعتوں نے پولیس فورس کو سیاسی مداخلت سے پاک کرنے کے اقدامات کی سختی سے مخالفت کی ہے۔اس کی وجہ واضح ہے۔ بہت سے سیاسی رہنما عوام سے زیادہ اپنے ماتحت افسروں کی حمایت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ چنانچہ سیاستدانوں کی بجائے کچھ عوام دوست سابق پولیس افسر ہی تھے جنہوں نے پولیس آرڈر 2002ء میں نگرانی کی شق کے نفاذ کیلئے مہم چلائی۔

سیاسی دباؤ کا شکار پولیس اور فوجداری مقدمات میں اپنائے جانے والے غلط طریقہ کار کے درمیان گٹھ جوڑ قانونی ماہرین اور عام آدمی دونوں کے علم میں ہونا چاہیے۔ اگر پولیس کو سیاسی سرپرستی نہ ملتی تو مقدمے کے فریقین اور پولیس کے تفتیش کاروں کے درمیان وہ سازباز ممکن نہ ہوتی جس کا ذکر کئی مرتبہ سپریم کورٹ نے بھی کیا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ملک کے تمام علاقوں میں یکساں طور پر فعال اور عوامی خدمت کے جذبے پر مبنی پولیس قوانین نافذ کئے جائیں اور یہ کام مشترکہ مفادات کونسل کے ذریعے انجام دیا جائے۔اس کے ساتھ ماتحت عدلیہ کو ان بے ضابطگیوں سے جن کی نشاندہی سپریم کورٹ نے کی ہے پاک کرنے کا کام کمیشن برائے قانون وانصاف کے سپرد کیا جائے۔

(انگریزی سے ترجمہ،بشکریہ ڈان)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 مارچ سے 24 اپریل تک 14 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 9 خواتین اور 5 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26مارچ	حافظ محمد سلیم	مرد	--	شادی شدہ	محمد حسن مری	بندوق	مقامی	گوٹھ الہٰ بخش مری ضلع نوشہرو فیروز	-	درج	گرفتار	کاوش اخبار
26مارچ	سمعیہ مری	خاتون	20	غیر شادی شدہ	محمد حسن مری	بندوق	مقامی	گوٹھ الہٰ بخش مری ضلع نوشہرو فیروز	-	درج	گرفتار	کاوش اخبار
26مارچ	م	خاتون	--	بیوہ	پنھل چانڈیو	بندوق	بھائی	نیو سعید آباد ضلع مٹیاری	-	درج	گرفتار	کاوش اخبار
26مارچ	عرسان لاشاری	خاتون	--	شادی شدہ	میر محمد	بندوق	بھتیجا	گوٹھ گھرام ضلع سکھر	-	درج	-	کاوش اخبار
27مارچ	مجاہداں	خاتون	--	شادی شدہ	عبیداللہ جاگیرانی	بندوق	شوہر	گوٹھ خرم جاگیرانی۔روہڑی ضلع سکھر	-	درج	-	کاوش اخبار
27مارچ	اکرم جاگیرانی	مرد		---	عبیداللہ جاگیرانی	بندوق	مقامی	گوٹھ خرم جاگیرانی۔روہڑی ضلع سکھر	-	درج	-	کاوش اخبار
29مارچ	نور حسن بڈانی	مرد	--	---	مقامی	بندوق	مقامی	گوٹھ مرچ بڈانی لکی غلام شاہ ضلع شکارپور	-	درج	-	کاوش اخبار
2اپریل	شہزادو بھنبھرو	مرد	35	---	مقامی	بندوق	مقامی	گوٹھ قائم بھنبھرو۔خانپور مہر ضلع	-	درج	-	عوامی آواز اخبار
3اپریل	آصفہ میرانی	خاتون	--	شادی شدہ	نامعلوم	بندوق د	نامعلوم	گوٹھ ڈنکو۔میرپور ماتھیلو ضلع گھوٹکی	-	درج	-	عوامی آواز اخبار
6اپریل	شریفاں	خاتون	--	شادی شدہ	غوث بخش کنڈانی	بندوق	شوہر	جام نواز علی ضلع سانگھڑ	-	درج	-	کاوش اخبار
15اپریل	س	خاتون	--	غیر شادی شدہ	بچل تیغانی	بندوق	شوہر	گڑھی تیغو۔خانپور ضلع شکارپور	-	درج	-	کاوش اخبار
17اپریل	خانزادی شر	خاتون	--	غیر شادی شدہ	نور حسین شر	بندوق	کزن	گوٹھ عبداللطیف شر۔اوباڑو ضلع گھوٹکی	-	درج	-	کاوش اخبار
22اپریل	غلام عباس جاگیرانی	مرد	--	---	مقامی	بندوق	مقامی	لکی غلام شاہ ضلع شکارپور	-	درج	-	کاوش اخبار
23اپریل	شبیراں سومرو	خاتون	30	شادی شدہ	قربان سومرو	چاقو	شوہر	نصیر آباد ضلع لاڑکانہ	-	درج	گرفتار	کاوش اخبار

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 مارچ سے 24 اپریل تک 97 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 65 خواتین شامل ہیں۔ 43 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 15 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26 مارچ	ت م	خاتون	۔	شادی شدہ	محسن	اہل علاقہ	موضع نبی پور، سیت پور	درج	۔	جنگ ملتان
27 مارچ	۔	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	شانی، زوہیب، بلال	اہل علاقہ	حبیب پورہ، کامونکی	درج	۔	خبریں
28 مارچ	عثمان	مرد	14 برس	غیر شادی شدہ	ناصر، شبیر	اہل علاقہ	117 ڈی بی، یزمان	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
28 مارچ	ن	خاتون	۔	۔	رضوان	اہل علاقہ	امامہ کالونی، ساہیوال	درج	گرفتار	نوائے وقت
28 مارچ	علی رضا	بچہ	9 برس	غیر شادی شدہ	منجا	اہل علاقہ	حلقہ نمبر 17، حاصل پور	۔	۔	نوائے وقت
28 مارچ	خ	خاتون	۔	شادی شدہ	بشیر	اہل علاقہ	کوٹ رادھا کشن	۔	۔	نوائے وقت
28 مارچ	حسنین	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	عمر، سجان	اہل علاقہ	منڈیالہ تیگہ، گجراں والا	۔	۔	نوائے وقت
29 مارچ	۔	بچی	۔	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	کوہستان بالا	درج	گرفتار	نیوز راولپنڈی
30 مارچ	حماد	مرد	14 برس	غیر شادی شدہ	زمان، مصطفی، علی حیدر، ارسلان	اہل علاقہ	گاؤں کڑکن واہگہ، شاہ کوٹ	درج	۔	نئی بات
30 مارچ	مظہر	بچہ	11 برس	غیر شادی شدہ	رمضان، عبید، فیصل	اہل علاقہ	محلّہ وڈیرہ، خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	۔	۔	خبریں
30 مارچ	ع الف	خاتون	۔	شادی شدہ	محمد اشفاق	اہل علاقہ	291 ای بی، لکھو منڈی	درج	۔	خبریں
31 مارچ	۔	بچی	11 برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	سیکٹر I/11، اسلام آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
یکم اپریل	ح	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	محسن رضا	اہل علاقہ	ساندل بار، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
یکم اپریل	ارسلان	بچہ	13 برس	غیر شادی شدہ	مظہر اقبال، ساتھی	اہل علاقہ	چک 102/6 اے، ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
2 اپریل	حب علی	بچہ	8 برس	غیر شادی شدہ	تسلیم نواز	اہل علاقہ	عنایتی، خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	۔	۔	شیخ مقبول حسین
2 اپریل	ع	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	عبدالغفور سیال	اہل علاقہ	چک 140 ای بی، بورے والا	درج	۔	خبریں
2 اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	طارق حیات، دیگر 7	اہل علاقہ	محلّہ شاہد نگر، پاک پتن	درج	۔	ایکسپریس
2 اپریل	۔	بچہ	8 برس	غیر شادی شدہ	میر افضل	اہل علاقہ	پشتہ خرہ، پشاور	درج	گرفتار	آج
3 اپریل	ف	خاتون	۔	شادی شدہ	عبدالرشید میرانی	اہل علاقہ	ہیرو شرقی، تونسہ شریف	۔	۔	خبریں ملتان
3 اپریل	۔	خاتون	۔	۔	اعجاز	اہل علاقہ	گارڈن ٹاؤن، لاہور	درج	۔	نئی بات
3 اپریل	ف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	عامر اشفاق	اہل علاقہ	جوئیاں والا، شیخوپورہ	درج	۔	نوائے وقت
3 اپریل	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	دربار بابا فرید، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	اشرف، مقصور	اہل علاقہ	گاؤں 355ای بی، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
3اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	منیر	اہل علاقہ	گاؤں 16ایس پی، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
3اپریل	ن	خاتون	۔	۔	عرفان، 2 ساتھی	اہل علاقہ	کسووال	۔	۔	نوائے وقت
4اپریل	تنویر عباس	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	اختر مسیح	اہل علاقہ	پتوکی	درج	گرفتار	نوائے وقت
4اپریل	ش	خاتون	۔	۔	علی حسن، عمران، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ ہرنی شاہ، شرقپور شریف	۔	۔	نوائے وقت
4اپریل	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	رشید، ساتھی	اہل علاقہ	محلّہ افضل ٹاؤن، لدھے والا وڑائچ، گجراں والا	۔	۔	نوائے وقت
4اپریل	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	عامر، عمران، شاہد	اہل علاقہ	چک 35ڈبلیو بی، وہاڑی	۔	۔	نوائے وقت
4اپریل	ک	بچی	5برس	غیر شادی شدہ	عبدالرحمان	اہل علاقہ	شاہ نواز کالونی، عارف والا	۔	۔	نوائے وقت
4اپریل	عزدان اللہ	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گلزار، مستری خان	اہل علاقہ	پنیالہ رحمانی خیل، ڈی آئی خان	درج	۔	آج
4اپریل	موسیٰ کلیم	بچہ	11برس	غیر شادی شدہ	اسماعیل	اہل علاقہ	ماہڑہ، تحصیل پرواہ، ڈی آئی خان	درج	۔	آج
5اپریل	ص	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	ارشد بھٹی	رشتہ دار	ٹبہ بدر شہید، بہاول پور	درج	۔	خبریں ملتان
5اپریل	ص	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	ارشد بھٹی	رشتہ دار	ٹبہ بدر بشیر، بہاول پور	درج	۔	خبریں
5اپریل	ن۔ب	خاتون	۔	شادی شدہ	رفیق	اہل علاقہ	چک 464، جھنگ	۔	۔	نئی بات
6اپریل	سید مدثر شاہ	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	عثمان عالم	اہل علاقہ	اندرون یکہ توت، پشاور	درج	گرفتار	آج
6اپریل	ک۔ش	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	شاہد، ساتھی	اہل علاقہ	زیڈ بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن، جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	عبداللہ	بچہ	11برس	غیر شادی شدہ	یاسین، ساتھی	اہل علاقہ	چک 58/12ایل، چیچہ وطنی	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	فہیم	بچہ	10برس	غیر شادی شدہ	زوہیب، اویس	اہل علاقہ	پیر محل	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	ث	خاتون	۔	۔	انور، شہزاد، حسن رضا	اہل علاقہ	ذیشان کالونی، کمالیہ	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	عمر	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	عابد	اہل علاقہ	چوک پرانا تھانہ، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	۔	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	جعفر	اہل علاقہ	چک 17ایس پی، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
6اپریل	بابر	بچہ	6برس	غیر شادی شدہ	شبران، ساتھی	اہل علاقہ	معراج ٹاؤن، گلاں والا، مریدکے	۔	گرفتار	نوائے وقت
7اپریل	ن	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	نوید، ساتھی	اہل علاقہ	چک نمبر 200 گ ب، مریدوالا، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
7اپریل	ن	بچی	۔	غیر شادی شدہ	نوید، ساتھی	اہل علاقہ	چک 200 گ ب،، مریدوالا، فیصل آباد	۔	۔	نوائے وقت
7اپریل	ع	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	نواز	اہل علاقہ	چک 399 گ ب، فیصل آباد	درج	۔	نوائے وقت
7اپریل	ص	بچی	6برس	غیر شادی شدہ	غلام یاسین	اہل علاقہ	بستی جھڑواہ، جتوئی	درج	گرفتار	خبریں ملتان

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
8اپریل	محمد عادل	مرد	14برس	غیر شادی شدہ	قاسم جمیل	اہل علاقہ	شیر اکوٹ، لاہور	۔	۔	خبریں
8اپریل	م	خاتون	22برس	غیر شادی شدہ	محمد ارشد، محمد عباس	اہل علاقہ	بستی اعوان، فتح پور جنوبی علی پور	۔	۔	خبریں
8اپریل	س	خاتون	۔	۔	ناطق	اہل علاقہ	نزد ڈی پی ایس اسکول، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
8اپریل	ک	خاتون	۔	۔	محمد عرفان	اہل علاقہ	محلّہ مشتاق نگر، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
8اپریل	غ۔پ	خاتون	۔	۔	اظہر عباس	اہل علاقہ	جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
8اپریل	ر	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	نوراشریف، تحصیل کلورکوٹ، بھکر	۔	۔	نوائے وقت
8اپریل	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	فرحان	اہل علاقہ	ڈنگا، گجرات	۔	۔	خبریں
9اپریل	حبیب علی	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	سلیم نواز	اہل علاقہ	خیر پور ٹامے والی، رحیم یار خان	درج	۔	خواجہ اسد اللہ
10اپریل	۔	بچہ	11برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں سوری زئی، پشاور	درج	۔	ایکسپریس ٹریبیون
10اپریل	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	وحید	اہل علاقہ	موضع شہامند، بصیر پور	۔	۔	ایکسپریس
11اپریل	ح	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	فیصل ٹاؤن، میاں چنوں	۔	۔	خبریں
11اپریل	س	خاتون	20برس	غیر شادی شدہ	طارق، حفیظ، رفیق	اہل علاقہ	موضع تند پور، کبیر والا	درج	۔	خبریں
11اپریل	ر	خاتون	۔	۔	عدیل	اہل علاقہ	گاؤں 67ای بی، پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
11اپریل	۔	بچہ	۔	غیر شادی شدہ	عبداللہ	اہل علاقہ	فرید ٹاؤن، ساہیوال	۔	۔	نوائے وقت
11اپریل	نصیر عباس	بچہ	10برس	غیر شادی شدہ	جعفر	اہل علاقہ	گوجرہ روڈ، جھنگ	۔	۔	نوائے وقت
12اپریل	ف	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	عامر مسیح	اہل علاقہ	تیج گڑھ، مناواں، لاہور	درج	گرفتار	ایکسپریس
12اپریل	س	خاتون	۔	غیر شادی شدہ	شاکر	اہل علاقہ	مبارک آباد، فیروز والا	۔	۔	نوائے وقت
12اپریل	ش	خاتون	۔	۔	عرفان، عدنان	اہل علاقہ	واں بھچراں، میاں والی	۔	۔	نوائے وقت
12اپریل	م	خاتون	۔	۔	خادم حسین	اہل علاقہ	پاک پتن	۔	۔	نوائے وقت
13اپریل	۔	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	قصور	درج	۔	مشرق
13اپریل	۔	خاتون	۔	۔	شاہ سوار	اہل علاقہ	فقیر آباد، پشاور	درج	گرفتار	نیوز راولپنڈی
14اپریل	۔	بچی	6برس	غیر شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	اقبال ٹاؤن، شیخوپورہ	۔	۔	ڈان
15اپریل	سکندر	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	قاضی لطف اللہ	اہل علاقہ	علی پور	درج	۔	خبریں ملتان
16اپریل	۔	خاتون	۔	۔	۔	۔	شیخوپورہ موڑ، منی اسٹیڈیم، گجراں والا	۔	۔	نوائے وقت
17اپریل	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	سعید	اہل علاقہ	گجراں والا	درج	۔	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17اپریل	رقیہ	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	گوبد پور، سیالکوٹ	ـ	ـ	نوائے وقت
17اپریل	ط	خاتون	ـ	ـ	علی شہزاد	اہل علاقہ	جیون شاہ، پاک پتن	ـ	ـ	نوائے وقت
17اپریل	ـ	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	عبیداللہ	اہل علاقہ	گاؤں محمد مراد خلیفہ۔ شکار پور	ـ		ڈیلی ٹائمز
18اپریل	ر	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	مشاہد، حسنین	اہل علاقہ	بستی طوطے واہ، جتوئی	درج	ـ	خبریں ملتان
18اپریل	ر	بچی	8برس	غیر شادی شدہ	امتیاز	اہل علاقہ	موضع شاہ زین اوکھی، شادن لنڈ	درج	ـ	خبریں ملتان
18اپریل	ـ	خاتون	ـ	ـ	کامران خان	اہل علاقہ	تھانہ واہ صدر، راول پنڈی	درج	ـ	ڈیلی ٹائمز
18اپریل	س	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	وارث	اہل علاقہ	چک 557 گ ب، ماموں کانجن	درج	ـ	نوائے وقت
19اپریل	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	موضع اودھن واہ، بہاول نگر	درج	ـ	ڈان
19اپریل	ن۔ب	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	صداقت	اہل علاقہ	موضع چند بھروانہ، جھنگ	درج	ـ	نوائے وقت
19اپریل	حیدر علی	بچہ	9برس	غیر شادی شدہ	محمد نعیم	اہل علاقہ	چک 775 گ ب، پیر محل	ـ	ـ	نوائے وقت
19اپریل	طلحہ	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک 509 گ ب، ماموں کانجن	درج	ـ	نوائے وقت
20اپریل	سکندر علی	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	شکیل احمد	اہل علاقہ	صدر بازار، یزمان	درج	گرفتار	خواجہ اسداللہ
21اپریل	ش	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	رنگ علی	اہل علاقہ	283 گ ب، روڈالہ، فیصل آباد	درج	ـ	خبریں
21اپریل	عدیل	بچہ	13برس	غیر شادی شدہ	ثاقب	اہل علاقہ	چباں، سرگودھا روڈ، فیصل آباد	درج	ـ	خبریں
22اپریل	ف	بچی	11برس	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	قادر آباد بائی پاس، قصور	درج	ـ	نوائے وقت
23اپریل	ع	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	عزیز	اہل علاقہ	رانا بھٹی، فیروز والا	ـ	ـ	نوائے وقت
23اپریل	جاسم	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	عباس	اہل علاقہ	مومن پورہ، لاہور روڈ، فیروز والا	ـ	ـ	نوائے وقت
23اپریل	فہیم	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	ندیم، ساتھی	اہل علاقہ	بھکر	ـ	ـ	نوائے وقت
23اپریل	ـ	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چکوال	درج	گرفتار	ڈان
23اپریل	ح	بچی	6برس	غیر شادی شدہ	ہارون	اہل علاقہ	اختر آباد، بالا گڑھی، مردان	درج	گرفتار	آج
24اپریل	ـ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	لقمان سرور	اہل علاقہ	گاؤں 74 ای بی، پاک پتن	درج	ـ	ایکسپریس
24اپریل	ـ	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	ترلائی، اسلام آباد	درج	ایک گرفتار	ایکسپریس ٹریبیون
24اپریل	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	علی محمد	رشتہ دار	محمود آباد، کوٹ رادھا کشن	ـ	ـ	نوائے وقت
24اپریل	علی حسن	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	خرم شہزاد	اہل علاقہ	ساہیوال	ـ	ـ	نوائے وقت
24اپریل	ارمان	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	نعمان	اہل علاقہ	پاک پتن	ـ	ـ	نوائے وقت
24اپریل	ص	خاتون	ـ	ـ	رب نواز	اہل علاقہ	ملکوال	ـ	ـ	نوائے وقت

پاکستان میں بچوں کا جنسی استحصال

زنیرہ ثاقب

اپنی ڈاکٹریٹ کے سلسلے میں مجھے کئی غیر منافع بخش تنظیموں کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس شعبہ کے ساتھ کام کرنے پر شدت سے احساس ہوا کہ پاکستان میں ان تنظیموں کے بارے میں پائے جانے والے منفی جذبات درست نہیں ہیں۔ جہاں اس بات سے بالکل انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کئی تنظیموں نے سوائے پیسوں کی لوٹ مار اور ذاتی مفاد کے سوا کسی کے لئے کوئی کام نہیں کیا وہاں ایسی تنظیموں کی بھی کوئی کمی نہیں جو کہ دن رات اس ملک میں پائے جانے والے اس خلا کو پر کر رہی ہیں جو کہ حکومت کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے وجود رکھتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ''ساحل'' نام کی ایک تنظیم کے ساتھ کام کرنے کا اتفاق ہوا۔ یہ تنظیم پاکستان کی ان چند تنظیموں میں سے ہے جو بچوں کے جنسی استحصال پر کام کر رہیں ہیں۔ یہ تنظیم نہ صرف متاثر بچوں کو مفت قانونی مدد دیتی ہے بلکہ نفسیاتی مشاورت کے ذریعے ان کو دوبارہ ایک کارآمد شہری بنانے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اس تنظیم کے تحت ہر سال ایک رپورٹ شائع کی جاتی ہے۔ یہ رپورٹ پاکستان میں شائع ہونے والے اخبارات میں رپورٹ ہونے والی خبروں کی مدد سے بنائی جاتی ہے۔ اس سال یہ رپورٹ پاکستان کے 84 قومی، اور مقامی اخباروں میں رپورٹ ہونے والے کیسز کی مدد سے بنائی گئی۔ یہاں یہ بات سمجھنا بے حد ضروری ہے کے یہ رپورٹ محض ان کیسز پر بنائی جاتی ہے جو کہ رپورٹ ہوتے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آدھے سے زیادہ کیسز کبھی رپورٹ ہی نہیں کیے جاتے۔ اس کی وجہ آپ اور میں خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے میں آج بھی جنسی استحصال ایک ممنوع موضوع ہے اور زیادہ تر اس میں مجرم کی بجائے متاثرہ فرد ہی کو الزام دیا جاتا ہے۔ اور یہ بات تو ہم سمجھتے ہی ہیں کہ جہاں غیرت کی خاطر قتل کر دینے میں بھی کوئی خاص مضائقہ نہیں سمجھا جاتا وہاں ایسے کیسز کا رپورٹ نہ ہونا کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے اس رپورٹ کا نام ہے ''ظالمانہ اعداد''۔ اس کے چیدہ چیدہ نکات دیکھتے ہیں جس سے ہمیں کچھ اندازہ ہوگا کہ پاکستان میں آخر ہو کیا رہا ہے 2015 میں پورے پاکستان سے بچوں کے جنسی استحصال کے 3768 کیس رپورٹ کے گئے جس کا مطلب ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر 10 بچے زیادتی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان میں سے 100 بچوں کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ 1723 بچے گینگ ریپ کا شکار ہوئے۔ اس معاملے میں کم از کم پاکستانی معاشرے نے اپنی تنگ نظری کو پیچھے چھوڑ دیا اور لڑکے لڑکیاں برابر اس کا شکار بنے۔ پولیس کے ریکارڈ کے مطابق 5483 عصمت دری کرنے والے مجرموں میں سے تقریباً 2000 کے قریب لوگ بچوں کو کسی نہ کسی طرح جانتے تھے۔ یعنی کہ وہ خاندان یا خاندان کے دوستوں میں سے کوئی لوگ تھے۔ اور یہ بھی کہ لگ بھگ 50% واقعات بند کمروں (اسکول، مدراس) یا گھروں میں پیش آتے ہیں۔

ہمارے ملک میں ایک بیمار ذہنیت کے حامل طبقے کا خیال ہے کہ ریپ کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ کچھ روشن خیال سمجھتے ہیں کہ ریپ ویسے تو ممکن نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ریپ کا شکار ہونے والے انسان نے ایسے کپڑے پہن رکھے ہوں یا ایسی حرکتوں میں ملوث ہو جو کہ کسی کے جذبات بھڑکانے کا سبب بن جائیں اور وہ ریپ کا شکار ہو جائے جس صورت میں متاثرہ کی غلطی ہے نہ کہ ریپ کرنے والے کی۔ ان لوگوں کی معلومات کے لئے عرض ہے کے 2015 میں 5-0 سال کی عمر کے 200 بچوں کو جنسی زیاتی کا نشانہ بنایا گیا۔ 6-10 سال کے 800 کے قریب کیس رپورٹ ہوے۔ اب یہ تو کوئی ان ہی سے پوچھے کہ یہ بچے کونسے کپڑے پہنتے تھے اور کونسی حرکات میں ملوث ہے جو کسی کے جذبات بھڑکانے کی وجہ بن گئے؟ دکھ کی بات یہ ہے کے ہمارا میڈیا سنسنی پھیلانے میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ان کیسز میں سے 1500 سے زیادہ کیس ایسے تھے جس میں متاثر بچے کا نام اور کچھ رپورٹس میں نام اور تصویر دونوں اخبار میں چھاپ دی گیں اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کو اس معاشرے میں پہلے تو کیس کو رپورٹ کرنے کے لئے کس قدر حوصلہ اور ہمّت چاہیے اور اس کے بعد جب سنسنی پھیلانے کے لئے اخبار میں جلی حروف میں بچے کی تصویر اور نام چھاپ دیا جاتا ہوگا تو وہ بچا/ بچی اور اس کا خاندان کس قدر ذہنی اذیت سے گذرتے ہوں گے۔ آج اس ممنوع موضوع پر بات کرنے کے دو مقصد تھے۔ پہلا تو یہ کہ آپ کو یہ اندازہ ہو سکے یہ سب کچھ یہاں آپ کے ارد گرد ہی ہو رہا ہے۔ اگر آپ کے اپنے بچے یا چھوٹے بہن بھائی ہیں تو ان کی حفاظت اور ان کی تربیت آپ کی ذمے داری ہے۔ ہمارے یہاں لوگوں نے بچوں کی اس بات پر تربیت کو بھی ممنوع بنا دیا ہے۔ اس تربیت کا واحد مقصد بچے کو یہ سمجھانا ہے کے استحصال کی کونسی صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بچہ اس کا شکار ہو جائے تو وہ کس سے بات کر سکتا ہے۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ کیونکہ ہم شرما شرمی میں یا اپنی تنگ نظری میں بچے سے اس موضوع پر بات نہیں کرتے تو وہ ہمارے پاس شکایت لے کر بھی نہیں آتا۔ بچہ سوچتا ہے کہ وہ متاثر نہیں بلکہ اس میں اس کا ہی کوئی قصور ہے۔ لہذا بچوں سے اس موضوع پر ضرور بات کیجیے۔

دوسرا مقصد اس موضوع پر بات کرنے کا حکومت وقت کو ذمے داریوں کا احساس دلانا ہے۔ ایک این جی او پاکستان میں واحد ادارہ ہے جو کہ بچوں کے جنسی استحصال پر اعداد و شمار اکٹھا کر رہا ہے۔ کوئی حکومتی ادارہ اس سلسے میں نہ تو فعال ہے اور نہ ہی اس میں کوئی دلچسپی رکھتا ہے۔ میڈیا پر کسی قسم کی تعلیم اس بارے میں نہیں دی جاتی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی تنگ نظری سے نکلیں اور ممنوع موضوعات پر بات کر کے ان کے حل کی تدبیر کریں۔

(بشکریہ ہم سب)

طالبہ کو 'ہراساں' کرنے پر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے استاد معطل

فیصل آباد گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد (جی سی یو ایف) نے ایم فل کی طالبہ کو ہراساں کیے جانے کے معاملے پر ایک اسسٹنٹ پروفیسر کو 90 دن کے لیے معطل کر دیا۔ یونیورسٹی کے رجسٹرار کی جانب سے 17 اپریل کو جاری کیے گئے نوٹیفکیشن کے مطابق، 'جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے معاملے پر بنائی گئی کمیٹی کی تجاویز پر وائس چانسلر کی جانب سے ڈاکٹر ناصر رسول کو فوری طور پر 90 روز کے لیے معطل کیا جا رہا ہے'۔ وائس چانسلر کے احکامات کے بعد کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کے اسسٹنٹ پروفیسر کے خلاف تحقیقات کا آغاز کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ گذشتہ ماہ 27 مارچ کو آرگینک کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ میں ریسرچ کی ایک طالبہ نے مذکورہ پروفیسر کے خلاف شکایت کی تھی۔ جس پر یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے کمیٹی کو معاملے کی انکوائری کی ہدایات دیتے ہوئے 7 اپریل کو رپورٹ جمع کروانے کو کہا تھا۔ وائس چانسلر کے نام لکھی گئی درخواست میں طالبہ نے موقف اختیار کیا تھا کہ اسے ڈاکٹر رسول کی زیر نگرانی ریسرچ ورک کرنا تھا اور بعض اوقات طلبہ کو ان کے ساتھ لیبارٹری میں بھی کام کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ طالبہ نے لکھا، 'ڈاکٹر رسول نے مسلسل میرے ساتھ غیر اخلاقی رویہ اختیار کیا، جو میری عزت و وقار کے خلاف ہے'۔ طالبہ کا کہنا تھا کہ 'پروفیسر مسلسل غیر اخلاقی فون کالز اور ٹیکسٹ میسجز بھیجتے تھے اور شکایت کرنے کی صورت میں سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے تھے۔ مذکورہ طالبہ نے لکھا، میں یہ مزید برداشت نہیں کر سکتی، ان کی غیر اخلاقی گفتگو میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ طالبہ نے وائس چانسلر پر زور دیا کہ وہ متعلقہ استاد کے قانونی کاروائی کریں اور ان کی عزت وقار کا بھی بالکل اسی طرح تحفظ کریں جس طرح وہ اپنی بیٹی کے لیے کرتے ہیں۔ مذکورہ طالبہ نے ڈاکٹر رسول کی جانب سے بھیجے گئے ٹیکسٹ میسجز کے اسکرین شاٹس کے پرنٹ آوٹ بھی ثبوت کے طور پر تحریری شکایت کے ساتھ منسلک کیے تھے۔ یونیورسٹی رجسٹرار نے مذکورہ پروفیسر کی معطّلی کے لیے جاری کیے گئے نوٹیفکیشن میں کہا کہ ڈاکٹر رسول کے خلاف پنجاب ایمپلائیز، ڈسپلن اینڈ اکاونٹیبلٹی ایکٹ 2006 کے تحت انکوائری کے آغاز کا معاملہ یونیورسٹی سنڈیکیٹ کی اگلی میٹنگ کے سامنے رکھا جائے گا۔

(بشکریہ ڈان)

گلگت بلتستان میں خواتین پر تشدد کا بڑھتا ہوا رجحان

اسرار الدین اسرار

وزیر اعلیٰ گلگت بلتستان نے گذشتہ دنوں اپنے ایک خطاب میں کہا تھا کہ گلگت بلتستان میں خواتین پر تشدد کو روکنے کے لئے قانون سازی کی جائے گی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کو اس مسئلے کی سنگینی کا اندازہ ہو چکا ہے کہ ہمارے معاشرے کی نصف آبادی پر مشتمل یہ طبقہ کس نوعیت کے مظالم کا شکار ہے۔ ہمارے پاس ایسے بے شمار شواہد ہیں جن کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب خواتین کے تشدد کے مسئلے کو سنجیدگی سے لینے کی ضرورت ہے۔

حالیہ دنوں ایک مظلوم خاتون گلگت بلتستان کے ایک دور دراز علاقے سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے گلگت میں واقع دفتر آئی تھی۔ پچاس سال کے لگ بھگ عمر والی اس خاتون کو اس کے دوسرے شوہر نے طلاق دی تھی۔ اس خاتون نے روتے ہوئے اپنی کہانی سنائی۔ انہوں نے کہا کہ "میں اپنے پہلے شوہر سے طلاق لینے کے بعد باپ کے گھر میں تھی اس دوران ایک بڑی عمر والے شخص کا میرے لئے رشتہ آیا جن کی پہلی بیوی وفات پا چکی تھی۔ مجھ یہ بتایا گیا کہ ان کی پہلی بیوی سے دو بچے ہیں۔ میرے گھر والوں نے اس شخص سے میری شادی کرادی۔ شادی کے بعد پتا چلا کہ اس شخص کی پہلی بیوی سے آٹھ بچے ہیں۔ میں نے وہ جھوٹ قبول کیا اور پندرہ سالوں تک ان کے بچوں کو پالتی رہی۔ اس دوران میری اپنی بھی تین بچیاں پیدا ہوگئیں۔ میں نے اپنی بچیوں کے ساتھ شوہر کی پچھلی بیوی کے آٹھ بچوں کو بھی سنبھالا۔ جب میرے شوہر کی پہلی بیوی کے بیٹے جوان ہوگئے تو انہوں نے مجھ پر جسمانی تشدد کرنا شروع کیا۔ یہ سلسلہ کئی سالوں تک چلتا رہا یہاں تک کہ ان لڑکوں نے اپنے باپ کو کہا کہ وہ مجھ طلاق دے۔ میرا شوہر بوڑھا تھا اور اپنے ظالم بیٹوں کے آگے بے بس تھا۔ ان کے سوتیلے بیٹوں نے مجھے کچھ بتائے بغیر میرے گاوں کی گاڑی میں مجھے بٹھا کر میرے بھائیوں کے گھر پہنچا دیا اور وہاں پیغام بھیج دیا کہ مجھے میرے شوہر نے طلاق دی ہے۔ بعد میں گاؤں میں جرگہ بیٹھا تو میرے بھائیوں نے نام نہاد غیرت کے نام پر مجھے جرگہ کے سامنے جانے نہیں دیا جس کی وجہ سے جرگہ نے بھی طلاق کو برقرار رکھا اور میری تینوں معصوم بیٹیاں بھی مجھے نہیں دی گئیں۔ میری مصیبت یہاں ختم نہیں ہوئی بلکہ اب میرے بھائی مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں طلاق یافتہ ہونے کی وجہ سے میں قابل نفرت ہوں۔ یہاں تک کہ میرے بھائیوں نے مجھے کہا کہ تم طلاق یافتہ ہو، ایسے جینے سے مرنا بہتر ہے اس لئے تم خودکشی کرلو۔ میں بھائیوں کے اس رویے سے تنگ آکر کسی رشتہ دار کے گھر پناہ لینے پر مجبور ہوئی اور اب تک میں ایک رشتہ دار کے گھر میں پناہ لے کر بیٹھی ہوں۔ میں خوشی سے خودکشی کرتی مگر مجھے میری بیٹیوں پر ترس آتا ہے۔ وہ ظالم لوگ میری بیٹیوں کو قتل کریں گے۔ میں ان کو سنبھالنا چاہتی ہوں، کوئی مجھے میری بیٹیاں دلا دے تو میں محنت کر کے ان کو پڑھاؤں گی۔ میں ہر فورم پر گئی ہوں میری شنوائی نہیں ہوئی۔ قانونی جنگ لڑنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں نے سپریم اپیلٹ کورٹ گلگت بلتستان میں ازخود نوٹس کے لئے درخواست دی ہے جو کہ دو ہفتوں سے زیرالتواء ہے"

یہ صرف ایک خاتون کی کہانی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسی ہزاروں کہانیاں ہیں۔ ایسی کہانیوں میں خاتون بے بس، لاچار اور مجبور ہوتی ہے نہ وہ پوری طرح مرچکی ہوتی ہے اور نہ وہ پوری طرح زندہ ہوتی ہے۔ ان مظلوم اور بے بس خواتین کے حقوق کی جب بھی بات کرو تو کہا جاتا ہے کہ یہ ہمارے معاشرے کا اہم مسئلہ نہیں ہے۔ عورتوں کے حقوق کی بات کرنا مغرب کا ایجنڈا ہے۔ ہمیں آج تک یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ عورت پر ظلم کرنا مذہب کی کونسی خدمت ہے؟۔

اعداد وشمار کے مطابق گلگت بلتستان میں ۲۰۱۵ء کے دوران پچاس کے قریب مرد وخواتین معمولی نوعیت کے معاملات میں غیرت کے نام پر قتل ہوئے ہیں جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔ ۲۰۱۶ء میں بھی اعداد وشمار اس سے مختلف نہیں ہیں۔ سالانہ دس سے بیس خودکشیاں ہوتی ہیں جن میں اکثریت خواتین کی ہوتی ہے۔ ان واقعات کے پیچھے گھریلو تشدد کے عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں گھریلو جھگڑوں اور تشدد کے بے شمار واقعات روزانہ کی بنیاد پر پیش آتے ہیں جن کے کوائف رکھنے والا کوئی ادارہ نہیں ہے اور لوگ نام نہاد عزت کی وجہ سے ایسے واقعات پولیس کے نوٹس میں بھی نہیں لاتے۔ حالانکہ اس مقصد کے لیے خواتین پولیس اسٹیشن بھی بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح تشدد کے ان واقعات کی وجہ سے طلاق اور خلع کے رجحان میں بھی تیزی دیکھنے میں آئی ہے۔ خواتین پر تشدد کے اس بڑھتے ہوئے رجحان سے نئی نسل کی گھریلو اور معاشرتی زندگی پر بھی انتہائی مضر اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ گذشتہ سال پنجاب اسمبلی میں جب خواتین کے تشدد کے خلاف قانون منظور کیا گیا تو اس کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور یہ کہا گیا کہ اس بل کی وجہ سے گھر کا نظام ٹوٹ جائے گا۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ گھر کا نظام افراد خانہ کے باہمی احترام کے ختم ہونے اور تشدد کو فروغ ملنے سے ٹوٹتا ہے۔ گھریلو جھگڑوں اور تشدد کو روکنے سے گھر کا نظام تو زیادہ بہتر ہوسکتا ہے۔

> یہ صرف ایک خاتون کی کہانی ہے۔ ہمارے معاشرے میں ایسی ہزاروں کہانیاں ہیں۔ ایسی کہانیوں میں خاتون بے بس، لاچار اور مجبور ہوتی ہے نہ وہ پوری طرح مرچکی ہوتی ہے اور نہ وہ پوری طرح زندہ ہوتی ہے۔ ان مظلوم اور بے بس خواتین کے حقوق کی جب بھی بات کرو تو کہا جاتا ہے کہ یہ ہمارے معاشرے کا اہم مسئلہ نہیں ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ گلگت بلتستان میں اس مسئلے کی طرف توجہ دی جائے۔ اس ضمن میں علماء، صحافی، شعراء، اساتذہ، سول سوسائٹی اور حکومت کو مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر حکومت کی ذمہ داری ان سب سے زیادہ ہے۔ ایک خاتون گھریلو تشدد، نام نہاد غیرت اور اہل خانہ کے ظلم و بربریت کی وجہ سے اتنی بے بس ہو کہ اس کو خودکشی کے علاوہ کوئی راستہ نظر نہ آئے تو اس کو پناہ اور تحفظ دینا حکومت ہی کی ذمہ داری بنتی ہے۔ یہ کام کوئی سول سوسائٹی کا ادارہ یا فرد نہیں کرسکتا۔ پچھلے سال ایک ایسی مظلوم لڑکی کو گلگت کی ایک سماجی کارکن خاتون نے پناہ دی تھی۔ اس دوران ملزمان کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے اس سماجی کارکن خاتون پر الزام لگایا گیا کہ اس نے لڑکی کو اکسایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ سماجی کارکن اب ایسے معاملات میں دلچسپی نہیں لیتے ہیں۔ لہذا اب یہ کام حکومت کو ہی کرنا پڑے گا۔ خواتین پولیس تھانوں میں اچھے کردار کی حامل خواتین پولیس اہلکار تعینات کرنے کی ضرورت ہے اور ان تھانوں کا ماحول اتنا محفوظ ہو کہ ایک عام خاتون اپنا مسئلہ لیکر وہاں جا سکے۔ کیونکہ یہ بات دیکھی گئی ہے کہ تھانوں میں تعینات خواتین عملہ اکثر اوقات مظلوم کی مدد کے حوالے سے قانون کے بنیادی فلسفے سے نابلد ہوتی ہیں اور وہ مظلوم کا ساتھ دینے کی بجائے ملزمان کا ساتھ دیتی ہیں جس کی وجہ سے عام خواتین ان سے اچھے کی امید رکھنے کی بجائے ان سے خوف زدہ ہوتی ہیں۔ جو خواتین پولیس اہلکار اچھی سوچ بوجھ رکھتی ہیں وہ بھی سماجی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں اور اکثر قانونی تقاضوں کو پورا کئے بغیر مقدمے سے جان چھڑانے کی کوشش کرتی ہیں۔

ایسی خواتین جو گھر سے نکلنے سے بھی قاصر ہیں اور جن کے پاس قانونی چارہ جوئی کے لئے پیسے نہیں ہوتے ہیں ان کے لئے ہیلپ لائین بنائی جاسکتی ہے۔ شیلٹر ہوم کا قیام عمل میں لائے بغیر ان خواتین کو تحفظ نہیں دیا جاسکتا جو گھروں سے بے دخل کی جاتی ہیں یا جن کا کسی وجہ سے گھروں میں رہنا محال ہو جاتا ہے۔ نتیجے کے طور پر وہ خودکشی کر جاتی ہیں۔ اکثر ایسے مقدمات دیکھے گئے ہیں جن میں عدالت کو مجبوراً ایسی خواتین کو تحفظ دینے کی غرض سے ان کو تھانہ یا جیل بھیجنا پڑتا ہے جس سے ان کی زندگیوں کو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جائیداد سے خواتین کو محروم رکھنا ایک عام سی بات سمجھی جاتی ہے۔ بعض اوقات خواتین کو محض جائیداد سے محروم رکھنے کے لئے نام نہاد غیرت کے نام پر قتل یا زبردستی شادی کرادی جاتی ہے۔ جو خواتین جائیداد سے بھی محروم ہوں اور ان کو گھر سے بھی بے دخل کیا جائے تو وہ اتنی بے بس ہو جاتی ہیں کہ ان کو یا تو ساری زندگی ظلم کی چکی میں پسنا ہوتا ہے یا خودکشی کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس تیسرا راستہ نہیں ہوتا۔ اس حوالے سے پنجاب اسمبلی میں پیش کئے گئے قانون میں بہت اچھے اقدامات تجویز کئے گئے ہیں۔ حکومت چاہے تو اس قانون میں ضروری ترامیم کے بعد اسے گلگت بلتستان قانون ساز اسمبلی سے منظور کرایا جاسکتا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اس اہم سماجی مسئلے کا پائیدار حل ممکن نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے خواتین کے حقوق کے لئے اقدامات کے عزم کا اظہار خوش آئند ہے۔

عورتیں

بیوی، چچی اور بھابھی کی جان لے لی

جھل مگسی جھل مگسی کے علاقہ کھتور میں گلزار مگسی نے فائرنگ کر کے اپنی بیوی شمشاد ذانی، چچی گل بی بی اور بھابی امام خاتون کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور بعد میں خود کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ فائرنگ کے نتیجہ میں 28 سالہ دھیانی، نور جہاں، غلام محمد، غلام حسین زخمی ہوئے۔ ایچ آر سی پی کے کور گروپ نے آزاد ذرائع سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ گہرام گلزار کا چچا تھا۔ اور ان میں ہر وقت جھگڑا رہتا تھا جس کے باعث یہ واقعہ پیش آیا۔ زخمی افراد کو جھل مگسی رورل ہیلتھ سنٹر میں طبی امداد نہ ملی۔ جس پر ان کے ورثاء انہیں اپنی مدد آپ کے تحت علاج کے لیے سندھ لے گئے۔ مکمل تحقیقات سے مزید حقائق سامنے آئیں گے اور پتہ چل سکے گا کہ تین افراد کے قتل کی حقیقی وجہ کیا تھی۔

(رحمت اللہ ابرار)

پسند کی شادی کرنے والا جوڑا قتل

پشاور 8 اپریل کو تھانہ انقلاب کے علاقے غریب آباد میں گھر سے بھاگ کر پسند کی شادی کرنے والے جوڑے کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ فائرنگ کے نتیجے میں مقتول کا بہنوئی شدید زخمی ہو گیا جسے تشویشناک حالت میں ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ ملزمان واردات کے بعد فرار ہو گئے۔ پولیس نے مقتولہ کے والد، بھائی اور چچازاد بھائی کے خلاف دوہرے قتل کا مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ پولیس کے مطابق متی کی رہائشی شیما بی بی نے کچھ عرصہ قبل اہل خانہ کی مرضی کے بغیر بڈھ بیر کے رہائشی نوجوان سید اللہ ولد الماس سے پسند کی شادی کی تھی اور شادی کے بعد دونوں میاں بیوی اسلام آباد منتقل ہو گئے۔ کچھ روز قبل سید اللہ اپنی بیوی کے ہمراہ ڈنڈوں پل غریب آباد میں واقع اپنے بہنوئی حمید اللہ ولد رحمت اللہ کے گھر آیا تھا اور یہیں مقیم ہو گیا۔ وہ گھر میں موجود تھے کہ اس دوران شیما بی بی کا والد صاحب الرحمٰن ولد زیور خان، بھائی لقمان اور چچازاد بھائی شفیق الرحمٰن ساکنان متی نے ان کے گھر میں گھس کر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں شیما بی بی اپنے شوہر اور رشتہ دار حمید اللہ سمیت متعدد گولیاں لگنے سے زخمی ہو گئے جنہیں مقامی افراد نے طبی امداد کیلئے لیڈی ریڈنگ ہسپتال منتقل کیا۔ جہاں بعد ازاں سید اللہ اور شیما بی بی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔

(روزنامہ آج)

مطلقہ خاتون قتل

پشاور 6 اپریل کو تھانہ خزانہ کے علاقے نیوگڑھی میں مبینہ طور پر گھریلو ناچاقی کی بناء پر مطلقہ خاتون کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا جبکہ ملزمان واردات کے بعد فرار ہو گئے، پولیس نے مقتولہ کے بھائی، سابق شوہر اور سسر کے خلاف مقدمہ درج کر کے ان کی تلاش شروع کر دی ہے۔ سحر گل ولد عبدالجبار سکنہ نیوگڑھی بخشو پل نے رپورٹ درج کرتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ چند سال قبل اس کی بیٹی مسماۃ ناز و کی شادی تلاکنگ کے رہائشی وقاص ولد یاسین سے ہوئی تھی تاہم کچھ عرصہ قبل گھریلو ناچاقی کی بناء پر اس کی بیٹی طلاق لیکر میکے آ گئی، گزشتہ روز اس کی بیٹی گھر میں موجود تھی کہ اس دوران ناز و کے بھائی کفایت، سابق شوہر وقاص اور سسر یاسین ولد سلطان نے گھر میں گھس کر اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ متعدد گولیاں لگنے سے موقع پر جاں بحق ہو گئی۔

(روزنامہ آج)

گھر والوں نے لڑکی کو قتل کر دیا

گجرات پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں مبینہ طور پر 'غیرت کے نام پر قتل' کا ایک اور واقعہ منظر عام پر آیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق والدین اور بھائیوں نے مل کر 18 سالہ لڑکی کو مبینہ طور پر گلے میں پھندا ڈال کر قتل کر دیا۔ یہ افسوس ناک واقعہ ضلع گجرات کی تحصیل سرائے عالمگیر کے گنجان آباد علاقے کلمہ چوک میں پیش آیا۔ پولیس نے واقعے کے بعد مقتولہ کے 2 بھائیوں سمیت والدین کو بھی گرفتار کر لیا اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق مقتولہ نویں جماعت کی طالبہ تھی اور گھر میں اکثر والدین اور بھائیوں کے ساتھ اس کا جھگڑا رہتا تھا تاہم جھگڑے کی نوعیت کے حوالے سے تفصیلات سامنے نہیں آ سکیں۔ پولیس نے لاش کو قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے کھاریاں ہسپتال منتقل کر دیا جبکہ مقتولہ کے والدین اور دو بھائیوں پر سرکار کی مدعیت میں مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ 28 مارچ کو وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بھی مبینہ طور پر غیرت کے نام پر قتل کا واقعہ سامنے آیا تھا جس میں باپ نے اپنی 15 سالہ بیٹی کا گلا دبا کر اسے قتل کر دیا تھا اور خود کو پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ واضح رہے کہ ملک میں غیرت کے نام پر قتل کے رجحان میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور اس طرح کے کئی واقعات روز رپورٹ ہو رہے ہیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ایک رپورٹ کے مطابق 2015 میں 500 مرد و خواتین کو غیرت کے نام پر قتل کیا گیا۔

(بشکریہ ڈان)

خلع مانگنے پر بیوی اور ساس قتل

کراچی کراچی کے علاقے سرجانی ٹاؤن میں ایک شخص نے خلع مانگنے پر اپنی بیوی اور ساس کو قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہو گیا۔ پولیس کے مطابق واقعہ کراچی کے علاقے سرجانی ٹاؤن میں پیش آیا جہاں مبینہ طور پر شوہر نے خلع مانگنے پر اپنی بیوی اور اس کی ماں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ سرجانی تھانے کے ایس ایچ او غلام حسین کورائی نے بتایا کہ 20 سالہ کرن بابر اور اس کی ماں 45 سالہ زوجہ شاہ جہاں بابر کو سرجانی کے علاقے خدا کی بستی میں ملک ناصر نامی شخص نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہو گیا۔ ایس ایچ او سرجانی غلام حسین کے مطابق چھ ماہ قبل کرن کی شادی ملک ناصر سے ہوئی تھی اور یہ ملزم کی تیسری شادی تھی۔ ایس ایچ او کے مطابق شادی کے چند عرصہ بعد ہی جوڑے کے درمیان تنازعات پیدا ہو گئے اور ایک ماہ قبل کرن اپنے شوہر سے علیحدہ ہو گئی تھی جبکہ اس نے ملیر کورٹ میں خلع کی درخواست بھی دائر کی تھی۔ رپورٹس کے مطابق مقتولہ کو جمعرات 13 اپریل کو اس سلسلے میں عدالت میں پیش بھی ہونا تھا تاہم اس سے پہلے کہ وہ عدالت کے لیے روانہ ہوتی اس کا شوہر اس کے گھر آ گیا اور خلع کی درخواست واپس لینے پر رضامند کرنے کی کوششیں کرنے لگا۔ اس دوران دونوں کے درمیان جھگڑا شروع ہو گیا اور جب مقتولہ اپنی ماں کے ہمراہ عدالت جانے کے لیے گھر سے نکلی تو ملزم نے مبینہ طور پر راستے میں ہی فائرنگ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ پولیس نے واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہے جبکہ ملزم کی تلاش کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

(بشکریہ ڈان)

قتل ہونے والی خاتون کی قبرکشائی

پشـــاور 6اپریل کو پشاور کے نواحی علاقہ متنی میں چند ماہ قبل چھوڑ کر جانے کی وجہ سے قتل ہونے والی خاتون کی قبرکشائی کر کے پوسٹ مارٹم کے بعد نعش دوبارہ دفنادی گئی جبکہ پولیس نے قتل شوہر کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرلیا۔قبرکشائی کے دوران قاتل کو قبرستان لایا گیا اوراس کی نشاندہی پر متعلقہ جج و پولیس افسروں کے سامنے قبرکشائی کی گئی۔ابتدائی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق مقتولہ کو سینہ میں ایک گولیلگی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔اس ضمن میں ڈی ایس پی رحمت اللہ خان کا کہنا تھا کہ 22 مارچ کو انہیں اطلاع ملی تھی کہ چند ماہ قبل کبیر خان ولد بخت سید سکنہ شریکرہ کی بیوی گھر سے فرار ہوگئی تھی اور بعدازاں وہ دارالامان میں رہائش اختیار کرنے کے بعد اپنے میکے چلی گئی۔وقوعہ کے روز اس کا شوہر اپنے سسر کے گھر گیا جہاں مقتولہ کے چچا شمس الرحمان عرف شمسو ولد پیر بادشاہ کے ساتھ ملکراس نے فائرنگ کر کے خاتون کو قتل کر دیا اور قتل چھپانے کیلئے کسی کو اطلاع دیئے بغیر ہی اسے دفنادیا۔پولیس کو قتل کی اطلاع ملی تو اس نے چھاپہ مار کر اس کے والد کو حراست میں لے لیا جس نے تفتیش کے دوران تمام حقائق اگل دیئے اور بتایا کہ اس کے بھائی نے داماد کے ساتھ ملکر بیٹی کو قتل کیا ہے۔ڈی ایس پی کے مطابق چھاپہ مار کر شوہر کو گرفتار کرلیا گیا جس کی نشاندہی پر علاقہ مجسٹریٹ اور خیبر میڈیکل کالج کی ٹیم کی موجودگی میں قبرکشائی کر کے مقتولہ کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اور بعدازاں نعش دوبارہ دفنادی گئی۔

(روزنامہ آج)

مسلح افراد کی فائرنگ، خاتون زخمی

پشاور 7اپریل کو پشاور کے مضافاتی علاقہ انقلاب تھانے کی حدود میں مسلح افراد نے گھریلو تنازعہ پر گھر میں گھس کر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں خاتون اور اس کا بھائی زخمی ہوگئے جنہیں طبی امداد کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے۔ضیاء الحق ولد امین گل سکنہ بنات کلے نے زخمی حالت میں رپورٹ درج کراتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ مسماۃ نفیسہ زوجہ خیال پر گھر کے اندر فائرنگ کی گئی جس کے نتیجے میں وہ شدید زخمی ہوگئی جنہیں فوری طبی امداد کیلئے لیڈی ریڈنگ ہسپتال پہنچادیا جبکہ ملزمان جائے وقوعہ سے فرار ہوگئے۔ضیاء الحق کے بقول وہ بھی حملہ آوروں کی فائرنگ کا نشانہ بنے تھے۔تاہم پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی تھی۔

(روزنامہ مشرق)

فائرنگ کر کے بیوی کو قتل کر دیا

ڈیرہ اسماعیل خان 4اپریل کو تھانہ کینٹ کی حدود میں واقع بستی دین پور میں اونٹ منڈی کے قریب تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے ملازم عزیز نے اپنی بیوی شبیراں بی بی کو پستول سے فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہوگیا۔کینٹ پولیس نے موقع پر پہنچ کر جائے وقوعہ سے آلہ قتل برآمد کرلیا، تاہم قتل کی وجوہات کا علم نہ ہوسکا۔پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی تھی۔ (نامہ نگار)

شادی سے انکار پر لڑکی کو دھمکیاں

حیـدر آبـاد 12اپریل کو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت نے لڑکی کو تنگ کرنے اور شادی نہ کرنے پر قتل کی دھمکیاں دینے والوں کے خلاف کارروائی نہ کرنے سے متعلق دائر درخواست پر ایس ایچ او قاسم آباد کو نوٹس جاری کر کے جواب طلب کرلیا۔وقار ٹاؤن قاسم آباد کی رہائشی نذیراں کانذھڑو نے درخواست میں موقف اختیار کیا ہے کہ اس کی بیٹی ماریہ تعلیم یافتہ ہے اور ملازمت کرتی ہے۔بااثر شخص ذیشان اس کی بیٹی کو موبائل پیغامات اور فون کر کے تنگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر ماریہ کی شادی اس کے ساتھ نہیں کی گئی تو وہ اسے جان سے ماردے گا۔متاثرہ خاندان کا مطالبہ ہے کہ ان کی بیٹی کو تنگ کرنے اور جان سے مارنے کی دھمکیاں دینے والے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

ایک شخص دو بیویوں سمیت قتل

نوشہرہ 18اپریل کو نوشہرہ کے علاقہ خویشگی پایان میں قاتلوں نے غیرت کے نام پر ایک شخص کو دو بیویوں سمیت ذبح کر کے قتل کر دیا۔پولیس کو گھر سے تین لاشیں ملیں جن میں شوہر اور ایک بیوی کو تیز دھار آلے سے ذبح کیا گیا جبکہ دوسری بیوی کو تشدد کے بعد فائرنگ کر کے قتل کیا گیا۔پولیس ذرائع کے مطابق مقتولین کا تعلق چارسدہ کے علاقے مندنی سے ہے، جو دو ہفتے قبل نوشہرہ کے علاقے خویشگی پایاں میرہ میں کرایہ کے مکان میں منتقل ہوگئے تھے۔نوشہرہ پولیس کو مقتول کے بھائی ذیشان ولد صلاح محمد نے بتایا کہ اس کے بھائی مقتول حسن محمد ولد صلاح محمد ساکن مندنی چارسدہ کی ایک شادی مسماۃ (غ) سے ہوئی تھی جبکہ مقتول ایک شادی شدہ خاتون مسماۃ (م) سے محبت کا دم بھرتا تھا جس کو وہ اپنے شوہر اسرار خان کے گھر واقع مندنی چارسدہ سے 31 مئی 2014 کو بھگا کرلے گیا تھا اور اس کے بعد اس کے ساتھ شادی کی تھی، جس کا اسکے سابق شوہر اسرار کو رنج تھا۔ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر نوشہرہ حافظ واحد محمود کے مطابق گزشتہ روز ایک خاتون پولیو ورکر نے پولیس کو اطلاع دی کہ وہ گھر گھر جا کر بچوں کو پولیو کے قطرے پلا رہی تھی کہ اس دوران ایک گھر واقع خویشگی میرا میں جب وہ داخل ہوئی تو معلوم ہوا کہ گھر میں صرف ایک ڈیڑھ سالہ بچی تھی اور کمرے میں تین افراد کی لاشیں پڑی تھیں۔پولیس نے موقع پر پہنچ کر لاشیں تحویل میں لیکر مقدمہ درج کر کے لاشیں پوسٹ مارٹم کیلئے ڈسٹرکٹ ہسپتال نوشہرہ منتقل کیں اور گھر سے شواہد اکٹھا کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔مقتول کے بھائی ذیشان نے مقتول خاتون کے سابق شوہر اسرار خان اور اس کے بھائی نثار خان کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے۔پولیس نے ڈیڑھ سالہ بچی کو مقتول کے بھائی ذیشان کے حوالے کر دیا۔

(روزنامہ آج)

لڑکی کو اغواء کرنے کا الزام

اوکاڑہ بصیر پور کے موضع کوٹ شیر خان کے رہائشی قمر امیر نے بتایا کہ عمران اور ذوالفقار نے 21 فروری کو اس کی بیٹی رضوانہ عمر اٹھارہ سال کو اغواء کرلیا تھا جس کے بعد انہوں نے قانونی کارروائی کے لیے تھانہ بصیر پور درخواست دی مگر مقدمہ درج نہیں ہوا۔اس کے مطابق رضوانہ ملزموں کے چنگل سے فرار ہو کر 5 مارچ کو اپنے گھر پہنچ گئی جس پر انہوں نے عدالتی حکم پر تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال دیپالپور سے لڑکی کا طبی معائنہ کروایا۔انہوں نے الزام لگایا کہ پولیس ملزموں کے خلاف کارروائی میں ٹال مٹول سے کام لے رہی ہے۔اس سلسلہ میں رابطہ پر ایس ایچ او تھانہ بصیر پور محمد اسلم نے بتایا کہ درخواست کی چھان بین کر رہے ہیں۔فریقین کے موقف کا جائزہ لے کر کارروائی کریں گے۔

(اصغر حسین حماد)

قندیل کے بعد اگلا ہدف ہم ہوں گے

لاہور گزشتہ برس ماڈل قندیل بلوچ کے قتل کے بعد کئی پاکستانی خواتین نے خود کو غیر محفوظ تصور کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر جہاں قندیل کے قتل کی مذمت کی وہیں خود کو لاحق خطرات پر بھی تحفظات کا اظہار کیا۔ کئی خواتین کو محسوس ہوا کہ قندیل کے بعد اگلا ہدف وہ ہوں گی۔ سماجی کارکن اور ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈیشن نامی ادارہ قائم کرنے والی نامور وکیل نگہت داد نے غیر ملکی خبر رساں ادارے 'اے ایف پی' کو بتایا کہ ان کے موبائل فون کی گھنٹی ہر وقت بجتی رہتی ہے، خواتین ان سے تجاویز طلب اور اپنے مسائل سے آگاہ کرتی ہیں۔ ان کے مطابق متعدد خواتین کو لگتا ہے کہ اگلا ہدف وہ ہوں گی۔ نگہت داد نے خواتین کے تحفظ کا ادارہ 2012 میں قائم کیا تھا، وہ تب سے آن لائن بلیک میلنگ، تضحیک اور دھمکیوں کا سامنا کرنے والی خواتین کو قانونی مدد فراہم کرتی آ رہی ہیں، مگر گزشتہ برس قندیل بلوچ کے قتل کے بعد ان کے پاس مدد کی درخواستوں میں اضافہ ہوا ہے۔ شکایات میں حالیہ اضافے کے بعد انہوں نے گزشتہ برس دسمبر میں ہاٹ لائن بھی قائم کی، جس پر یومیہ درجنوں شکایات موصول ہوتی ہیں، اور یہ ہاٹ لائن آن لائن اذیت اور دھمکیوں کا سامنا کرنے والی خواتین کے لیے سب سے محفوظ اور آسان طریقہ بھی ثابت ہوا۔ وکالت کے پیشے سے وابستہ 35 سالہ نگہت داد کا مقصد خواتین کو محفوظ بنانا ہے، انہیں ان کی خدمات پر گزشتہ برس ایٹلانٹک کونسل کی جانب سے ڈیجیٹل فریڈم ایوارڈ اور نیدر لینڈ حکومت کی جانب انسانی حقوق کا ٹیولپ ایوارڈ بھی دیا گیا۔ وہ کہتی ہیں کہ وہ چاہتی ہیں کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہم ان کی مدد کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں خاموش نہیں رہنا چاہیئے، ہم ہر وقت متاثرہ خواتین کی مدد کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آن لائن بلیک میلنگ کا نشانہ زیادہ تر وہ پاکستانی خواتین بنتی ہیں، جن کا تعلق قدامت پسند گھرانوں سے ہوتا ہے، ان خواتین کو صرف فیس بک اکاؤنٹ بنانے اور اپنی اصل تصویر استعمال کرنے پر بھی بلیک میلنگ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پاکستانی معاشرے میں خواتین کو جنسی طور بلیک میل کرنا بھی بہت بڑا اور عام مسئلہ ہے، کئی خواتین کو ان کے مرد دوست ان کی برہنہ یا نیم برہنہ تصاویر کے ذریعے بھی بلیک میل کرتے ہیں، پہلے ان سے ایسی تصاویر کا مطالبہ کیا جاتا ہے، پھر انہیں ان کی بناء پر پریشان کر کے غلط مطالبے کیے جاتے ہیں۔ لاہور کی بیکن ہاؤس نیشنل یونیورسٹی کی طالبہ 25 سالہ ایمان سلیمان کو محض اس لیے نفرت اور تضحیک کا نشانہ بنایا گیا، کیوں کہ انہوں نے اپنے دوستوں کے ساتھ ایک نمائش کے دوران خواتین کے حیض سے متعلق گفتگو کی۔ ایمان سلیمان بتاتی ہیں کہ اس مسئلے پر نتیجہ خیز بحث کے بجائے انہیں دھمکیاں موصول ہوئیں، اور تنگ نظر سوشل میڈیا پیجز کی جانب سے ان کی تصاویر اور معلومات شیئر کی گئیں، جس کے بعد لوگوں نے ان کے خلاف دھمکی آمیز گفتگو کرنا شروع کر دی۔ ایمان سلیمان بتاتی ہیں کہ وہ جارحانہ مہم سے ڈر گئیں تھیں، کیوں کہ انہیں نہیں پتہ تھا کہ جو لوگ دھمکیاں دے رہے ہیں وہ کیا چاہتے ہیں، انہیں والدین نے ڈر کے مارے اسکول جانے سے روک دیا۔ ایمان سلیمان کے مطابق وہ ہر وقت خوفزدہ رہتی تھیں، وہ کسی بھی موٹر سائیکل سوار آدمی کو اپنے قریب آتا دیکھتی تھیں تو انہیں لگتا تھا وہ انہیں قتل کر دے گا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ ہر وقت گاڑی میں بیٹھ کر اپنے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لیتی رہتی تھیں، کیوں کہ آپ اس ملک میں یہ نہیں جانتے کہ آپ کی حدود کیا ہیں، اور آپ نے ان حدود کو کب پار کیا اور کوئی بھی آپ کو ان چیزوں کے لیے قتل کر سکتا ہے۔ بعد ازاں ایمان سلیمان نے نگہت داد سے رابطہ کیا، اور انہیں کچھ سکون میسر ہوا۔

(بشکریہ ڈان)

ماں باپ کے سامنے بیٹی قتل

نوشہرہ 18 اپریل کو پیر سباق کے علاقے غلہ ڈھیر میں ایک لڑکی کو اس کے ماں باپ کے سامنے اس کے سابقہ شوہر نے قتل کر دیا۔ لعل بادشاہ ولد رضا خان ساکن غلہ ڈھیر پیر سباق نے پولیس کو بتایا کہ وہ اس کی بیوی مسماۃ معراجہ اور بیٹی انیلہ گھر میں موجود تھے کہ اس کا بھتیجا اور سابق داماد عظمت ولد سروران کے گھر میں داخل ہوا اور آتے ہی اس کی بیٹی انیلہ پر فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر دم توڑ گئی جبکہ ملزم فرار ہو گیا۔ مقتولہ کے والد نے بتایا کہ عظمت نے انیلہ کو شک پر طلاق دی کہ اس کے اپنے ماموں زاد بھائی کے ساتھ تعلقات استوار ہیں اور تصدیق کئے بغیر عظمت نے انیلہ کو یکم اپریل کو طلاق دی اور وہ میکے آ گئی۔ پولیس نے قتل کا مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

دو لڑکیوں کو سوارہ میں دینے کی کوشش ناکام

پشاور 8 اپریل کو تھانہ بڈھ بیر کے علاقے سلیمان خیل میں 2 لڑکیوں کو سوارہ میں دینے کی کوشش ناکام بنا دی گئی۔ پولیس نے لڑکیوں کو برآمد کر کے 7 ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ تھانہ بڈھ بیر پولیس کو اطلاع ملی کہ سلیمان خیل میں 2 لڑکیوں شہلا بی بی دختر جمیل اور خاتون بی بی دختر غلام رسول کو جرگہ نے سورہ میں دینے کا فیصلہ کیا ہے جس پر پولیس نے فوری کاروائی کرتے ہوئے دونوں لڑکیوں کو برآمد کر کے ملزمان گل تاج، غلام رسول، گلزار، سردار علی، حضرت خان، جمیل اور بہرام کو گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا۔

(روزنامہ آج)

لڑکی پراسرار طور پر جاں بحق

پشاور 15 اپریل کو داؤدزئی کے علاقے شاہ عالم پل میں جوانسال لڑکی پراسرار طور پر جاں بحق ہو گئی۔ پولیس نے پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی، پولیس کے مطابق نجیب اللہ ولد مومن خان سکنہ شبقدر نے رپورٹ درج کرائی کہ اس کی 19 سالہ بیٹی صدف زوجہ مکمل شاہ اپنے گھر میں موجود تھی کہ اس دوران اچانک گر کر جاں بحق ہو گئی، پولیس کے مطابق متوفیہ کی ہلاکت کی وجوہات جاننے کیلئے پوسٹ مارٹم کے بعد نعش ورثاء کے حوالے کر دی گئی جبکہ رپورٹ درج کر کے مختلف زاویوں پر تفتیش شروع کر دی گئی ہے۔

(روزنامہ مشرق)

غیرت کے نام پر بیوی اور بھائی قتل

بنوں 6 اپریل کو بنوں میں شوہر نے غیرت کے نام پر اپنی بیوی اور بھائی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ گزشتہ روز تھانہ ٹاؤن شپ کی حدود میں واقع دومنزہ بیزن خیل میں مبینہ ملزم نعیم الرحمٰن ولد دمساز خان نے گھر میں اپنی بیوی 18 سالہ مسماۃ (ز) اور اپنے بھائی 18 سالہ عمر زاد ہپر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں دونوں موقع پر جاں بحق ہو گئے پولیس نے موقع پر پہنچ کر دونوں مقتولین کی لاشیں پوسٹ مارٹم کیلئے خلیفہ گل نواز انسٹی ٹیوٹ پہنچائی۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش شروع کر دی۔

(روزنامہ آج)

کالی کا الزام، بیوی کو زخمی کردیا

عمرکوٹ 30 مارچ کو کنری شہر کے قریب گوٹھ مانجھا کر میں شوہر جیرا کولہی نے کالی کے الزام میں کلہاڑی کے وار کر کے اپنی بیوی مینا کولہی کو زخمی کر دیا۔ متاثرہ خاتون کو تعلقہ ہسپتال کنری میں ابتدائی طبی امداد کے بعد بہتر علاج ومعالجہ کے لیے سول ہسپتال حیدرآباد منتقل کیا گیا۔ متاثرہ خاتون کے سر، بازو اور ٹانگ پر زخم آئے۔ کنری پولیس نے ملزم شوہر جیراء کولہی کو گرفتار کرلیا۔ شوہر کا موقف تھا کہ اس کی بیوی کالی تھی۔ متاثرہ خاتون چار بچوں کی ماں ہے۔ پولیس نے متاثرہ خاتون کے والد کی فریاد پر مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(اوکھومنروپ)

جنسی تشدد سے کا نشانہ بننے والی حاملہ خاتون کے پیٹ میں بچہ ضائع

مظفر آباد آزاد کشمیر میں مبینہ طور ایک بااثر شخص کی جانب سے جنسی تشدد کا زہر پی کر نشانہ بنائی گئی حاملہ خاتون کا خودکشی کی کوشش کے 3 دن بعد ان کے پیٹ میں 4 ماہ کا بچہ ضائع ہوگیا۔ وادی نیلم کی متاثرہ خاتون کا علاج کرنے والے ڈاکٹر اور وکیل نے خاتون کے پیٹ میں بچے کے ضائع ہونے کا دعویٰ تین دن بعد کیا۔ متاثرہ خاتون نے 4 اپریل کو خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی جنہیں ایس کے این ہسپتال داخل کرایا گیا تھا، جہاں بعدازاں پولیس نے ان کا بیان ریکارڈ کیا۔ علاج کے بعد متاثرہ خاتون کو صحت بہتر ہونے پر ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا تھا، مگر انہیں گزشتہ روز ایک بار پھر ہسپتال داخل کرایا۔ خاتون کو جب دوبارہ ہسپتال داخل کرایا گیا تو ان کے پیٹ میں پلنے والا 4 ماہ کا بچہ ضائع ہوگیا، کیوں کہ جب انہوں نے زہر پیا تو اس کا اثر پیٹ میں رہ گیا، جس نے بچے کو نقصان پہنچایا۔ معاوضہ لیے بغیر رضا کارانہ طور پر متاثرہ خاتون کا مقدمہ لڑنے والے وکیل آصف عباسی نے بتایا کہ خاتون کے ساتھ ہونے والے حادثات اور ناانصافیوں کے بعد قانون وانصاف پر ان کا اعتماد بحال کرنے کی ضرورت تھی، جس وجہ سے انہوں نے ان کا کیس رضا کارانہ طور پر لیا۔ متاثرہ خاتون کے وکیل کا کہنا تھا کہ حکومت کو چاہیئے کہ 'ریپ' کرنے والے ملزمان کو ایسی سزا دے جو آنے والوں کے لیے مثال بن جائے۔ وکیل نے بتایا کہ خاتون کو اغوا، تشدد اور دہشت کا نشانہ بنائے جانے سمیت ریپ کا نشانہ بنایا گیا، مگر پولیس نے صرف آئین کی شق 10 (3) کے تحت زنا کا مقدمہ درج کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ڈی آئی جی پولیس سردار گلزار احمد نے متعلقہ پولیس تھانے کو ہدایات کیں کہ مقدمے میں زنا کی شق 11 کی دفعات بھی شامل کی جائیں، جب کہ انہوں نے شریک ملزم کو فوری گرفتار کرنے کے احکامات جاری کیے، مگر تاحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ وکیل نے الزام عائد کیا کہ پولیس نے ریپ کرنے والے مرکزی ملزم کو مہمان کے طور پر تھانے میں رکھا ہوا ہے۔ واقعہ آزاد جموں وکشمیر کے وزیراعظم راجہ فاروق حیدر کے حلقے میں پیش آیا تھا۔ ایک بچے کی ماں 25 سالہ حاملہ خاتون نے کہا تھا کہ اسے مبینہ طور پر دوسرے قبیلے کے بااثر شخص نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ ابتدائی میڈیکل رپورٹ میں بھی اس بات کی تصدیق ہوئی تھی کہ خاتون کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ متاثرہ خاتون کے ایک رشتہ دار اور پولیس حکام نے ڈان کو بتایا تھا کہ مشتبہ شخص خاتون کو مشہور پہاڑی علاقے چکار کے نواح میں ویران مقام پر لے گیا، جہاں اس نے خاتون سے زیادتی کی۔

(بشکریہ ڈان)

خاتون کی نعش برآمد

گوجرہ پانچ روز قبل اچانک لاپتہ ہونے والی 80 سالہ خاتون کی نعش نہر سے مل گئی۔ تفصیلات کے مطابق محلہ عیدگاہ گوجرہ کی رہائشی 80 سالہ صفیہ بی بی 4 اپریل کو گھر سے اچانک غائب ہوگئی تھی، جس کی تلاش جاری تھی کہ پولیس کو اس کی نعش نہر میں تیرتی ہوئی ناگرہ پل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نزدیک سے ملی۔ پولیس نے اس وقت شناخت نہ ہونے پر ضروری کارروائی کے بعد نعش کو لاوارث قرار دے کر گئوشالہ قبرستان ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سپرد خاک کر دیا۔ اطلاع ملنے پر ورثاء نے تصاویر کی مدد سے اس کی نعش شناخت کر لی۔ یہ واقعہ 10 اپریل کو پیش آیا۔

(اعجاز اقبال)

خاتون قتل، شوہر اور سسر گرفتار

دیر لوئر 26 اپریل کو خونگی شاہ میں ایک خاتون قتل کر دی گئی۔ پولیس نے قتل کے الزام میں مقتولہ کے شوہر اور سسر کو گرفتار کر کے ان سے آلہ قتل برآمد کرلیا، تھانہ تیمرگرہ کے ایس ایچ او جمیل الدین خان نے میڈیا کو بتایا کہ پولیس کو اطلاع ملی کہ تیمرگرہ کے نواحی گاؤں خونگی شاہ میں ایک خاتون قتل کی گئی ہے جس پر پولیس نے ان کی قیادت میں چھاپہ مار کر مقتولہ کے شوہر احسان اللہ اور اس کے والد امین خان کو گرفتار کر کے ان سے آلہ قتل بھی برآمد کرلیا۔ وقوعہ کی وجہ گھریلو ناچاقی بتائی جاتی ہے۔

(نامہ نگار)

8 سالہ بچی کے ساتھ جنسی زیادتی

شکارپور صوبہ سندھ کے ضلع شکارپور کے ایک گاؤں میں 8 سالہ بچی کو مبینہ طور پر زیادتی کا نشانہ بنائے جانے کا واقعہ سامنے آیا ہے جبکہ پولیس نے مشتبہ ملزم کو حراست میں لے لیا۔ ایس ایچ او امیر علی پٹھان نے بتایا کہ ملزم بھی اسی گاؤں کا رہائشی ہے جہاں بچی رہتی تھی اور اس نے مبینہ طور پر بچی کو کچھ کھانے کے لیے دیا اور پھر اسے ایک سنسان جگہ پر لے گیا جہاں اس نے بچی کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا۔ ایس ایچ او کے مطابق بچی کی ماں فوری طور پر بچی کو شکارپور سول ہسپتال لے کر گئی جہاں اسے طبی امداد فراہم کی جارہی ہے۔ امیر علی کے مطابق ابتدائی طبی معائنے میں اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ بچی کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ واقعے کی ایف آئی آر درج کرنے کے بعد پولیس نے چھاپہ مار کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو گرفتار کرلیا جس کے قبضے سے ایک ٹی ٹی پستول بھی برآمد ہوئی ہے۔ شکارپور چائلڈ پروٹیکشن یونٹ کے عہدیدار وحید احمد آغا کا کہنا ہے کہ متاثرہ بچی کے والدین کو ضرورت پڑنے پر قانونی معاونت فراہم کی جائے گی۔

(نامہ نگار)

پانچ سالہ بچی کو قتل کردیا گیا

حیدرآباد 19 اپریل کو ایک شخص نے پانچ سالہ بچی کو گلا دبا کر قتل کر دیا۔ ٹنڈو جام کے نواحی گاؤں حیاب بھٹی میں علی محمد بھٹی کی پانچ سالہ بیٹی ریما جمعہ کی شام اچانک لاپتہ ہوگئی جسے گھر والوں نے بہت تلاش کیا مگر بچی نہ ملی۔ ہفتہ کی صبح ریما کی لاش گھر کے قریبی گندے نالے سے ملی۔ لاش کو ٹنڈو جام تھانے کے بعد رورل ہیلتھ سینٹر لایا گیا جہاں پوسٹ مارٹم کا انتظام نہ ہونے پر لاش حیدرآباد روانہ کردی گئی۔ بچی کے ماموں سلطان بھٹی کے مطابق اس کی بھانجی گھر کے باہر کھیل رہی تھی کہ اچانک غائب ہوگئی۔ کسی شخص نے بچی کا گلا دبا کر قتل کر دیا۔ اور لاش گندے نالے میں پھینک دی۔ مقتولہ کا والد محنت مزدوری کرتا ہے۔ مقتولہ کے ورثاء نے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے بچی کے قاتلوں کے جلد از جلد گرفتار کر کے انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

اہلیہ کا مبینہ قتل: دہری شہریت رکھنے والا ملزم دبئی فرار

...... پاکستان اور امریکا کی دوہری شہریت کے حامل ایک شخص نے مبینہ طور پر اپنی اہلیہ کو دبئی جانے سے قبل کراچی کے ایک نجی ہوٹل میں قتل کردیا۔ پولیس حکام کے مطابق صدر کے علاقے میں قائم ایک نجی ہوٹل سے ایک نئی نویلی دلہن کی لاش برآمد ہوئی، پولیس نے خدشہ ظاہر کیا کہ خاتون کو قتل کیا گیا ہے۔ سینئر سپرینٹنڈنٹ پولیس (ایس ایس پی) جنوبی ثاقب اسماعیل میمن کا کہنا تھا کہ 28 سالہ فرحین کی لاش ہوٹل کے ایک کمرے سے برآمد ہوئی جبکہ اس کا شوہر شہیر لاپتہ تھا لیکن بعدازاں پولیس کو تحقیقات کے دوران معلوم ہوا کہ وہ واقعے کے روز صبح دبئی روانہ ہوگیا تھا۔ خاتون کی لاش اس کے دوپٹے کے ساتھ کمرے کے پنکھے سے لٹکی ہوئی تھی تاکہ واقعے کو خودکشی قرار دیا جاسکے۔ تاہم سینئر پولیس افسر کا کہنا تھا کہ وہ اس واقعے کو قتل کے طور پر دیکھ رہے ہیں اور مقتولہ کی والدہ سمعیہ کی مدعیت میں قتل کا مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ پولیس افسر نے بتایا کہ یہ محبت کی شادی تھی جس کی کاغذی کارروائی دو ماہ قبل اسلام آباد کی عدالت میں ہوئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ کچھ روز قبل جوڑے کے درمیان تلخ کلامی ہوئی تھی جبکہ اہلیہ کی جانب سے لڑکے کی مرحوم والدہ کو برا بھلا کہنے پر اس نے خاتون کو مارا بھی تھا۔ ایک اور پولیس افسر نے بتایا کہ فرحین اسلام آباد میں بحریہ ٹاؤن کی رہائشی تھی اور وہ کبھی کبھار ایک نجی ٹی وی چینل پر ماڈلنگ کا کام بھی کرتی تھی۔ اس نے بتایا کہ فرحین اور شہیر کے درمیان دوستی ہوگئی اور بعدازاں دونوں نے اپنی رضامندی سے شادی کرلی۔ پولیس افسر نے بتایا کہ شہیر کے والدین گلشن اقبال میں رہائش پذیر ہیں اور انھوں نے فرحین کو قبول کرنے سے انکار کردیا تھا جس کے بعد وہ عارضی رہائش کیلئے صدر میں ایک ہوٹل میں منتقل ہوگئے۔ ایس ایس پی جنوبی نے ڈان کو بتایا کہ ملزم کے والد کا کہنا تھا کہ ان کا بیٹا امریکی شہری بھی ہے۔ پولیس نے مقدمے کے اندراج کے بعد تفتیش کا آغاز کردیا۔

(بشکریہ ڈان)

خاتون کے قتل کا الزام

عمرکوٹ 5 اپریل کو عمرکوٹ شہر کے قریبی علاقے گوٹھ روحل واہ کے پاس اوڈ برادری کے محلے میں دو بچوں کی ماں گیتا اوڈ کی نعش گھر کے کمرے سے برآمد ہوئی۔ نعش کے گلے میں پھندا تھا اور وہ پنکھے کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ خاتون کے لواحقین نے سسرالیوں پر قتل کا الزام عائد کیا۔ اطلاع پر پولیس تھانہ سٹی عمرکوٹ نے جائے وقوعہ پر پہنچ کر نعش اپنی تحویل میں لے لی۔ اور نعش کا پوسٹ مارٹم کروا کر ورثاء کے حوالے کردی۔ مقتولہ کے بھائی کا موقف تھا کہ اس کی بہن کو اس کے شوہر جیوراج اوڈ اور سسرالیوں نے گلا دبا کر قتل کیا ہے۔ اور بعد میں خودکشی کا ڈرامہ رچایا ہے۔ اس کی بہن نے خودکشی نہیں کی بلکہ اسے قتل کیا گیا۔ ملزم جیوراج کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔

(اوکھومنروپ)

بیوی کی جان لے لی

مردان 10 اپریل کو جانباز زرے میں گھریلو تنازعے پر شوہر نے فائرنگ کرکے بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ علاقہ جانباز زرے میں ملزم منتظر ولد نور محمد نے گھریلو تنازعے پر اپنی شریک حیات پر فائرنگ کی جس سے وہ شدید زخمی ہوگئی اور اسے مردان میڈیکل کمپلیکس ہسپتال پہنچایا گیا جہاں پولیس کو بیان دینے کے بعد اسے تشویشناک حالت میں لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور منتقل کیا گیا تاہم وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا تھا۔

(نامہ نگار)

'غیرت' کے نام پر کنویں میں گرادیا گیا، نعش برآمد

پشاور 27 اپریل کو پشاور کے نواحی علاقے داؤدزئی میں قتل کے الزام میں گرفتار دوشیزہ کو رہائی کے بعد بھائیوں نے اپنی بیویوں کے ساتھ ملکر 'غیرت' کے نام پر کنویں میں گرادیا جس کے باعث وہ دم توڑ گئی، پولیس نے والدہ کی رپورٹ میں کارروائی کرتے ہوئے کنویں سے نعش نکال کر دو بھائیوں اور ان کی بیویوں کو گرفتار کرلیا جبکہ ایک فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ زرشیدہ زوجہ کریم نے رپورٹ درج کرتے ہوئے پولیس کو بتایا کہ گزشتہ روز اس کے بیٹوں فردوس، تلاوت اور ثمین نے مل کر اپنی بہن 21 سالہ (ب) کو کنویں میں پھینک دیا ہے اور اس واردات میں ملزمان کے ساتھ فردوس کی بیوی مسماۃ شمیم اور تلاوت کی بیوی صفیہ بھی شامل ہیں۔ پولیس نے رپورٹ پر کارروائی کرتے ہوئے مقتولہ کے دو بھائیوں تلاوت، ثمین اور بھابیوں مسماۃ شمیم اور مسماۃ صفیہ کو گرفتار کرلیا جبکہ فردوس فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا، پولیس کے مطابق مقتولہ 26 اپریل 2017 کو جیل سے رہا ہوئی تھی جس پر الزام تھا کہ اس کے بیک وقت 2 لڑکوں کے ساتھ تعلقات استوار تھے اور 30 جنوری 2017 کو ایک لڑکے کے ساتھ ملکر دوسرے کو راستے سے ہٹانے کیلئے قتل کردیا تھا۔ ملزمہ ضمانت پر رہا ہوکر جب گھر پہنچی تو بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوگئی۔

(روزنامہ آج)

شوہر کے ہاتھوں بیوی قتل

اوکاڑہ دیپالپور کے نواحی گاؤں بھائی راؤ میں ملزم محمد اکرم نے اپنی بیوی امیراں بی بی کو قتل کردیا۔ اکرم نے گھریلو جھگڑے پر اپنی بیوی کو کلہاڑی کے وار کرکے قتل کیا تھا۔ مقتولہ کے والد کی فریاد پر اکرم کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ ملزم اکرم کو آلہ قتل سمیت گرفتار کرلیا گیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

بیوی کو شدید زخمی کردیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں 383 ج ب الہڑ کی رہائشی شبانہ اپنے خاوند وقار سے ناراض ہوکر والدین کے گھر آئی ہوئی تھی۔ وقوعہ والے روز وقار اپنے بھائیوں کے ہمراہ اسے منانے کی غرض سے آیا لیکن خاتون راضی نہ ہوئی جس پر وقار طیش میں آگیا اور چھری کے وار کرکے اسے شدید زخمی کردیا۔ متاثرہ خاتون کو ہسپتال منتقل کردیا گیا جبکہ ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ واقعہ 29 مارچ کو پیش آیا۔

(اعجاز اقبال)

خاتون کی لاش برآمد

سوات 27 اپریل کو خوازہ خیلہ وچ خوڑ کے مقام پر دریائے سوات سے ایک خاتون کی لاش برآمد کی گئی۔ پولیس ذرائع کے مطابق سوات کے علاقہ بحرین سے تعلق رکھنے والی خاتون مسماۃ (ف۔ت) نے نامعلوم وجوہات کے بناء پر تحصیل بحرین کے گاؤں تورول کے مقام پر دریائے سوات میں چھلانگ لگا کر خودکشی کی تھی بعد میں خاتون کی لاش خوازہ خیلہ وچ خوڑ کے مقام سے برآمد ہوئی۔

(نامہ نگار)

صحت

شہری مضرِ صحت پانی پینے پر مجبور

حیدرآباد 11اپریل کو سپریم کورٹ کی جانب سے پانی اور نکاسی آب کے نظام کا جائزہ لینے کے لیے کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو صوبہ سندھ کے مختلف شہروں کا دورہ کر کے مذکورہ معاملات کا جائزہ لے رہی ہے۔ضلع حیدرآباد کے عوام کو فراہمی آب کے لئے مختلف اوقات میں پانچ فلٹر پلانٹس کی تنصیب کی گئی جن میں نصب بیشتر مشینری اور پانی کو صاف کرنے والے آلات بھی زائدالمعیاد ہونے کی وجہ سے ناکارہ ہو چکے ہیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

پینے کے صاف پانی کی عدم فراہمی کا مسئلہ

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ شدت اختیار کر چکا ہے جس کے باعث شہریوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔واضح رہے کہ شہر کو پانی کی فراہمی کے لیے مختلف علاقوں میں چھ واٹر ورکس پلانٹ قائم ہیں جنہیں پانی مہیا کرنے کے لیے بھاگٹ بنگلے کے مقام پر سولہ ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔تاہم واٹر ورکس ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے گھروں میں فراہم کیا جانے والا پانی پینے کے قابل نہیں۔صاف پانی حاصل کرنے کے لیے شہری حکومت اور مختلف فلاحی اداروں کی جانب سے لگائے گئے واٹر فلٹریشن پلانٹس یا پھر نلکوں سے پانی بھر کر لانے پر مجبور ہیں۔محلّہ کمال چوک کے رہائشی نے بتایا کہ ان کے گھر میں واٹر سپلائی کا جو پانی آ رہا ہے وہ اتنا گدلا ہوتا ہے کہ وہ پینے کے قابل نہیں ہوتا۔'پانی کا رنگ دیکھ کر ہی احساس ہو جاتا ہے کہ یہ پینے کے قابل نہیں جبکہ بعض اوقات تو اس میں سے بدبو بھی آتی ہے۔'ان کا کہنا تھا کہ اہلِ علاقہ پینے کے لیے واٹر فلٹریشن پلانٹس سے پانی بھر کر لاتے ہیں جس کے لیے انہیں اپنے معمول کے کام کاج چھوڑ کر وقت نکالنا پڑتا ہے۔محلّہ سرہند کالونی کے رہائشی نے بتایا کہ انہوں نے گھر میں واٹر سپلائی کا کنکشن لگوایا ہوا ہے جس کا باقاعدہ بل بھی آتا ہے لیکن صاف پانی آج تک نہیں آیا۔شہری پینے کے لیے واٹر فلٹریشن پلانٹس سے پانی بھر کر لاتے ہیں۔غلام رسول کا کہنا تھا کہ گھروں میں گندے پانی کی فراہمی کے خلاف میونسپل کمیٹی ٹوبہ کے متعلقہ حکام کو متعدد شکایات کی جا چکیں مگر انتظامیہ نے تا حال کوئی نوٹس نہیں لیا۔

(اعجاز اقبال)

صحت کے بنیادی مسائل کے حل پر زور

تربت ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے اپریل 2017 کا ماہانہ اجلاس 9اپریل بروز اتوار ٹاسک فورس کے دفتر میں منعقد ہوا۔جس میں کارکنوں کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔حاضری، اپنے اپنے تعارف اور ابتدائی کلمات کے بعد بعض کارکنان نے شاکرہ، ساجدہ اور سلمیٰ کیسز کے سلسلے میں اپنی رپورٹیں پیش کیں۔پھر اجلاس کے خصوصی موضوع ''صحت کے مسائل اور ان کا حل'' پر تبادلہ خیالات اور مباحث کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں راقم الحروف غنی پرواز، خان محمد جان، محمد کریم گچکی، بشیر احمد دانش، شکراللہ یوسف، منور علی رٹہ، علی چراغ، شہناز شبیر، اور جمال پیر محمد سمیت بیشتر ساتھیوں نے حصّہ لیا۔سب کا کہنا یہی تھا کہ عموماً مکران ڈویژن اور خصوصاً ضلع کیچ میں طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں کا راج ہے، جن میں امراض چشم، امراض دل، امراض گردہ، ایڈز، کینسر، ملیریا، ہیپاٹائٹس کی مختلف قسمیں، پولیو، ڈینگی وائرس اور چکن گونیا وغیرہ شامل ہیں۔متعلقہ اداروں اور ذمہ دار عہدیداران سے کئی بے شمار دفعہ مطالبات کئے گئے ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اب متعلقہ ادارے اور ذمہ دار عہدیداران عملی اقدامات اُٹھائیں۔

پولیو کے واقعات بھی ہوتے رہتے ہیں، جن کا علاج حکومت کی طرف سے محض قطروں تک محدود ہے، جبکہ ماہرین کے مطابق خاطر خواہ صفائی کے انتظامات کے بغیر قطرے کارگر نہیں ہوتے۔لہٰذا ایچ آر سی پی تربت ٹاسک فورس کے ماہانہ اجلاس نے کمشنر مکران ڈویژن، ڈی سی کیچ، میئر تربت اور میونسپل کارپوریشن کیچ، چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کیچ، ڈی ایچ او کیچ اور ایم ایس ٹیچنگ ہسپتال تربت سے پُرزور اپیل اور مطالبہ کیا کہ صحت کے مذکورہ تمام مسائل کے حل کے لئے جلد از جلد عملی اقدامات اُٹھائے جائیں۔تاکہ مکران کے عوام طرح طرح کی بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رہ سکیں۔

اجلاس کے شرکاء نے کہا کہ مکران میں جگہ جگہ بھکاری نظر آتے ہیں۔اس مسئلے کے اسباب یوں تو بہت ہیں، لیکن بنیادی اسباب میں بے روزگاری، جہالت اور شعور کی کمی وغیرہ شامل ہیں۔چنانچہ اجلاس کے ذریعے وفاقی حکومت اور پارلیمنٹ، بلوچستان کی صوبائی حکومت اور اسمبلی، کمشنر مکران ڈویژن، ڈی سی کیچ، اور دیگر سرکاری اداروں، حکام اور افسران سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ بھیک کی روک تھام کے لئے فکری، قانونی اور عملی اقدامات اُٹھائیں۔بے روزگاروں کو روزگار دلانے، ناخواندگاں کو تعلیم دلانے اور بے شعور یا کم شعور لوگوں کو علم و شعور کی تربیت دلانے کے سلسلے میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔

(غنی پرواز)

عطائی ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے مختلف علاقوں میں عطائی ڈاکٹروں کی بہتات ہے۔جبکہ مارکیٹ میں بڑے پیمانے پر غیر معیاری ادویات کی خرید و فروخت کا سلسلہ جاری ہے۔دوسری جانب محکمہ صحت باجوڑ ایجنسی کے ذمہ داروں نے اس معاملے پر خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔باجوڑ ایجنسی کے عوام نے حکومت اور محکمہ صحت سے عطائیوں اور غیر معیاری ادویات کے خلاف معاملے کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

(شاہد حبیب)

گندگی کے ڈھیر بیماری کو جنم دے رہے ہیں

کمالیہ گندگی کے ڈھیروں پر پلنے والے مچھروں نے شہریوں کا جینا محال کر دیا ہے۔تفصیلات کے مطابق کمالیہ کے محلّہ خالد کالونی، غازی آباد، نیا بازار، خورشید آباد، چاہ لال والا، بشیر کالونی اور دیگر علاقوں میں صفائی کے ناقص انتظامات کی وجہ سے مچھروں کی افزائش میں تیزی آ گئی ہے جس سے شہریوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور مچھروں کے کاٹنے سے وہ ملیریا و دیگر مہلک امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں جبکہ ڈینگی پھیلنے کا خدشہ بھی تیزی سے سر اٹھا رہا ہے۔شہریوں کا کہنا تھا کہ تحصیل انتظامیہ کی جانب سے صفائی کا نظام بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدام کیا جا رہا ہے نہ ہی ابھی تک رہائشی علاقوں میں مچھر مار سپرے کیا گیا۔انہوں نے ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ معظم اقبال سپرا سے کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

دیہی مرکز صحت میں طبی سہولیات کا فقدان

پاکپتن دیہی مرکز صحت ملکہ ہانس میں طبی سہولیات کا شدید فقدان ہے۔مقامی لوگوں نے جہدِ حق کے نامہ نگار کو بتایا کہ یہاں کوئی اسپیشلسٹ ڈاکٹر موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے مریضوں کو شدید مشکلات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔لوگوں نے مرکز صحت میں ڈاکٹروں کی تعیناتی کا مطالبہ کیا اور یہ بھی بتایا کہ مرکز صحت میں ادویات کا فقدان بھی ہے جسے دور کرنے کی ضرورت ہے۔مریضوں کو ادویات نجی کلینکوں سے لینا پڑتی ہیں جو ان کی پہنچ سے باہر ہے۔

(غلام نبی ڈھڈی)

اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے سے انکاری

اسلام آباد وفاقی دارالحکومت میں ہونے والی حالیہ پولیو مہم کے دوران تعلیم یافتہ طبقے سے تعلق رکھنے والے کئی افراد نے اپنے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے پلانے سے انکار کر دیا۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (اے ڈی سی) عبدالستار عیسانی نے صورتحال کو افسوس ناک قرار دیتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں گے کہ تمام بچوں کو پولیو کے قطرے پلائے جائیں۔ ڈان اخبار کی ایک رپورٹ کے مطابق ان کا مزید کہنا تھا کہ جن افراد نے اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے سے انکار کیا ان کے خلاف مقدمات بھی درج کیے گئے ہیں۔ دوسری جانب انسداد پولیو کے حوالے سے وزیراعظم کی فوکل پرسن اور سینیٹر عائشہ رضا فاروق کا کہنا تھا۔ نجی ہسپتال میں کام کرنے والے ایک مشہور ڈاکٹر شہریوں کو اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے نہ پلانے کا مشورہ دینے میں ملوث ہیں۔ عائشہ رضا فاروق نے میڈیا سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں اور عوام کو آگاہ کریں کہ یہ ویکسین ان کے بچوں کے لیے بالکل محفوظ ہے۔ خیال رہے کہ رواں سال کے دوران اسلام آباد اور راولپنڈی سے اکھٹے کیے گئے ماحولیاتی نمونوں میں پولیو وائرس کی موجودگی کا انکشاف ہوا تھا، جس کے بعد جڑواں شہروں کے متاثرہ علاقوں میں 27 مارچ سے خصوصی انسداد پولیو مہم کا آغاز کیا گیا۔ انسداد پولیو مہم کے حکام نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ جڑواں شہروں میں رہائش پذیر تمام بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے کے لیے ٹیمیں تشکیل دی جا چکی ہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ 'تعجب کی بات ہے کہ ہمیں پڑھے لکھے طبقے کی جانب سے بھی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اگرچہ ان افراد کے انکار کی وجہ کوئی مذہبی نہیں لیکن پھر بھی یہ اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے نہیں پلانا چاہتے'۔ حکام کے مطابق 'اکثریت کا دعویٰ ہے کہ وہ اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلا چکے ہیں لیکن جب ان سے ویکسی نیشن کارڈ اور سرٹیفکیٹ مانگا گیا تو وہ پیش نہ کر سکے'۔ اس حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ سیکٹر جی 7/2 کے ایک رہائشی نے اپنے بچے کو ویکسین پلانے سے انکار کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 'ہم نے اپنی پوری کوشش کی۔ ضلعی انتظامیہ کے نمائندے کو ان کے گھر بھیجا گیا تاکہ رہائشی کو رضامند کیا جا سکے مگر وہ نہیں مانا اور پولیو ٹیم کو ڈرانا دھمکانا شروع کر دیا جس کے بعد مذکورہ شہری کے خلاف آبپارہ پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درج کیا گیا'۔ آبپارہ پولیس میں تعینات ڈیوٹی افسر عباس خان نے ڈان سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ شہری کو گرفتار کر کے اس کے خلاف ایف آئی آر درج کی جا چکی ہے تاہم اس کو حراست میں نہیں رکھا جا سکتا کیوں کہ یہ قابل ضمانت جرم ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ 'ابتدائی طور پر مجھے لگا تھا کہ ایف آئی آر کسی غیر تعلیم یافتہ شہری کے خلاف درج کی گئی ہوگی تاہم وہ خاصا پڑھا لکھا شہری تھا'۔ پولیو ٹیم کے ایک عہدیدار کا کہنا تھا کہ ان کے عملے کو اس وقت عجیب صورتحال کا سامنا کرنا پڑا جب ایک وزارت کے نائب سیکریٹری نے اپنے گھر میں موجود بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے سے انکار کر دیا۔ دوران مہم جب ٹیم غوری ٹاؤن کے ایک اسکول پہنچی تو اسکول پرنسپل نے دروازہ بند کرتے ہوئے اسکول میں پولیس کو بلا لیا'۔ ان کے مطابق کئی غیر ملکیوں نے بھی اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلوانے سے منع کیا اور یہ وجہ پیش کی کہ وہ پہلے ہی ویکسینیشن کروا چکے ہیں تاہم وہ اس کا کوئی ثبوت پیش نہ کر سکے۔ عائشہ رضا فاروق کا کہنا تھا کہ چونکہ ملک بھر سے ایسے واقعات سامنے آ رہے ہیں لہذا اس بات کی تیاری کی جا رہی ہے کہ حکام کو لوگوں کے گھر بھیجا جائے اور انہیں راضی کیا جائے۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ جڑواں شہروں میں ٹاسک فورس تشکیل دیئے جانے کے بعد صورتحال میں بہتری کی توقع ہے۔ واضح رہے کہ مارچ 2016 میں پولیو پروگرام کی جانب سے سامنے آنے والی رپورٹ کے مطابق ملک بھر میں 46 ہزار 967 والدین نے اپنے بچوں کو پولیو کے قطرے پلانے سے انکار کیا۔

(بشکریہ ڈان)

پینے کے پانی کی فراہمی کا مطالبہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر خار سے سات کلومیٹر کے فاصلے پر واقع حاجی لوگ کے پہاڑ کے دامن میں مقیم دوسو گھرانوں پر مشتمل آبادی پینے کے پانی کی سہولت سے محروم ہیں۔ پہاڑ ہونے کے ناطے وہاں کنویں کی کھدائی بھی ممکن نہیں۔ حکومت اور عوامی نمائندگان عوام کو ریلیف دینے کے تو بہت دعوے کرتے ہیں لیکن عملی طور پر کسی نے بھی کچھ نہیں کیا۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے گاؤں سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر کچھ حد تک ایک کنویں کی کھدائی کی ہے جس سے جنریٹر کے ذریعے اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ دو سال پہلے یہاں ایک واٹر سپلائی سکیم منظور ہوئی تھی جس پر تعمیراتی کام بھی ہوا ہے۔ اس کا تھوڑا بہت کام باقی رہتا تھا لیکن ٹھیکیدار نے متعلقہ محکمے کے ساتھ ساز باز کر کے اپنا بل منظور کروایا اور سکیم کو ادھورا چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ شہریوں کا مطالبہ ہے کہ جلد از جلد اس سکیم کو پورا کیا جائے۔

(شاہد حبیب)

پینے کے پانی کا شدید بحران

سانگھڑ سانگھڑ شہر کے وارڈ نمبر ایک سے لے کر وارڈ نمبر چار تک کے علاقوں محلّہ اسلام آباد ہاؤسنگ سوسائٹی، المنصورہ کالونی، شمہیر کالونی زاہد ٹاؤن و دیگر علاقوں میں پانی ناپید ہو چکا ہے جس کی وجہ سے شہری شدید پریشانی میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ شہری محمد عادل، محمد اقبال، حیدر زمان، محمد احسان، غلام حیدر اور دیگر افراد نے ایچ آر سی پی کے ضلعی کوآرڈینیٹر کو بتایا کہ یہ نہروں میں پانی کی بندش کا وقت ہے۔ انتظامیہ کو معلوم تھا تو انہیں پانی کا ذخیرہ کرنا چاہیے تھا مگر پانی ذخیرہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر میں پانی کا بحران پیدا ہو چکا ہے۔ مساجد میں بھی پانی نہیں ملتا جس کی وجہ سے نمازی بھی شدید پریشانی سے دوچار ہیں۔ سانگھڑ شہر کے کئی علاقے پانی سے محروم ہیں۔ شہریوں نے ڈپٹی کمشنر سانگھڑ و ضلعی چیئرمین اور تعلقہ میونسپل کمیٹی چیئرمین سے مطالبہ کیا کہ شہر میں پانی کی سپلائی کو یقینی بنایا جائے۔

(نامہ نگار)

صحت کے معاملات میں سیاسی مداخلت کے خلاف احتجاج

ملاکنڈ 26 اپریل کو ہیڈ کوارٹر ہسپتال بٹ خیلہ میں سیاسی مداخلت کے خلاف ڈاکٹروں نے ہڑتال کی۔ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بٹ خیلہ میں پی ٹی آئی کے مقامی رکن شاد محمد نے مبینہ طور پر ڈاکٹر شاہد وسیم کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا جس پر ڈاکٹر شاہد وسیم نے ان کیخلاف لیویز پوسٹ بٹ خیلہ میں رپورٹ درج کرائی۔ پاکستان ڈاکٹر ایسوسی ایشن ملاکنڈ کے صدر ڈاکٹر عمر حبیب نے واقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے ڈی ایچ کیو ہسپتال بٹ خیلہ میں ہڑتال کا اعلان کیا۔ جس پر ہسپتال میں ڈاکٹروں نے سیاہ پٹیاں باندھ کر ہڑتال کر دی۔ ڈاکٹر عمر حبیب نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے واقعہ کی مذمت کی اور کہا کہ ڈی ایچ کیو بٹ خیلہ میں سیاسی مداخلت کسی بھی صورت برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے دھمکی دی کہ اگر تین دن کے اندر ملزم کے خلاف قانونی کاروائی نہیں ہوئی تو وہ ڈیوٹی کا بائیکاٹ کریں گے اور احتجاج کو دیگر اضلاع تک وسعت دینگے۔

(نامہ نگار)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1

تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2

ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3

ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4

کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5

کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6

ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7

قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8

ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9

کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10

ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11

(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12

کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13

(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14

(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15

(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16

(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17

(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18

ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19

ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20

(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21

(۱) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22

معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23

(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب ومعقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب ومعقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24

ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25

(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26

(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27

(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں

دفعہ - 28

ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29

(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30

اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

Human Rights Commission of Pakistan جہدحق Monthly JEHD-E-HAQ

Monthly JEHD-E-HAQ - May 2017 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 24...... شمارہ نمبر 05 ...... مئی 2017..... قیمت 5روپے

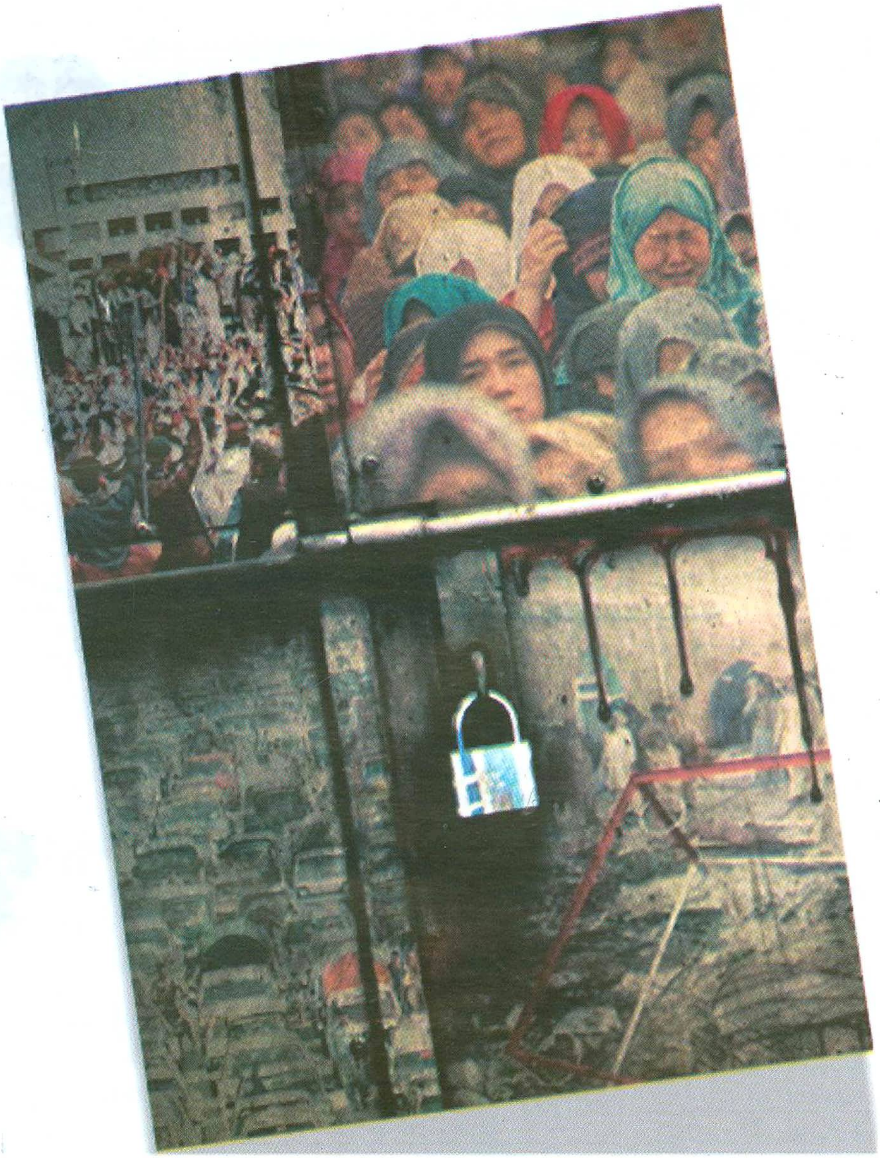

سالانہ رپورٹ 2016 انگریزی میں دستیاب ہے

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15